ہاشمی میاں کی تقریریں

مرتب
محمد لطیف ساجد

چشتی کتب خانہ
جھنگ بازار
ارشد مارکیٹ
فیصل آباد

ہاشمی میاں کی تقریریں

مقرر

سید محمد ہاشمی میاں

مرتب

محمد لطیف ساجد

ناشر نذیر احمد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	سید ھاشمی میاں کی تقر
مرتب	صاحبزادہ محمد لطیف سا
پہلی بار	۱۹۹۳ء
طابع	محمد شفیق مجا
مطبع	اسود پریس فیصل آ
تعداد	ایک ہزار
صفحات	۲۵۶
ھدیہ	۸۰/= روپے

ملنے کے پتے

خزینہ علم وادب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور فون: 7314169

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

آفس ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد فون: 646756 - 041

سب آفس: داتا دربار سونے کے دروازے کے بالمقابل گلی میں دربار مارکیٹ لاہ

اِنتساب

دَربان رسُولؐ حضرت جَبریلِ
آمینؑ عَلیہ السلام کے نام

ناچیز محمد لطیف ساجد

عنوان صفحہ
قرآن اور اہل بیت ۹
بے نیاز کا کلام بے نیاز ہے ۱۱
بولتے قرآن ۱۱
قرآن اور حسینؑ ۱۳
صبر اور نماز ۱۳
اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۱۴
نماز ظاہر ہے صبر باطن ہے ۱۶
صبر ہے سا ہے ۱۷
خدا کس کے ساتھ ہے ۱۷
حسینؑ کی دلوں پر حکومت ۱۸
خدا نارگت حسینؑ تھے ۱۸
تلوار نہیں رک رہی ۲۰
نماز کے لیے تلوار روک دی ۲۱
رسولؐ نے چوما ۲۱

میلاد النبیؐ

قد جاءکم من اللہ نور ۲۵
بشریت اور طبیعت ۲۶
مرتبہ حضرت صدیقؓ کا ۲۷
علیؑ اور امانت ۲۹
علیؑ اور موت ۳۰
آل کے بدلے سوال کے بدلے ۳۱
اللہ نے رسولؐ کو نور کہا ۳۵
اللہ کی تحقیق ۳۵
تحقیق بدلتی رہتی ہے ۳۶
عدالت کا فیصلہ بدل سکتا ہے ۳۷
علم والے کی تحقیق ۳۸
جاءکم کی تشریح ۴۰
قرآن نے کہا نور ہے ۴۰
اول ما خلق اللہ نوری ۴۱

عنوان صفحہ
بعد رب کل سب ۴۲
ایک مثال بے مثال ۴۳
نور کہاں رکھا ۴۵
قربت کا فیض ۴۶
بس اللہ ہی اللہ ہے ۴۷
کوئی جدا نہیں ۴۹
کہاں تک گئے ۵۰
اللہ مکان سے پاک ہے ۵۱
خدا لا محدود ہے ۵۲
مصطفیؐ بھی ساتھ ہیں ۵۲
نور محمد اور حضرت آدمؑ ۵۳
تعظیم نبی کا حکم ۵۳
شیطان انسان کا دشمن ہے ۵۵
جھکنے سے انکار اور اٹھنے سے انکار ۵۷
ابلیس اور جنت ۵۸
قرآن کا انکار ۵۹
نبی کی تعظیم سے انکار پرانا فتنہ ۶۰
بشریت کا اطمینان ۶۱
ابراہیمؑ مدد نہیں لیتے ۶۳

انا بشر مثلکم

ایک آئینہ ۶۵
تین طرح کی آیات ہیں ۶۶
الف لام میم کا مطلب کوئی نہیں جانتا ۶۸
اگر مقطعات کے معنی نہیں تو قرآن بے معنی ۶۸
الم کا معنی ہے مگر چھپا ہوا ہے ۶۸
الم کا مطلب جبریلؑ کو بھی نہیں معلوم ۶۹
کیا اللہ کا ہاتھ ہے ۷۱
آیات متشابہات ۷۲
اللہ کا نور بے مثال ہے ۷۳

عنوان صفحہ

متشابہات سے عقیدہ ہے ۷۳
کیا رسولؐ کافروں کی طرح بشر ہیں ۷۳
قرآن میں تین طرح کی آیات ہیں ۷۵
عقیدہ محکم آیات سے بنے گا ۷۵
پورا قرآن ماننا شریعت ہے ۷۶
میرا رسولؐ نوری بشر ہے ۷۶
خود کو جاہل کہنے سے انسان جاہل نہیں ہوتا ۷۸
اللہ نے رسولؐ کو خود کیوں بشر نہیں کہا ۷۹
میں کہوں گا ۸۰
میں بیان کروں گا ۸۰
بشریت آپ خود بیان کریں ۸۰
بشریت تم خود بیان کرو ۸۰
بشر کہلوانے کی وجہ ۸۱
حضرت ابراہیمؑ اور معیار الوہیت ۸۲
حضرت علیؓ کی نماز ۸۳
قول اور فعل ۸۳
نماز رسولؐ سو رہے ہیں ۸۴
نماز نہ پڑھنا بھی اطاعت ہے ۸۵
نبی نے آنکھ کیوں بند کی ۸۶
علیؓ کا دل ٹوٹ رہے ہیں ۸۶
ہم دامن رسولؐ نہیں چھوڑیں گے ۸۷
نماز کے نام پر بھی نہیں چھوڑا ۸۷
عرب کے ریال کے لئے رسولؐ چھوڑ دیا ۸۷
سورج کیوں لوٹایا ۸۸
سورج علیؓ سے پوچھتا ہے ۸۹
ایک مثال ۹۰
میرا رب مجھے کھلاتا ہے ۹۱
رسولؐ کا علم کیا سمجھو گے ۹۱
تم سب میرے محتاج ہو ۹۳
کافروں سے کہا تمہاری طرح ہوں ۹۳
مومن اور کافر کی پہچان ۹۳

عنوان صفحہ

اللہ تعالیٰ راضی ہے ۹۴
میں ظلم کو ظلم کہوں گا ۹۴
مذہبی وجہ یہ ہے ۹۵
نبی نہیں مانتے بشر تو مانو ۹۵
ہمیں برابری کا حق تو دو ۹۶
کفار کے تابوت میں آخری کیل ۹۷
کافروں کا ظلم بیان کر دیا ۹۷
جو رسولؐ نے صحابہؓ سے کہا ۹۸

سراجا منیرا

اللہ کہہ رہا ہے ۱۰۰
پکارنا جائز ہے ۱۰۱
اللہ سے لڑو ۱۰۱
اللہ دے کر پکارتا ہے ۱۰۲
اللہ رسولؐ کا تعارف کرواتا ہے ۱۰۳
کفار سے کیوں نہیں کہا ۱۰۴
رسولؐ گواہ کیوں ہیں ۱۰۵
یا ایھا الناس ۱۰۵
ماننے والا صحابی ۱۰۷
صحابہ کا عقیدہ ۱۰۷
اللہ جانتا ہے ۱۰۷
اللہ دیتا ہے رسولؐ لیتے ہیں ۱۰۸
وسراجا منیرا ۱۰۸
تمن جلتے ہیں ۱۰۹
پروانوں کی قسمیں ۱۰۹
دشمن جلا دیے جائیں گے ۱۱۰
سنی جھک گیا روشنی پا گیا ۱۱۱
ایک محاورہ لو اور لو ۱۱۱
بات نسبت سے بنتی ہے ۱۱۳
بجلی بے رنگ ہے ۱۱۳

عنوان	صفحہ
رنگ قادریت نور نبی ہے	۱۱۴
نور مدینے کا رنگ مرشد کا	۱۱۵
مدینے کا نور نجد کا اندھیرا	۱۱۵
بجھے ہوئے بلب	۱۱۶
کبھی ادھر کبھی ادھر	۱۱۶
اسلام کو سب کچھ دو	۱۱۷
بلا جڑ جائے	۱۱۸
پہچان لئے گئے	۱۱۸
عالمی اجتماع	۱۱۹
لوٹا اور مصلی	۱۲۰
چھوٹے بھائی کا پاجامہ	۱۲۰

شان اولیاء

عنوان	صفحہ
ہمیں ذات سے محبت ہے	۱۲۴
میرے خواجہ تمہیں سلام کیا	۱۲۵
ولی اللہ کو کوئی خوف نہیں	۱۲۶
الا اور ان	۱۲۶
فرشتوں کو پڑھانے والا	۱۲۷
عبادت والے اور محبت والے	۱۲۸
کافر کو کافر نہ کہو	۱۲۹
چور کو چور کہو	۱۳۰
غلط غلط ہی رہے گی	۱۳۱
خبردار کیا گیا ہے	۱۳۱
اسلام سے جہانگیر بنا	۱۳۲
اسلام کا نمونہ ہے	۱۳۳
فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں	۱۳۳
کیا یہ سب بدعتی ہیں	۱۳۵
طعنہ زنی کیوں کرتے ہو	۱۳۵
کیا اولیاء کو سردی لگتی ہے	۱۳۶
عالمانہ جواب	۱۳۷
کیا کعبہ کو سردی لگتی ہے	۱۳۷
ہم چڑھاتے ہیں	۱۳۷
ہم زبر ہیں وہ زیر	۱۳۸
قرآن پاک کی شفاعت	۱۳۸
قرآن ڈھونڈنا نہیں پڑا	۱۴۰
کعبہ پر غلاف ولی پر غلاف	۱۴۰
ایک مثال	۱۴۱
قرآن کو نہیں ہم کو غلاف چاہیے	۱۴۱
کیا قرآن چومنا شرک ہے	۱۴۲
غیر اللہ کو چومنا شرک ہے	۱۴۳
گھر کو صحیح کرو	۱۴۳
بیٹے کو چومنا بھی شرک ہے	۱۴۳
چومنا عبادت نہیں	۱۴۴
اللہ والوں کو چومتے ہیں	۱۴۵
کالا کالا چومو	۱۴۵
جنتی پتھر چومتے ہیں	۱۴۵
رسولؐ نے بشر کو چوما	۱۴۶
حجر اسود کو بھی چومو	۱۴۶
شرک سے بچا ہو تو چومو	۱۴۶
چومنا شرک کیسے ہے	۱۴۷
ماضی کا ڈر نہیں مستقبل کا ڈر	۱۴۸
اللہ کے ولی دکھی نہیں	۱۴۹
سنی نوجوانوں اٹھو	۱۵۰
سنیوں تمہیں خوشی مبارک	۱۵۱
ولی کو خوف نہیں	۱۵۲
صلوٰۃ و سلام	۱۵۳

فلسفہ نماز

عنوان	صفحہ
واقیموا الصلوٰۃ	۲۶
پھول ڈالنا جائز ہے کہ نہیں	۲۷

عنوان	صفحہ
نماز قائم کرنے کا مطالبہ	۱۶۳
دولت کمائے بھی اور بچائے	۱۶۳
نماز پڑھنا ضروری اور بچانا ضروری	۱۶۳
نمازیں برباد ہو گئیں	۱۶۳
کچھ نہ بچا سکا	۱۶۴
چالیس کروڑ برس کا عبادت گزار	۱۶۵
جھگڑا سو برس سے ہے	۱۶۵
تعظیم نبی سے انکار	۱۶۶
اللہ کی عبادت	۱۶۷
شیطان توحید کا منکر نہیں	۱۶۷
یہ حیلہ کشی کیسی؟	۱۶۸
وہی ان کا انکار	۱۶۸
کیا جنت ابلیس کے لئے نہ تھی	۱۶۹
اس غلطی کو مت دھراؤ	۱۶۹
عبادت عبادت نہیں	۱۷۰
سجدہ جانا تھا تعظیم نہیں	۱۷۱
مثال	۱۷۱
رسولؐ کی بے ادبی نہ کرنا	۱۷۲
نماز پڑھو اور بچاؤ	۱۷۲
وسیلہ کیوں ضروری ہے؟	۱۷۳
رسولؐ کے ذریعے دوں گا	۱۷۳
قرآن کس پر نازل ہوا	۱۷۴
بغیر وسیلے کچھ نہیں ملتا	۱۷۵
اسلام اور وسیلہ	۱۷۵
اللہ کی حکمت رسولؐ کی مصلحت	۱۷۶
موسیٰؑ نے کہا	۱۷۷
نبی بھی رسولؐ کی مثل نہیں	۱۷۷
حضرت موسیٰؑ سے ذرو	۱۷۸
حضرت موسیٰؑ کی تعلیم	۱۷۸
جب آئیں گے	۱۷۹
کھموں میں تجلی	۱۸۰

عنوان	صفحہ
موسیٰؑ کا جذبہ	۱۸۰
جلوہ طور دیکھ لیا	۱۸۱
موسیٰؑ نے کہا	۱۸۱
حضورؐ صاحب اختیار ہیں	۱۸۲
ضرورت نہیں	۱۸۲
تحفہ معراج نماز ہیں	۱۸۲
یاد رکھو	۱۸۳
نماز دینے والے کو یاد کرو	۱۸۴
دینے لینے والے دو قسم کے	۱۸۵
محسن کا احسان	۱۸۵
ڈاکہ ڈال کر لے جانے والا	۱۸۶
ہم رسولؐ کو یاد کرتے ہیں	۱۸۷
رسولؐ نے اللہ سے ملا دیا	۱۸۸
ہم رسولؐ کو یاد کریں گے	۱۸۹
وہ نماز لے کر بھاگ گئے	۱۹۰
جان دیں گے	۱۹۱
رسولؐ کی یاد	۱۹۲
نماز دین کا ستون ہے	۱۹۳
نماز مومن پر فرض ہے	۱۹۳
نماز سینوں پر فرض ہے	۱۹۳
سینہ مسجدیں آباد کرو	۱۹۳
سینوں نماز پڑھو	۱۹۳
نماز کا ستون ایمان کی زمین	۱۹۵
رسولؐ نے بتایا	۱۹۶
جیسے مجھے دیکھو	۱۹۶
رسولؐ کی طرح نہیں پڑھ سکتے	۱۹۷
ایک نکتہ	۱۹۷
بے مثل نماز پڑھو	۱۹۸
رسولؐ بے مثال ہیں	۱۹۹
رسولؐ کیا ہے کون بتائے	۲۰۰
بے مثل میں گم ہو جاؤ	۲۰۰

عنوان صفحہ عنوان صفحہ

تعظیم رسولؐ

فرشتوں کو حکم ۲۰۳
اللہ کی ذات سے انکار نہیں ۲۰۴
دنیا کا پہلا کافر ۲۰۴
ابلیس نے سجدہ نہیں کیا ۲۰۵
نبی کی تعظیم نہیں کریں گے ۲۰۶
اللہ کی عبادت کریں گا ۲۰۶
نبی کو نماز میں کیا دو گے ۲۰۷
حاضر و ناظر اسی کو کہتے ہیں ۲۰۸
تم بھی سلام پڑھو ۲۰۹
نہ پڑھو ۲۰۹
وہابی کی حکومت نہیں مانگے ۲۱۰
ہمیں غریبی پہ ناز ہے ۲۱۲
درود پڑھو سلام پڑھو ۲۱۳
سلام نماز سے نکال دو ۲۱۳
انہیں رسولؐ نے نکال دیا ۲۱۵
منافق علم غیب سے ڈرتے ۲۱۵
رسولؐ کی سنت ۲۱۶
میں آپ کو کنجی دے دوں ۲۱۶
ہم کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں ۲۱۷
کیا رسولؐ بھائی کی طرح ہیں ۲۱۸
کیا فرعون تمہارا بڑا بھائی ہے ۲۱۹
فرعون کا بڑا بھائی ۲۲۰
عبادت سے ایک سوال ۲۲۰
صالحین کو اللہ نے بچایا ۲۲۱
زکوۃ سید کو نہ دو ۲۲۱
آل رسولؐ زکوۃ نہ لے ۲۲۲
زکوۃ سید کے لئے حرام ۲۲۳
اپنے مال سے دو ۲۲۴
آل رسولؐ کی طرح نہیں بن سکے ۲۲۵
زکوۃ کیا ہے؟ ۲۲۶
مال کے میل کو زکوۃ کہتے ہیں ۲۲۷
زکوۃ ادا نہیں ہوگی ۲۲۸
غلام کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ۲۲۸
ساری کائنات آپ کی غلام ۲۳۰
زکوۃ فرض ہے ۲۳۱
نماز سب کے لئے فرض ۲۳۱
رسول کی نماز ۲۳۲
صحابی کی نقل کرو ۲۳۳
حضورؐ کی اتباع ہے نقل نہیں ۲۳۳
اللہ کھلاتا ہے ۲۳۵
کوئی نہ دیکھ سکا ۲۳۶
تم مجھے نہیں پہچان سکتے ۲۳۷
رسولؐ لاجواب ہیں ۲۳۸
تم میں سے کوئی میری مثل نہیں ۲۳۸
کفار سے کہا تمہاری طرح ہوں ۲۳۹
ہر عبادت کا جواب ۲۳۹
پتھر چومنا شرک ہے ۲۴۰
بچے کو کیوں چوما؟ ۲۴۱
گنگا میلی ہو گئی ۲۴۲
یہ تو شرک ہے ۲۴۲
عبادت نہیں محبت ۲۴۳
ہم اللہ والوں کو چومتے ہیں ۲۴۳
سچ سچ شرک ۲۴۴
چومنا شرک شکن ہے ۲۴۵
اللہ پاک ہے ۲۴۶
اولیاء کو چومو ۲۴۷
ہم نے چوم لیا ۲۴۸
عبادت خدا کی محبت اولیاء کی ۲۴۹
کنکری خاموش نہ رہے گی ۲۵۰
ہم مل کر مقابلہ کریں گے ۲۵۱

صبر اور حسین علیہ السلام

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دین ہست حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

جان دے سکتا ہے، ایمان نہیں دے سکتا
جس کو کردار حسینؑ ابنِ علی یاد رہے

حضرات! یہ امام حسین علیہ السلام کی مہربانی اور آپ کی چاہت کی کشش ہے کہ یہ آواز جو آپ سننا چاہتے ہیں، نہ جانے کتنے سر پھرے اس آواز کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں بہرحال کہیں نہ کہیں سے آکر اس کو کھول دیتا ہوں۔ اور وہ اس لئے کہ جس آواز کو کربلا میں یزید نہ دبا سکا اس آواز کو بھارت میں کوئی پلید نہیں دبا سکتا۔

اب آئیے بیداری کے جوش میں، سُنیت کے مکمل ہوش میں اور ڈوبے ہوئے جذبۂ سرفروشی میں اپنے خیالوں کو اس آیت کریمہ پر کنسنٹریٹ) کریں تاکہ رسول پاکؐ کی اس حدیث کو عملی طور پر دیکھا جا سکے جس میں جاتے جاتے انہوں نے فرمایا تھا:

"اے لوگو: میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان دونوں کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ہے قرآن اور دوسرے ہے اہلبیت۔"

اہل بیت اور قرآن میں تمہارے پاس ان دونوں کو چھوڑے جا رہا ہوں، ان دونوں کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو گمراہ نہ ہوگے۔ اب اس کے لئے ضروری ہو گیا، پیغمبر کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ گمراہ فرقے کی پہچان یہی ہے کہ اگر اس نے اہلبیت پکڑنے کا دعویٰ کیا تو قرآن کا تقدس چھوڑ بیٹھا ہے تو یا اگر کوئی قرآن کی تفہیم میں لگ گیا ہے تو اہلبیت کو چھوڑ چکا ہے۔ یہی باطل فرقے کی پہچان ہے کہ کہیں اہلبیت کا نعرہ ملے گا تو قرآن کی فہم نہیں ملے گی اور کوئی تفہیم القرآن لے کر بیٹھ گیا تو اہلبیت نہیں ملیں گے۔ یہ مزاج بول رہا ہے، رسول پاکؐ کی غیب دانی آواز دے رہی ہے کہ اب صراطِ مستقیم پر چلنا ہے تو تمہیں اہلبیت کو مضبوطی سے پکڑنا ہوگا اور قرآن کو سمجھنے کے لئے کنزالایمان بول رہا ہے کہ احمد رضا نے سمجھا ہے اور ان کے اشعار بول رہے ہیں کہ اہلبیت کا بھی دامن مضبوطی سے انہوں نے پکڑ رکھا ہے۔ دامنِ اہلبیت نہ ہوتا تو امام کی زبان پر یہ شعر نہ آتا کہ : ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ آواز بول رہی ہے کہ سیدھے راستے پر کون چلا ہے پیغمبر نے کتنی پیاری بات کہی کہ میں تمہیں قرآن بھی دے رہا ہوں اور اہلبیت بھی اور ان دونوں کو تم نے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو گمراہ نہ ہوگے۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرے رسول نے جب قرآن دے دیا تو اہلبیت کی کیا ضرورت تھی ؟ اور اہلبیت کو دے دیا تو قرآن کی کیا شرط کیوں لگائی جا رہی ہے تو ذہن نے جواب دیا، تم نہیں سمجھتے، جب دنیا ترقی کرے گی اور ٹیکنالوجی DEVELOP کرے گی اور جب سائنس ترقی کرے گی تو تھیوری کے لئے پریکٹیکل مانگنے لگے گی۔

قرآن اور اہلبیت

ٹیکنالوجی DEVELOP کرے گی تو ہر تھیوری کے لئے پریکٹیکل پیش کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ روس

آنکھ کھولے، اس سے پہلے کہ امریکہ میں بیداری آوے، میں اپنی قوم کو قرآن کی صورت میں تھیوری دے رہا ہوں ۔ اور اہلبیت کی صورت میں پریکٹیکل دے رہا ہوں، تھیوری سمجھنا ہو تو پریکٹیکل دیکھو، پریکٹیکل سمجھنا ہو تو تھیوری دیکھو۔ اہلبیت کی شان دیکھنی ہو تو قرآن دیکھو، قرآن کی شان سمجھنی ہے تو اہلبیت کو دیکھو۔ اور ایک بات اور ہے قرآن کے ساتھ اہلبیت کا ہونا ضروری تھا، اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے

بے نیاز کا کلام بے نیاز ہے

اللہ بے نیاز ہے، تو جب اللہ بے نیاز ہے تو اس کا کلام بھی بے نیاز ہے ۔

جب اللہ بے پرواہ ہے تو اس کا کلام بھی بے پرواہ ہے، اس کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اتنی بھی پرواہ نہیں ہے کہ اگر کوئی قرآن کا ترجمہ قرآن ہی میں غلط لکھے تو قرآن بولتا ہی نہیں۔ اگر کوئی قرآن کا ترجمہ غلط لکھے تو قرآن قلم کو نہیں روکتا۔ اگر کوئی قرآن کی تفسیر غلط کرے تو قرآن قلم نہیں پکڑتا۔ کوئی مُلّا قرآن کی آیت کا ترجمہ غلط کرے تو آیت زبان نہیں پکڑتی ۔

بے نیاز کا کلام ہے۔ بے نیاز ہے۔ تو وہ قرآن جس کے نیچے تم غلط ترجمہ کرو تو قرآن کچھ بولے گا ؟

بولتے قرآن

لائبریری سے قرآن اٹھایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ ایک کی بجائے دو کر دیا، قرآن کچھ بولا ہی نہیں۔ وہ بولتا ہی نہیں۔ قرآن کا ترجمہ جب بدلا جائے گا تو قرآن نہیں بولے گا، اس لئے ضروری ہے کہ اس اَن بولتے قرآن کے ساتھ کچھ بولتے قرآن بھی دے دیئے جائیں کہ جب ترجمہ بدلا جائے تو قرآن تو خاموش رہے گا مگر حسین علیہ السلام خاموش نہیں رہیں گے، حسن علیہ السلام خاموش نہیں رہیں گے، علی علیہ السلام خاموش نہیں رہیں گے۔ نعرۂ تکبیر......

تو قرآن کی خاموشی، قرآن کی بے نیازی ہے اور قرآن کی حفاظت کے لئے حسین کا لہو دینا رب کی بارگاہ میں، حسین علیہ السلام کی نیاز مندی ہے۔ یہی نیاز مندی ہے۔

یہ نیاز بے نیاز ہو گئی۔ امام حسین علیہ السلام بے نیاز ہو گئے، بے نیاز کی بارگاہ میں نیاز مند ہو گئے۔

بے دیکھی بات ہے نہ سربستہ راز ہے۔ بے دیکھی بات ہے نہ سربستہ راز ہے۔ ان کی گلی کا بندہ بھی بندہ نواز ہے۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّد"۔

میں نے کسی سے کہا یہ پانی جو بنتا ہے، یہ پانی وانی کچھ نہیں، دو گیسیں ہیں۔ جیسے میں نے کہا دو گیسیں ہیں، سیدھا سادا مولوی الجھ گیا۔ حضرت یہ کیا بولتے ہیں اتا بہتا ہے یہ گیس ہے؟ پوری بمبئی کو بہا لے گیا یہ گیس ہے؟ کتنے بڑے بڑے جھاڑ اکھڑ گئے، یہ گیس ہے؟ اس میں کونسی دو گیسیں ہیں؟

میں بولا اس میں ہائیڈروجن ہے اور آکسیجن ہے۔

وہ میرا منہ پکڑ کر بولا، حضرت ہائیڈروجن اور آکسیجن میں اتنی طاقت ہے کہ جھاڑ کو اڑا دے؟

میں نے کہا نہیں بیٹے، جب یہ قاعدے سے مل جائیں تو پانی ملتا ہے۔ بولے کیسے؟ میں نے کہا ہائیڈروجن ۲ اور آکسیجن ۱ یعنی دو اور ایک کے انوپات سے، دو اور ایک کی مناسبت سے ہائیڈروجن اور آکسیجن کو ملا دیا جائے تو پانی بن جائے گا۔

کیمسٹری میں اس کا فارمولا H_2O ہے۔ اب میں ایسا بولا کر اس نے میرا منہ پکڑ لیا کدھر کی بات کرتے ہو؟

میں نے سوچا یار تھیوری نہیں مان رہا۔ میں اسے پکڑ کر لیبارٹری میں لے گیا۔ یہ دیکھ یہ کیا ہے؟ بولا ہائیڈروجن ہے۔ یہ دیکھ کیا ہے؟ وہ بولا آکسیجن ہے کہا، ملا دو اور ایک کی نسبت سے۔ جب ان دونوں کو ملایا تو پانی بن گیا۔ بولا ہاں! بن تو گیا۔

قرآن اور حسینؑ

میں نے کہا دیکھ تو مانتا نہیں تھا پر، پریکٹیکل نے منوا دیا۔ اب سمجھ میں آیا کہ رسولؐ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کیوں دیا تھا کہ جب کوئی نہیں مانے گا تو علی منوائیں گے، فاطمہؑ منوائیں گی، جب عورتیں نہیں مانیں گی تو فاطمہ منوائیں گی، جب لوگ نہیں مانیں گے تو علیؑ منوائیں گے۔ جب کربلا میں کوئی ماننے والا نہیں ہوگا تو حسینؑ منوائیں گے۔

تھیوری قرآن ہے، پریکٹیکل حسین علیہ السلام ہیں۔ اس لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیوری اور پریکٹیکل کو جس نے مضبوطی سے پکڑ لیا، عقل گمراہ نہیں کر سکتی۔

تھیوری ہمارے پاس ہے، دل بھٹک نہیں سکتا۔ پریکٹیکل ہمارے پاس ہے۔ اب رہا سوال یہ کہ قرآن اگر تھیوری ہے اور حسین علیہ السلام اس کا پریکٹیکل ہیں تو یہ ظاہر کس طرح ہوگا۔ آؤ کربلا کی تاریخ پر ایک نظر اس آیت کریمہ کی روشنی میں ڈالیں کہ جس آیت کریمہ کو پیش کیا گیا ہے، میں نے منتخب کیا ہے وہ تھیوری ہے اور پریکٹیکل نے کس روپ میں اسے اپنایا ہے۔ لیکن پہلے آیت کریمہ پر توجہ چاہوں گا۔

صبر اور نماز

آیت کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے: یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ "اے ایمان والو! تم مدد مانگو صبر سے اور نماز سے":

میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی مولا! یہ مدد مانگنے کا حکم مومن کو کیوں دے رہا ہے؟ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا "اے ایمان والو!" میں بولا، لوگوں کو کیوں نہیں حکم دیا گیا؟ یَاَیُّهَا النَّاس اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ "اے لوگو!" خدا بولا، لوگوں سے میں نہیں کہوں گا۔ "کیوں؟" میں مومنوں سے کہوں گا۔ "کیوں مومنوں سے؟" کہا اس میں مدد مانگنا ہے۔ نماز سے مدد مانگنا ہے صبر سے۔ نہ صبر خدا ہے نہ نماز اللہ ہے، نہ صبر اللہ ہے، نہ نماز اللہ ہے۔ تو غیر اللہ سے مدد منگوا رہا ہوں۔

بے ایمان تو مدد مانگے گا نہیں۔ ایمان والا ہی مدد مانگے گا اس سے ایمان والوں سے

اللہ صابروں کے ساتھ ہے

اس کی دوسری آیت کریمہ اور حیرت میں ڈال دیتی ہے عام لوگوں کو۔ جب وہ یہ پڑھتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ط

میں بڑی حیرت میں پڑگیا اس لئے کہ بمبئی کے بیدار مسلمانوں اور جاگتے ہوئے لوگوں اور ایشیا کی دھڑکن کو تم کرپٹ مارکیٹ تک پہچان لیتے ہو، صابو صدیق میں گھستے ہی خلیج (گلف) کی نبض بھی ہاتھ میں آجاتی ہے اور ایسی سمجھداری کے ماحول میں رہ کر تمہیں یہ دھڑکن نہیں ہوتی کہ جب مدد مانگنے کا حکم ہوا تو اللہ کہتا ہے اَسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ، دو سے مدد مانگو اَسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی اللہ مدد منگواتا ہے دو سے، صبر سے بھی اور نماز سے بھی۔

لیکن جب ساتھ رہنے کی باری آتی ہے تو رہتا ایک کے ساتھ ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ط

جب ساتھ رہنے کا سرٹیفکیٹ عطا فرماتا ہے تو کہتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ "اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ اللہ نے یہ کیوں نہیں کہا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ المُصَلِّیْنَ "اللہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ہے"۔ یہ پورے قرآن میں نہیں، نماز سے مدد مانگو" یہ قرآن میں ہے، مگر نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ ہے، یہ پورے قرآن میں نہیں ہے۔ صبر سے مدد مانگو، صبر کرنیوالوں کے ساتھ اللہ ہے۔ نماز سے مدد مانگو یہاں تک تو کہا گیا ہے، مگر یہاں نماز پڑھنے والوں کے ساتھ، کوئی مُلّا دکھائے جو میری جماعت سے کٹ کٹ کر مُلّا بنتے ہیں، وہ نہیں دکھا رہے جو ہماری جماعت میں کبھی نہیں آیا، ایسا مُلّا کیا دکھا پائے گا۔ آپ ذرا غور فرمائیے کہ اللہ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ط

ہونا یہی چاہیے تھا۔ چھوٹی اور بے وقوفی کی بات کے دائرے میں یہ کہا جا

سکتا ہے کہ : "اُسْتَعِیْنُوْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ" تو پھر یہ ہونا چاہیئے تھا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ وَالْمُصَلِّیْنَ ط جب اللہ صبر سے بھی مدد منگواتا ہے، نماز سے بھی مدد منگواتا ہے تو کہنا چاہیئے تھا کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں، نماز پڑھنے والے کے ساتھ کیوں نہیں کہا۔

مدد مانگنے کے لئے کہا جا رہا ہے دونوں سے مدد مانگو۔ جب ساتھ رہنے کی بات آتی ہے تو کہا جا رہا ہے کہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ کیوں ؟

اس کی وجہ ایک اور بتا دوں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ نماز ظاہری عبادت ہے باطنی ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہری عبادت ہے۔ ظاہری سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ظاہر میں اس کا پروپیگنڈا نہیں کر رہا ہوں۔ میں نے دور ہی سے دیکھ کر پہچان لیا کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تکبیر کہے گا کہ نہیں؟ ہاتھ باندھے گا، بولو نماز پڑھے گا تو ایسا کرے گا کہ نہیں؟ رکوع کرے گا، کھڑا ہوگا نا! ہم دور ہی سے سمجھ جائیں گے نماز پڑھ رہا ہے۔ آدھے کلومیٹر سے دیکھ کر سمجھ گئے کہ نماز پڑھ رہا ہے، دو فرلانگ سے دیکھ لیا کہ نماز پڑھ رہا ہے، چھت پر کھڑا ہو، کوئی دوسری بلڈنگ کی چھت پر نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے دور سے دیکھا، اس کے رکوع سے، سجدے سے، قیام سے، سجود سے سمجھ جائیں گے کہ نماز پڑھ رہا ہے بہت دور ہے مگر ہم نے دور ہی سے سمجھ لیا کہ نماز پڑھ رہا ہے کیونکہ نماز ظاہری عبادت ہے۔ باہر ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے۔

مگر صبر باطنی نماز ہے۔
صبر جذبۂ لطیف ہے۔
صبر امانتِ یار ہے۔
صبر ایک لطیف کیفیت ہے۔
صبر ایک باطنی اسپرٹ ہے

صبر ایک حسین جذبہ ہے ۔

صبر ایک اخفار، اور راز کی اسپرٹ اور امانتِ یار کو دل میں چھپا لینے کے حوصلے کا نام ہے ۔

سینے کو مدینہ بنانے اور چھلکنے نہ دینے کا نام صبر ہے ۔

اسی امانت کو دل میں بسا لینے کا نام صبر ہے ۔

یہ ایک باطنی جذبہ ہے ۔

ایک کیفیت باطنی ہے اور صبر ہے ۔

یعنی نماز کوئی دو سو گز دور پڑھ رہا ہے تو ہم پہچان لیں گے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے مگر کوئی بغل میں بیٹھا صبر کر رہا ہے تو ہم پہچان نہیں پائیں گے کہ یہ صبر کر رہا ہے بغل میں بیٹھا ہے لیکن ہم پہچان نہ سکے ۔

نماز ظاہر ہے صبر باطن ہے

تو نماز ظاہر ہے اور صبر باطن ہے اور جب خدا نے یہ کہہ دیا کہ "میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں تو گویا خدا نے یہ کہہ دیا کہ جس نے باطن سنوار لیا میں اس کے ساتھ، جس کا سینہ سنور گیا میں اس کے ساتھ ہوں ظاہر سنوارنا فیشن (   ) ہوتا ہے مگر دل سنوارنا انقلاب ہے ۔

اگر تم زبان کو بچانا چاہتے ہو، اپنے ہاتھوں کو گناہ سے بچانا چاہتے ہو، اپنی نگاہوں کو گناہ سے بچانا چاہتے ہو تو آنکھوں کو گناہ سے نہیں بچا سکتے ۔ تو جس کا دل پاک ہو جاتا ہے، اس کی زبان پاک ہوتی ہے، اس کی نگاہیں پاک ہوتی ہیں، اس کے خیال پاک ہوتے ہیں، اس کا ہاتھ پاک ہوتا ہے ۔

اگر غوث ہو تو غوث پاک ہوتا ہے ۔

وہ رسول ہو تو رسول پاک ہوتا ہے ۔

اگر وہ خواجہ ہو تو خواجہ پاک ہوتا ہے ۔

دل پاک ہُوا تو قدم پاک ہو گئے، دل پاک ہُوا تو ذہن پاک ہو گیا۔

تو جو صبر ہے وہ باطنی کیفیت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ باطن والوں کے ساتھ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ نماز دکھانے کے لئے بھی پڑھی جا سکتی ہے مرکز بنانے کے لئے بھی اور چندہ لانے کے لئے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی غریب آدمی پانچ منٹ میں امیر بننا چاہتا ہو تو گھر کا امیر بننے میں تو بڑا وقت لگتا ہے مگر جماعت کا امیر بننے میں ٹائم ہی نہیں لگتا۔ اس کا امیر پانچ منٹ میں بن جاتا ہے اس کے لئے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

اے بھائی کل تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی تھی؟ آج کیوں پڑھ رہے ہو؟ آج ابا دیکھ رہے ہیں؟ ابا کو دکھانے کے لئے کوئی نماز پڑھ رہا ہے۔ تو نماز ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ کے لئے بھی پڑھی جاتی ہے اور دکھانے کے لئے بھی پڑھی جاتی ہے مگر صبر کبھی دکھانے کے لئے نہیں کیا جاتا صبر واقعی ہوتا ہے تو ہوتا ہے اگر نہیں تو نہیں ہوتا۔

دکھانے کے لئے صبر نہیں ہوتا، اس میں شو نہیں ہے۔ اس میں بناوٹ نہیں ہے۔ اس میں تصنع نہیں ہے۔ نماز میں ریاکاری ہو سکتی ہے مگر صبر میں ریا نہیں ہے

صبر بے ریا ہے

صبر بے ریا ہوا کرتا ہے۔ صابر ہمیشہ بے ریا ہوا کرتا ہے نمازی اپنے سجدوں کا سودا کر لیتا ہے مگر صابر اپنے صبر کا سودا نہیں کرتا، صابر اپنے جذبے کا سودا نہیں کرتا اور اللہ ہر صابر کے ساتھ ہے اس لئے اے صابرو! گھبراؤ نہیں۔

خدا کس کے ساتھ ہے

اللہ نے یہ نہیں کہا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِ" میں ایک صابر کے ساتھ ہوں بلکہ ہر صابر کے ساتھ ہوں، ہر صابر کے ساتھ ہوں۔ ایک بات سمجھو اب اگر اللہ نے کہہ دیا ہوتا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُصَلِّین اللہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ہے تو ہم بہت لفڑے میں آجاتے، ہم اس لفڑے

حسین کی دلوں پر حکومت

یزید تخت پر حکومت کر رہا تھا ،
حسین دلوں پر حکومت کر رہے ہیں

حسین دلوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ جو ڈوب جاتا ہے اسے شہنشاہ نہیں کہتے جو ابھر جاتا ہے اسے شہنشاہ کہتے ہیں، جو غروب ہو جاتا ہے اسے شہنشاہ نہیں کہتے۔ جو غروب کو موت کے گھاٹ اتار دے اسے شہنشاہ کہا کہتے ہیں۔ اس لئے مسلم سماج کو دیکھ لو، یزید کو حسین نے ایسا مٹا دیا کہ یزید قتل ہوتا تو اتنا نہ مٹتا۔

حسین کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ اگر یزید کو مارتا ہوں تو کسی کا باپ مرتا ہے، کسی کا شوہر مرتا ہے، مگر یزیدیت کو مار دوں گا تو فتنہ مر جائے گا اور فسق و فجور کے ابواب لوٹ جائیں گے اور فسق و فجور کا جو ایک نیا دورۂ خیبر تعمیر ہو رہا ہے اسے توڑا جائے گا۔ تو یزید کا مارنا قاتل کا نام ہوتا، یزیدیت کو مار دینا عادل کا کام ہوتا ہے۔ عادل نے عدل کا کام کیا ہے، فاضل نے فضل کا کام کیا ہے رحمت اللعالمین کے نواسے نے رحمت کا کام کیا ہے۔ یزیدیت کو ختم کر دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آج کسی کی جرأت نہیں کہ اپنا نام "غلام یزید" رکھ لے، محمد یزید رکھ لے، عبدالیزید رکھ لے چاہے کتنا بڑا یزیدی ہو اپنا نام یزید نام نہیں رکھے گا۔

دل یزید کو دے دیا، قسم یزید کو دے دیا، یزید یزید نظر آنے لگا مگر اتنی ہمت نہیں کہ اپنا نام یزید رکھ لے، بیٹے کا نام یزید رکھ لے۔ یزید کو مسلم سماج نے رجیکٹ کر دیا اور حسین اتنا چھا گئے کہ کوئی غلام حسین ہے، کوئی محمد حسین ہے، کوئی احمد حسین ہے کوئی اشرف حسین ہے کوئی رضا حسین ہے، حسین چھا گئے اس چھا جانے پر غریب نواز نے آواز دی ؎

شاہ است حسین، بادشاہ است حسین

ٹارگٹ حسین تھے

ایک سوال کا جواب؛ امام عالی مقام جب آپ میدان کربلا میں گئے تو سب سے پہلی شہادت آپ کی کیوں نہیں ہوئی؟ کیا کربلا میں امام حسین کے بعد

کوئی شہید ہوا ۔ ؟

اس کا مطلب سمجھ گئے کہ یزید کا ٹارگٹ صرف حسین تھے، جب اس کی نگاہ میں کٹ گئے، اس کی نظر میں مٹ گئے، اس کی نظر میں ختم ہو گئے تو اس نے آپ کی اولاد پر ہاتھ نہیں اٹھایا ۔

حالانکہ امام حسین کے بعد سب سے زیادہ ضروری شہادت جو دشمن کی نگاہ میں ہونی چاہیئے تھی وہ امام زین العابدین کی تھی تاکہ چراغ ہی گل ہو جائے لیکن امام زین العابدین کا زندہ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یزید کا ٹارگٹ صرف حسین تھے، آپ یہ جانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی شہید نہیں ہوگا اسی طرح جیسے امام زین العابدین ۔

خاندان کی درجنوں شہادتوں کے بعد گردن دی (what the Reason of delay ?)

سرکار تاخیر کی وجہ کیا تھی ؟ آپ کی شہادت کے بعد آپ کا بیٹا شہید نہیں ہوا ؟ اگر آپ اور پہلے شہادت دے دیتے تو آپ کے خاندان کے باقی لوگ بھی بچ جاتے !

گردن دینے میں ٹائم کیوں لگا دیا ۔ اس کا جواب ہمیں بارگاہِ رسالت سے لینا ہوگا تاکہ کچھ فرسودہ ذہن کے لئے تسکین کا سامان لا سکے ۔ میں بارگاہِ رسالت سے اس لئے جواب لانا چاہوں گا ۔

ایک موٹی سی بات تم بتاؤ ۔ آگے بھی دیکھتا ہوں، پیچھے بھی دیکھتا ہوں ۔ اگر آپ کی اولاد عبدالقادر بن کر چمکے اور دنیا کو ہتھیلی پر رائی کی طرح دیکھ لیتا ہو تو اس کا جَد کیسا ہوگا، اس کا مولا کیسے دیکھے گا ۔

آج بھی فوجیں لڑتی ہیں تو انہیں چوکیوں پر متعین کیا جاتا ہے ۔ چھمب کی چوکی پر قبضہ لداخ کی چوٹی پر، لغشا کی چوکی سے ہٹنے نہ پانا ۔ مگر حسین کے لئے کوئی چوکی نہیں ۔

تلوار نہیں رُک رہی

چاروں طرف اُنہی کی چوکیاں نظر آ رہی ہیں۔ کبھی مشرق میں لڑ رہے ہیں، کبھی مغرب میں لڑ رہے ہیں، کبھی جنوب و شمال میں لڑ رہے ہیں۔

میں نے کہا حسین "یہ آپ لڑ رہے ہیں؟"

آپ نے کہا "سن مشیّت بول رہی ہے، طبیعت بول رہی ہے، ہاتھ چل رہا ہے، تلوار اطاعت کر رہی ہے۔" میں کہتا ہوں ظالم وہ ہوتا ہے جو تلوار کا غلام ہو جاتا ہے، عادل وہ ہوتا ہے جو اپنے مشن پر تلوار کو غلام بنا لیتا ہے۔ اس لئے تلوار جب چنگیز کے ہاتھ میں ہو تو ظالم ہو جاتی ہے جب حسین کے ہاتھ میں ہو تو عالم ہو جاتی ہے، تب عادل ہو جاتی ہے تو منصف ہو جاتی ہے۔ حسین اعظم اپنی تلوار سے دشمنوں کو کاٹتے چلے جا رہے ہیں۔ دشمنوں نے سوچا کہ اگر کمائی اسی طرح ہوتی رہی تو کل ہم یہاں دیکھنے کو نہیں ملیں گے۔ بیس ہزار کا لشکر جا رہا کہیں اپنا بھیس علاد میں نہ بدل جائے اور بیس علاد کو کہیں بھاگ کر جان نہ بچانی پڑے، تو بعد میں آنے والا مورخ لکھے گا۔ بیس ہزار کے لشکر کو کربلا کے میدان میں ایک سپاہی نے مار کر بھگا دیا، بڑی ذلت ہو گی، لہٰذا حسین کی تلوار کو روکو! ترکیب کرو روکنے کی، تدبیر کرو روکنے کی، سبب نکالو روکنے کا۔ کوئی ایسا ماحول بناؤ کہ تلوار رک جائے۔ مگر دیکھا انہیں بھوکا رکھا تلوار نہیں رکی، انہیں پیاسا رکھا تلوار نہیں رکی۔ علی اکبر کی جوانی ان کے سامنے لوٹ لی مگر تلوار نہیں رکی عباس کے بازو کاٹ لئے مگر تلوار نہیں رکی۔ علی اصغر کا بچپنا چھین لیا مگر تلوار نہیں رکی اور عزتوں کو خطرے میں ڈال دیا مگر حسین کی تلوار نہیں رکی۔ خیالِ علی اکبر سے تلوار نہیں رک رہی ہے۔ خیالِ عباس سے تلوار نہیں رک رہی ہے، زینب کی آبرو کا تصور تلوار کو نہیں روک رہا ہے، سکینہ کا خیال تلوار کو نہیں روک رہا ہے۔ شہر بانو کی امانت تلوار کو نہیں روک رہی ہے۔ زین العابدین کا تصور تلوار کو نہیں روک رہا ہے دشمن کا

لشکرِ جرار تلوار کو نہیں روک پا رہا ہے، یزیدیت کا دبدبہ تلوار کو نہیں روک پا رہا ہے، سلطنت کی غنڈہ گردی تلوار کو نہیں روک پا رہی ہے، فوج کی لشکر کشی تلوار کو نہیں روک پا رہی ہے، موت کا احساس تلوار کو نہیں روک پا رہا ہے۔

اب حسین کی تلوار کو جب پانی و دانہ نہ روک سکا تو کیسے روکا جائے؟ اب یہ نہیں رکے گی۔ اتنے میں اذان ہوتی ہے، تلوار رک جاتی ہے، مصلّے بچھ جاتے ہے حسین کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اے حسین! تیری تلوار کو خیال خاندان نہ روک سکا، تمہاری تلوار کو گھر کی عورتوں کا تصور نہ روک سکا، تمہاری تلوار کو دشمن کی طاقت نہ روک سکی، پھر یہ کیسے رک گئی؟ — جواب دیا کہ زندگی کے تقاضے اس تلوار کو نہیں روک سکتے یہ بندگی کی آواز پر رک گئی ہے، یہ نماز کی آواز پر رک گئی ہے، یہ سجدے کے جذبے پر رک گئی ہے۔

حسین نے اذان کی آواز سنی تو لڑائی بند کر دی، کیفر کردار تک پہنچانے کی مہم بند کر دی۔

نماز کیلئے تلوار روک دی

اے مسلمانوں جس نماز کے لئے حسین نے اپنی تلوار کا چلانا بند کر دیا ہو اس نماز کے لئے تم اپنی دکان بند نہیں کرتے، تم اپنی مصروفیت بند نہیں کرتے۔ انہوں نے زندگی کے سارے تقاضے بند کر دیئے تم نہ کر سکے۔ سبیل کرنے سے تم حسینی ہو، فاتحہ کرا دینے سے نیاز کرا دینے سے۔ ارے نیاز کرانا تمہاری غلامی ہے، سبیل لگانا یہ تمہاری غلامی ہے، حسین کو یاد کیا یہ تمہاری غلامی ہے، خدام چشتیہ بنایا، یہ تمہاری غلامی ہے مگر حسین کے جذبے کو اپنایا یہ تمہاری نیک نامی ہے۔ یہی صحیح حسینیت ہے۔ یہی سچا پیار ہے۔ حسین اعظم جس وقت سجدے میں جاتے ہیں میں پوچھنا چاہوں گا۔ یہ تصور ابھی میں کچھ کہہ نہیں پاتا۔ میرے لئے مشکل یہ ہے

کہ کوئی بات میں تم سے اس وقت کہوں گا جب وہ خیال دل میں آئے گا۔ پہلے میرے دماغ میں آئے گا پھر میں اس کے لئے مناسب الفاظ تلاش کر کے بیان کروں گا۔ لیکن دل میں آتا ہے تو میرا دل ٹوٹنے لگتا ہے۔ اب ٹوٹے ہوئے دل سے میری مقرری دم توڑنے لگتی ہے۔ خطابت ختم ہونے لگتی ہے، الفاظ بے ترتیب ہونے لگتے ہیں، جو سمجھ کرے فرشی موڈ میں بات کرے ناں اب مجھے جیسے ہی خیال آیا۔ حجر اسود۔ یہ حجر اسود ہے۔ قسم خدا کی یہ حجر اسود ہے نہ قسم خدا کی میرا ایمان ہے اور تم پہ میرا بھروسہ ہے یہ بھروسہ ہے کہ چاہے یہ نجدیوں کے قبضے میں سہی، ان کی سلطنت میں سہی لیکن کوئی حجر اسود کو یہ کالا پتھر، حجر اسود، حجر معنی پتھر، اسود معنی کالا، یہ کالا پتھر حجر اسود جو ہے اگر کوئی اسے چاقو سے کاٹے یا کوئی اسلحے سے اسے توڑ دے، کوئی ریوالور سے اس کو نشانہ بنا کر اسے توڑ دے۔ کیا تم اس ریوالور والے کو چھوڑ دو گے۔ اس دنیا میں کوئی بے غیرت ایسا نہیں ملے گا جو حجر اسود کو کاٹ دے تو تم یہ کہو گے کہ یہ کالا پتھر ہے، اس نے یہ پتھر کاٹ دیا اپن دوسرا پتھر لگا لیں گے ایسا سوچو گے۔ آخر اس کالے پتھر سے تیرا لگاؤ کیوں ہے، تجھے اتنی محبت کیوں ہے اس کالے پتھر پر تو اتنی جان کیوں دیتا ہے۔ اس کالے پتھر پر تو نے اپنا دل قربان کیوں کر دیا۔ تو دل جواب دے گا ہاشمی میاں! اس پتھر کو رسول نے چوما ہے اس حجر اسود کو رسول نے چوما ہے۔ اس پہ رسول کے لب مبارک لگے ہیں اگر کسی ظالم نے اس پہ چاقو مار دیا تو ہم اس ظالم کی جان لے لیں گے۔

رسول نے چوما

ہندوستان میں اعلان کرتا ہوں کہ حجر اسود کو کسی نے توڑ دیا، کسی نے مار دیا تو ہم اسے زندہ نہیں رہنے دیں گے اگر وہ برطانیہ یا امریکہ میں بھی چھپا ہوا ہو تو ہم اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہم اسے زندہ نہیں رہنے دیں گے جو حجر اسود پہ حملہ کرے گا کیونکہ اس کو رسول نے چوما ہے۔ ارے سنیو! حجر اسود کو تو رسول نے ایک بار چوما تھا حسین

کے گلے کو تو بار بار چوما تھا۔ جس گلے کو رسول نے بار بار چوما تھا وہ گلا، وہ گلا کٹ گیا۔ وہ سجدے میں تھا گلا کاٹ دیا۔ اس گلے کو کاٹ دیا گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ گلِ حسین کٹ گیا میں کہتا ہوں بوسہ گاہِ مصطفےٰ کٹ گئی۔ بوسہ گاہِ مصطفےٰ کٹ گئی۔ تمہیں کیا معلوم تمہارا باپ مرا ہوتا نا تو تم اس کی موت کو بیان نہ کر پاتے۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ گھر کا دکھ گھر والا ہی بیان کرے۔ جس کے باپ دادا کو بھوکا رکھا گیا ہو آج مجھے پانی پلا کے وہ غم کیسے دور ہوگا۔ ایک عورت نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھاڑو دے رہی ہے۔ عورت نے اس ضعیفہ سے پوچھا۔ مادرِ مہربان! آپ کیا کر رہی ہیں، کیا دیکھتی نہیں میں جھاڑو دے رہی ہوں‘ پوچھا کیوں؟ تو فرمایا، آپ کون ہیں تو ضعیفہ نے چہرے سے چادر ہٹائی۔ فرمایا ”میں فاطمہ بنتِ رسول ہوں۔ میرا بیٹا حسین کل یہاں شہید ہوگا اس لئے جھاڑو دے رہی ہوں تاکہ زمین کی کنکریاں ہٹ جائیں اور جب میرا بیٹا زمین پر گرے تو اسے کنکری چبھنے نہ پائے۔

سوچو حسین کے گلے پر اگر احساس زندہ ہے تو ایک جملہ کہہ کر بات ختم کرتا ہوں کہ رسول نے حسین کا گلا چوما تھا، رسول کے ہونٹوں کی نسبت حسین کے گلے سے تھی جب خنجر گلے پر چلا ہوگا تو مصطفےٰ کے لب کو کیسا لگا ہوگا: لب مصطفےٰ کو کتنا دکھ ہوا ہوگا۔ امام نے اپنی گردن نماز میں دے کر آیت قرآن کی عملی تفسیر بن گئے کر۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ

مِیلادُالنّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نُورانیتِ مُصطفیٰ

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْر

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْن۔

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ وَالشَّاهِدِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

بارگاہِ رسالت میں درود پاک کا ھدیہ پیش کیجئے!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْن۔

ایک مرتبہ اور درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(اسٹوڈنٹ لائف) طالب علمی کے دور میں غالباً ۱۹۷۰ء کے آس پاس اس لکھنؤ میں مسلسل میری ایک درجن سے زیادہ تقریریں ہوتی تھیں۔ پھر وہ مسلسل کا تسلسل قائم نہ رہ سکا اور پھر جیسے عالم میں ہونے کے بعد ذمہ داریاں بڑھیں ہندوستان کے مختلف گوشوں میں، مختلف صوبوں میں، اس کے بعد آئے دن یورپ کا چکر شروع ہوا۔ سات مرتبہ انگلینڈ گیا، ساؤتھ امریکہ، افریقہ کے ملکوں امریکن ملکوں میں، ایشین کنٹریز، ایشیا کے ملکوں میں گیا جس ایک براعظم بچا ہے آسٹریلیا۔ باقی چار کے چاروں کو دیکھ لیا، چار مل گیا تو قرار مل گیا۔

اس لئے ان تمام دوروں کے بعد محترم سید ایوب اشرف صاحب کے دباؤ سے مجھے تاریخ بھی منظور کرنا پڑی۔ پھر میرے عزیز و اقارب کا دباؤ پڑا لیکن ابھی

چار روز پہلے مجھ پر نزلے کا حملہ ہوا۔ اور روزانہ تقریر بھی کرتا رہا ہوں اس وقت بھی بیٹھ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے دبانے کے لئے ایسی دوائیں کھانا پڑیں کہ سر کا درد

بشریت اور طبیعت

اور بدن کی اینٹھن تو ختم ہو گئی لیکن سینے میں بلغم جم گیا۔ امید کرتا ہوں کہ جب تک میری بشریت میرا ساتھ دیتی رہی، آپ کی طبیعت بھی آپ کا ساتھ دیتی رہے گی ؎

نام ہی نام ہے جو کچھ ہے حقیقت کے سوا
نام ہی نام ہے جو کچھ ہے حقیقت کے سوا
راستہ کوئی نہیں ان کی شریعت کے سوا
راستہ کوئی نہیں ان کی شریعت کے سوا

اہلِ شریعت کے ساتھ ساتھ یہاں اہلِ طریقت بھی موجود ہیں۔ اگلا شعر ان کی نظر کرتا ہوں ؎

سچ تو یہ ہے یہی سب کچھ ہے کہ کچھ بھی نہ رہے
سچ تو یہ ہے یہی سب کچھ ہے کہ کچھ بھی نہ رہے
طلب و طالب مطلوب میں وحدت کے سوا

یہاں علمائے کرام موجود ہیں۔ اچھی سے اچھی اور بھاری سے بھاری علمی شخصیت بھی ہو تو ان علماء کو دیکھ کر دھونس میں آ جائے لیکن میں اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر بلا خوفِ تردید ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں ؎

پاس سجدے بھی تھے، روزے بھی، زکوٰۃ و حج بھی
حشر میں کام نہ آیا کوئی رحمت کے سوا!
پاس سجدے بھی تھے، روزے بھی، زکوٰۃ و حج بھی
حشر میں کام نہ آیا کوئی رحمت کے سوا

کچھ لوگ اپنے نسب پر، اپنی ذات پر، اپنی ہڈی پر اور اپنی نسل پر گھمنڈ کرتے ہیں، میں بڑی اونچی ذات کا ہوں، میری ہڈی اللہ جانے ہڈی کیا ہے، چمڑے کی تعریف کرتے تو کانپور والے خوش بھی ہو جاتے اور درآنحالیکہ وہ ایمان سے محروم ہیں میں فقہی احتیاط کے ساتھ بھی بولنا چاہتا ہوں تو ایسے محروم الایمان اور مغرور النسب کی اصلاح کے لئے ایک شعر پیش کرتا ہوں۔ علمائے کرام دلیل پر غور کریں گے اور شعرائے کرام قافیے پر۔ جس کا جو منصب ہے اسی پہ غور کرے۔ شعرائے کرام یہ دیکھیں کر قافیہ کہاں سے لایا گیا ہے اور علمائے کرام یہ دیکھیں کر دلیل کہاں سے قائم کیگئی ہے۔ ؎

فضل ایماں ہی پہ ہے فضلِ نسب بھی موقوف
بولہب کے بھی لگا ہاتھ نہ تَبَّتْ کے سوا

نعرۂ تکبیر۔ نعرۂ رسالت۔ غازئ ملت زندہ باد۔

ھاشمی خاندان کا تھا، رسول اللہ کا چچا تھا، سگا چچا تھا، لیکن رسول کا غدار تھا، وفادار نہیں تھا۔ ایمان والا نہیں تھا۔ تو چچا نہیں، بچا تو بچہ کو تو ڈرنا ہی چاہیئے ؎

فضل ایماں ہی پہ ہے فضلِ نسب بھی موقوف
بولہب کے بھی لگا ہاتھ نہ تَبَّتْ کے سوا!

تم سورج کی تپش اور تمازت سے بچنے کے لئے چھتیں بنا لیتے ہو، تم کچھ نہیں تو چھپر ڈال لیتے ہو، کچھ نہیں تو ٹین کا خیمہ ڈال لیتے ہو یا مرزاپور کے پتھر کی پٹیاں لگا لیتے ہو، کسی نہ کسی طریقے سے کچھ نہیں ہے تو پیڑ کے سائے میں بیٹھ جاتے ہو۔ اور کچھ نہیں تو شامیانہ لگا لیتے ہو، کپڑے کا شامیانہ لگا لو یا ٹاٹ کا شامیانہ لگا لو یہاں تم نے بڑے بڑے شامیانے لگا لئے ہیں۔ دھوپ سے بچنے کیلئے مگر شامیانہ ؎

شامیانہ نہیں خورشید قیامت کے لئے
کالی کملی کے سوا، چادر عترت کے سوا

مرتبہ حضرت صدیقؓ کا

اور   مرتبہ حضرت صدیق کا ہے یہ سید
ابھی مرتبہ نہیں بتایا۔   مرتبہ حضرت صدیق کا ہے یہ سید

ابھی تو مرتبہ بتانے کے لئے ماحول بنایا اور ماحول بنانے کے لئے اب اگلے مصرعے میں مرتبہ بتایا جائے گا۔ صدیق اکبرؓ کا مرتبہ اور ایک مصرعے میں!

ارے میں صبح تک فجر کی اذان تک تقریر کروں تو مرتبے کی حد بندی معلوم نہیں ہوگی۔ زندگی بھر بولتا رہوں تو بتانا میرے لئے محال ہے کہ مرتبہ کیا ہے اور صدیق اکبر کا مرتبہ ایک مصرعے میں۔ یاد رکھیے میں کچھ لکھنؤ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ کوئی بات اگر میں نے لطیف انداز میں اور لطیف پیرائے میں کہی تو وہ آپ کے سر پر سے نہیں گزر جائے گی۔ وہ باؤنسر نہیں بنے گی کہ آپ کیچ نہیں کر پائے اور وہ باؤنڈری سے باہر جا گری، سکسر مت ہونے دیجئے گا۔ کم سے کم کیچ ضرور کر لیجئے گا ؎

ہر صحابی رسول کا ساتھی
پہلے جملہ سمجھیئے، پھر اشارا سمجھیئے!
ہر صحابی رسول کا ساتھی

لیکن صدیق ایسے ساتھی۔ ایسے ساتھی، کہ ساتھ کو ناز ہے۔ ایسے صحابی کہ مصاحبت کو فخر ہے، صحبت نازاں ہے۔ دیکھ ہجرت کی رات ہے ؎

ہجرت کی رات ہے
حکم ذات ہے
نبی کی ذات ہے
کافروں کی گھات ہے

صدیق کا ساتھ ہے
ہاتھ میں ہاتھ ہے
انوار و تجلیات کی برسات ہے
غارِ ثور کی طرف ڈھلتی ہوئی رات ہے
نہ ویسی کوئی ذات تھی، نہ ایسی کوئی ذات ہے

علیؓ اور امانت

علی مرتضیٰ، مشکل کشا، خیبر شکن، شاہِ زمن، آفتاب نبوت کی دلکشا کرن، ابوالحسن علی ابن طالب کو کہا:

اے علی! بستر پر لیٹ جاؤ۔ میرے بستر پر لیٹ جاؤ، حکم ہجرت ہے رات ہی رات میں مجھے چلے جانا ہے مدینے منورہ کے لیے۔ اے علی! بستر پر لیٹ جاؤ اس لئے کہ تمہیں یہاں ٹھہرنا ہے۔ یہ امانتیں ہیں کافروں کی، میرے پاس جمع کر رکھی ہیں۔ اب ہجرت کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ اس لئے یہ فلاں کی ہے یہ چیز فلاں کی ہے۔ سب حضرت علی کو سمجھا کے کہا۔

اے علی ان امانتوں کو لو اور سو جاؤ، سویرے اٹھنا اور اٹھ کر کے جس جس کا مال ہے اسے دے دینا تاکہ وہ لوگ یہ الزام نہ لگا دیں کہ رات ہی رات گئے اور ہمارا مال بھی لے گئے، نبوت کے دامن پر خیانت کا داغ نہ لگ سکے۔ اے علی تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ ان امانتوں کو لے لو اور سو جاؤ۔ اٹھنا اور اٹھ کے بانٹنا تب آنا۔

چین کی نیند

علی مرتضیٰ، مشکل کشا فرماتے ہیں کہ اس رات جب میں بستر پر سویا تو ایسی چین کی نیند سویا کہ زندگی بھر ویسی چین کی نیند نہیں سویا۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بستر پر چین کی نیند۔ اور وہ بستر مصطفےٰ جسے کافروں نے گھیر لیا ہوا اور جس پر موت کا سایہ منڈلا رہا ہو اور قاتلانہ عزائم جب کافروں کے دل میں، تو وہ چین سے سوئے۔ ایسی چین کی نیند

جو حضرت علی کو کبھی نہیں ملی۔ دیکھو اپنا اپنا ظرف ہے، اپنی اپنی سمجھ بوجھ کی بات ہے کسی سے پوچھو موت کب آئے گی۔ بولے یہ سال تو گیا دوسرا سال اللہ جانے ملتا ہے کہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے مہینے کا پتہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے پتہ نہیں اگلا ہفتہ بھی مل جائے گا کسی نے کہا حضرت پلکیں اوپر کرو تو نیچے کرنے کا موقعہ بھی ملتا ہے کہ نہیں، تو موت ہر وقت ممکن ہے، کہیں بھی آسکتی ہے پُل کے نیچے بھی آسکتی ہے، پُل کے اوپر بھی آسکتی ہے، بس میں ہو تو آسکتی ہے، بے بس بھی ہو تب بھی آسکتی ہے۔ دن میں بھی، رات میں بھی، ہسپتال میں بھی کہیں بھی رہو تو موت آسکتی ہے ہر حال میں آسکتی ہے۔ تو جب موت نے چیلنج کیا، اے انسانو! میں کسی وقت بھی کسی حال میں بھی آسکتی ہوں، تو مسلمان نے بھی موت کو چیلنج کردیا کہ جب تم کسی بھی حالت میں آسکتی ہو تو میں کبھی بری حالت میں نہیں رہوں گا، چاہے جس حالت میں بھی آجائے تو مسلمان نے کہا کہ نہ میں سینما دیکھوں گا کہ وہاں موت آجائے تو اسی لئے مسلمان نے زناکاری چھوڑ دی، اسی لئے مسلمان نے شراب پینا چھوڑ دیا، اسی لئے مسلمان نے حرام کام چھوڑ دیا کہ اگر میں حرام کام کروں گا تو کہیں اس حالت موت آگئی تو، اگر میں زنا کرتا رہا کہیں اسی حالت میں موت آگئی تو، اگر میں شراب پیتا رہا تو کہیں اس حالت میں موت آگئی تو! مسلمان نے بھی طے کرلیا کہ ہم رسول کے گیت گاتے رہیں گے۔ جب بھی موت آئے گی تو مصطفےٰ کے گیت ہوں گے۔ رسول کی محبت کے گیت ہوں گے۔ (نعرۂ تکبیر)

علیؓ اور موت

علی مرتضٰی اسی مرد کامل، اسی مرد مومن کا نام ہے جو موت کو ہر وقت ممکن سمجھتے تھے اور جو مومن موت کو ہر وقت ممکن سمجھے اسے چین کی نیند کہاں ملے گی۔ اسے قرار کی نیند کہاں ملے گی اسے مزے کی نیند کہاں ملے گی، موت آگئی تو۔ اور نیک کام کرتے رہو، کہیں موت نہ آجائے، اور نیک کام کرتے رہو کہیں موت نہ آجائے۔ اور نیکیاں کرتے رہو کہیں

موت نہ آجائے، اللہ اللہ کرتے رہو کہیں موت نہ آجائے، غوث و خواجہ کو یاد کرتے رہو کہیں موت نہ آجائے۔ کہیں بھی آسکتی ہے تو اور نیک کام کرتے رہو۔ اس جذبے نے سکون کہاں دیا، قرار کہاں دیا کہ چین کی نیند کر سکے۔ مگر جب رسول نے امانت علی کو منتقل کر دی اور علی سے کہا کہ تم سو جاؤ۔ سویرے اٹھ کر کے تمہیں کافروں میں امانت بانٹنا ہے تو علی مرتضیٰ کی بشریت مطمئن ہو گئی۔ علی مرتضیٰ کی آدمیت (Satisfied) مطمئن ہو گئی کہ میں ہر رات میں مر سکتا تھا مگر اِس رات میں میں مر نہیں سکتا۔ آج موت نہیں آسکتی۔

(نعرہ تکبیر، نعرۂ رسالت)

اگر آج کی رات علی مر گیا تو میں سویرے اٹھوں گا نہیں اور اگر سویرے اٹھ نہ پایا تو امانت بٹے گی نہیں اور امانت بٹے گی نہیں تو خیانت کا الزام لگ جائیگا اور خدا اپنے محبوب کے صاف دامن کو داغدار نہیں ہونے دے گا۔ اس لئے آج میری موت نہیں ہو سکتی۔ میں چین کی نیند سو گیا۔ میں بے خوفی کی نیند سو گیا معلوم ہوا مصطفےٰ کی غلامی میں نہ موت کا ڈر ہے نہ زندگی کا ڈر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

وہ علی جو قوتِ پروردگار بن کر چکے۔
وہ علی جو صاحب ذوالفقار بن کر چکے۔
منظورِ نظرِ مصطفےٰ ہیں۔
منتخب مصطفےٰ ہیں
محبوب مصطفےٰ ہیں

صدیق ساتھ ہے

گر ساتھ تو چھوٹ گیا، چھوڑ کر رسول چلے تو گئے۔ علی کو چھوڑ کر نبی چلے گئے مگر نبی نے جسے نہیں چھوڑا وہ صدیق اکبر ہیں۔ نبی نے جسے نہیں چھوڑا وہ صدیق اکبر ہیں۔ مدینے میں دیکھو تو ساتھ

ہیں۔ مکے میں دیکھو تو ساتھ ہیں۔
ہجرت میں دیکھو تو ساتھ ہیں
سفر میں رسول کے ساتھ ہیں۔
صدیق ایسے ساتھی ہیں کہ ہر جگہ ساتھ ہیں۔
رسول غار ثور میں ہیں تو صدیق ساتھ ہیں۔
غار میں گئے تو ساتھ ہیں۔
غار سے باہر آئے تو ساتھ ہیں
غار ثور میں تین دن رہے تو ساتھ ہیں
مدینے کی طرف بڑھے تو ساتھ ہیں۔
منزل منزل پہ ساتھ ہیں۔
قدم قدم پہ ساتھ ہیں۔
ڈگر ڈگر پہ ساتھ ہیں۔
مرحلہ مرحلہ میں ساتھ ہیں۔
مدینہ منورہ میں پہنچے تو ساتھ ہیں۔
مدینہ میں داخل ہوئے تو ساتھ ہیں۔
جنت البقیع میں گئے تو ساتھ ہیں۔
مسجد نبوی میں دیکھو تو ساتھ ہیں
محرابِ نبوی میں دیکھو تو ساتھ ہیں
منبرِ رسول پر دیکھو تو ساتھ ہیں
منیٰ میں دیکھو تو ساتھ ہیں۔
مزدلفہ میں دیکھو تو ساتھ ہیں۔
عرفات میں دیکھو تو ساتھ ہیں۔

صفا و مروہ میں دیکھو تو ساتھ ہیں
کعبے میں ساتھ ہیں، مطاف میں ساتھ ہیں، مقام ابراہیم میں ساتھ ہیں
خلوت میں ساتھ ہیں۔
جلوت میں ساتھ ہیں
زندگی میں ساتھ ہیں
بندگی میں ساتھ ہیں
مکان میں ساتھ ہیں
بدر میں ساتھ ہیں
احد میں ساتھ ہیں
خیبر میں ساتھ ہیں
خندق میں ساتھ ہیں
جنگ میں ساتھ ہیں
جہاد میں ساتھ ہیں

ایسا ساتھی اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہے تب بھی ساتھ ہیں اور آج گنبد خضری میں ساتھ ہیں۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت

گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے ایسا فکس (Fix) کیا ہے محدث اعظم ہند کی قادر الکلامی نے۔ محدث اعظم کا عرفان، صدیق اکبر کا فیضان۔ فرماتے ہیں،

مرتبہ حضرت صدیق کا ہے یہ سیّد !
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مرتبہ حضرت صدیق کا ہے یہ سیّد !
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۙ

"تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب"

اس میں تو بستی والے بھی ہیں، چہرے بھی کچھ جانے پہچانے ہیں۔ مختلف زبانوں میں مختلف ترجمے ہیں لیکن یہی بات قرآن نے جس انداز سے کہی ہے وہ کسی اور زبان نے نہیں کہی۔ علماء موجود ہیں جی چاہتا ہے کہ کچھ گرامر کی بات ہو۔ اور یہ گرامر کا خشک موضوع، اتنے روپ ہیں، اتنی شکلیں ہیں گرامر میں، اتنے موضوع کو پڑھنے کے لئے بارہ سال کی پریکٹس کرنی چاہیئے۔ لیکن میں آپ کو، جس گرامر کو میں نے عربی میں پڑھا ہے، پانچ منٹ میں آپ کو کیسے پڑھاؤں؟ اور اگر پانچ منٹ میں آپ کو پڑھا پاتا تو پانچ برس میں کیوں پڑھتا۔ تو نہ، نہ میں تعارف کراؤں گا، نہ تفصیل بیان کروں گا، نتیجہ سامنے رکھ دوں گا۔

آل کے بندے اور ریال کے بندے

آپ یہ جان لیں کہ گرامر کا فیصلہ کیا ہے۔ تو سیدھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی بھی ماضی کا لفظ (VERBS) جو ماضی مستقبل کے بولے جاتے ہیں ان پر قَد داخل ہو تو تحقیق کا معنیٰ پیدا ہوتا ہے۔ میں نے ترجمہ کیا تھا۔ قَدۡ جَآءَكُمۡ۔ تحقیق کہ آیا تمہارے پاس تو یہ تحقیق کس لفظ کا ترجمہ ہے قد کا علمائے کرام جانتے ہیں کہ جاء ماضی ہے قد داخل ہے تو تحقیق کا معنیٰ پیدا ہو گیا۔ یہ قَدۡ کی ضرورت کیا تھی۔ نورِ خدا آیا تمہارے پاس، کہہ دیا جاتا تو کیا فرق پڑ جاتا۔ اللہ کی طرف سے نور آیا۔ یہ ٹھیک ہے۔ یہ تحقیق کہ اللہ کی طرف سے نور آیا۔ یہ تحقیق کے اضافے کی ضرورت کیا، اللہ اعلم الغیب۔ اللہ اعلم الغیب ہے کیا مطلب؟ اللہ جو گزر گیا ہے۔ وہ بھی جانتا ہے جو گزر رہا ہے وہ بھی جانتا ہے اور جو گزرنے والا ہے وہ بھی جانتا ہے۔ میرا اللہ PAST بھی جانتا ہے، PRESENT بھی جانتا ہے FEUTURE بھی جانتا ہے۔ ماضی بھی جانتا ہے حال

بھی جانتا ہے، مستقبل بھی جانتا ہے۔ جو تعلیمیں بن کر مٹ گئیں انہیں بھی جانتا ہے جو نئے نئے سے بنیں گی انہیں بھی جانتا ہے اور جن کو مستقبل میں عربوں سے پیسہ ملنے والا ہے اللہ انہیں بھی جانتا ہے وہ اعلم الغیب الشہادۃ ہے اسے پتہ ہے کہ کتنے بندے میرے نبی کی آل کے ہیں اور کتنے بندے ریال کے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

میں اللہ کی تعریف کر رہا ہوں کہ وہ علیمٌ بذاتِ الصدور ہے۔ میں اللہ کی تعریف کر رہا ہوں کہ وہ انسانوں کے دل کی دھڑکنوں کو جانتا ہوں۔ درمیان تقریر کوئی پرچار نہیں بالکل فری سٹائل میں تقریر کروں گا۔ جس کو کوئی بات بھی سمجھنی یا سمجھانی ہو وہ ناظم سٹیج سے رابطہ کریں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اللہ نے رسول کو نور کہا

اللہ اعلم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ وہ بھی جانتا ہے جو گزر گیا وہ بھی جتنے مذاہب بن کر مٹ گئے انہیں بھی جانتا ہے جو بن رہے ہیں انہیں بھی جانتا ہے جو نئے نئے فتوے مستقبل میں اور آنے والے ہیں انہیں بھی جانتا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے رسول کو نور کہا ہے۔ میں نے رسول کو نور کہا ہے تو کچھ لوگ تو میرے کہنے ہی سے مان لیں گے، لیکن کچھ لوگ تحقیق کے چکر میں پڑیں گے کہ نور ہے کہ نہیں، لہذا ہیں کہ نہیں۔ ایسے بے یقینوں کے لئے

اللہ کی تحقیق

اطمینان کے لئے تحقیق پیش کی جا رہی ہے تحقیق کہ اللہ کی طرف سے نور آیا ہے۔ گویا وہ کلام ربانی تحقیق سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو کچھ رسول کو کہا جا رہا ہے وہ گمان کی بنیاد پر نہیں کہا جا رہا، وہ تخیل کی بنیاد پر نہیں کہا جا رہا، وہ سنا نہیں ہے تحقیق ہے۔

وہ تحقیق ہے، تحقیقاً وہ اللہ کے نور ہیں۔ اللہ کی طرف سے نور آیا یہ بارہ ربیع الاول کو اللہ کی طرف سے نور آیا۔ بارہ ربیع الاول کا جشن جو ہم مناتے ہیں یا جو پورے مہینے ہم مسرور رہتے ہیں وہ اسی نور آنے کی برکت ہے تحقیق۔ لیکن میرے دوستو! تحقیق تو بدلتی رہتی ہے۔ میں نے تو جہاں تک سمجھا ہے تحقیق بدلتی رہتی ہے۔ پہلی تحقیق یہ تھی کہ زمین چپٹی ہے۔ ایک پلیٹ کی طرح ایک سلیٹ کی طرح تو یہ تحقیق بھی چپٹی ہے۔ بعد میں لوگوں نے کہا کہ زمین گول ہے پھر اس میں بحث ہوئی کہ کرکٹ کے بال گیند کی طرح ہے جس کو عمران خان پھینکتے ہیں، مارشل پھینکتا ہے۔ ایسا گول نہیں بلکہ تھوڑا سا وہ بیضاوی ہے، کٹ لئے ہوئے،

تحقیق بدلتی رہتی ہے

تحقیق تو بدلتی رہتی ہے۔ ایک تحقیق ہے کہ زمین سورج کے کنارے کنارے گھومتی ہے۔ میں بولا نہیں نہیں، زمین سورج کے کنارے کنارے گھومتا ہے۔ تحقیق تو بدلتی رہتی ہے۔

میرے دورِ طالب علمی میں جب میں شروع ہوا تھا، سائنس کا سٹوڈنٹ تھا۔ مجھے پڑھایا گیا تھا کہ ایٹم ذرے کا ایسا جز جس کے اجزاء نہ ہو سکیں۔ ایٹم کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ ایٹم کا ڈویژن نہیں ہو سکتا، یہ ناممکن ہے، یہ پڑھایا گیا تھا اور بہت گاڑھی ہندی میں پڑھایا گیا تھا کہ ایٹم کی تقسیم نہیں ہو سکتی لیکن ایٹم کو پاور میں تبدیل کر کے تین قسمیں بنائی جا چکی ہیں اور ایٹم بم بنا کر اسے ثابت کیا جا چکا ہے۔ تو تحقیقیں بدلتی رہتی ہیں اور میاں آج کی تحقیق کل بدل ایسا بھی ہوتا ہے۔ دیکھو خدا نہ کرے کہیں قتل ہو تو ۳۰۲ ہو گا کہ نہیں کورٹ میں گیا اس نے سیشن بھیج دیا، سیشن سے وہ ہائیکورٹ میں گیا، ہائیکورٹ نے سزا دی، سپریم کورٹ میں پہنچا تو اس نے چھوڑ دیا۔ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ نہیں، ڈسٹرکٹ کورٹ نے پھانسی دی اور ہائیکورٹ نے اسے چھوڑ دیا

ہوتا گیا ہے کہ جب ڈسٹرکٹ کورٹ کے جج کے سامنے قتل کا معاملہ رکھا جاتا ہے تو کیس کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے کہ میں نے پوسٹ مارٹم رپورٹ، ڈاکومنٹری پروف دیکھنے کے بعد تحقیق جج کی ہوتی ہے کہ مارنے والے نے مار ڈالنے کے لئے مارا، مارنے والے نے مار ڈالنے کے لئے مارا تو پھانسی دے دیا۔ لیکن پھر یہی تحقیق اٹھا کر ہائیکورٹ میں پیش کر دی گئی تو ہائیکورٹ نے سوچا مارا تو ضرور ہے مگر مار ڈالنے کی جگہ نہیں مارا تھا۔ مر گیا۔ مار ڈالنے کے لئے بھی اس نے مارا تھا تو مار ڈالنے کی جگہ پر مارا جاتا تو بالاتفاق کی بات کر مارتے ہیں لیکن مرا کہاں، مر گیا اس لئے پھانسی کی سزا مناسب نہیں اس لئے عمر قید کی سزا دو اور جب یہی کیس یہی تحقیق سپریم کورٹ میں پہنچی تو سپریم کورٹ کے جج نے سوچا کہ گواہ نمبر 13 اور ایف آئی آر درج کرانے والے کے درمیان مناسبت نہیں اس لئے اس میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس نے جیسے ہی دیکھا اُسے شک کا فائدہ دے کر چھوڑ دیا۔

عدالت کا فیصلہ بدل سکتا ہے

تو ایسا ہو سکتا ہے کہ لوئر کورٹ کی تحقیق ڈسٹرکٹ کورٹ ہی بدل جائے اور ڈسٹرکٹ کورٹ کی تحقیق ہائیکورٹ نہ مانے۔ اور ہائیکورٹ کی تحقیق کو سپریم کورٹ نہ مانے۔ ایسا آئے دن ہوتا ہے۔

ایک لڑکے نے کہا امی! چار آنہ پیسے دے دو۔ مونگ پھلی لوں گا۔ ماں نے کہا بیٹے! مونگ پھلی کھانے سے کھانسی ہو جائے گی۔ دیکھا بچے کی معمولی سی دلیل کو ماں کی مضبوط دلیل نے کاٹ دیا۔ تو چھوٹے کی دلیل کو بڑا کاٹ سکتا ہے، کم عقل والے کی تحقیق کو زیادہ عقل والا، کم علم والے کی تحقیق کو زیادہ علم والا، کم فضیلت والے کی تحقیق کو زیادہ فضیلت والا، کم مرتبے والے کی تحقیق کو زیادہ مرتبے والا، کم پاور والے کی تحقیق کو زیادہ پاور والا کاٹ سکتا ہے

لوئر کورٹ کی تحقیق کو ڈسٹرکٹ کورٹ کاٹ سکتا ہے، ڈسٹرکٹ کورٹ کی تحقیق کو ہائیکورٹ کاٹ سکتا ہے، ہائیکورٹ کی تحقیق کو سپریم کورٹ آف انڈیا کاٹ سکتی ہے۔ کیا مطلب ہے؛ عالم کی تحقیق کو محدث کاٹ سکتا ہے، محدث کی تحقیق کو مجدّد کاٹ سکتا ہے، مجدّد کی تحقیق کو مجتہد کاٹ سکتا ہے، مجتہد کی تحقیق کو باب العلم کاٹ سکتا ہے، باب علم کی تحقیق کو شہرِ علم کاٹ سکتے ہیں۔

کم علم کی تحقیق کو زیادہ علم والا، کم مرتبے والے کی تحقیق کو زیادہ مرتبے والا، لوئر کورٹ کی تحقیق کو ڈسٹرکٹ کورٹ کاٹ سکتی ہے، ہائیکورٹ میں، اور ہائیکورٹ کی سپریم کورٹ میں کاٹی جا سکتی ہے۔ لیکن بھارت کی زمین پر ایک بھی ایسا شہری نہیں ملے گا جو سپریم کورٹ کی تحقیق کو ہائیکورٹ میں کٹوا دے یا ہائیکورٹ کی تحقیق کو ڈسٹرکٹ کورٹ میں کٹوا دے یا ڈسٹرکٹ کورٹ کی تحقیق کو لوئر کورٹ میں یا لوئر کورٹ کی تحقیق کو داروغہ جی کے تھانے میں کٹوا دے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اوپر والے کی تحقیق کو نیچے والا نہیں کاٹ سکتا۔ لیکن نیچے والے کی تحقیق کو اوپر والا کاٹ سکتا ہے، کم علم والے کی تحقیق کو زیادہ علم والا کاٹ سکتا ہے، کم پاور والے کی تحقیق کو زیادہ پاور والا کاٹ سکتا ہے۔

علم والے کی تحقیق

اے رسول! تمہارا نور ہونا تحقیق ہے۔ کیا اس نور ہونے کی تحقیق کو کاٹا جا سکتا ہے؟

کیا اسے بدلا جا سکتا ہے؟

کیا اِسے مٹایا جا سکتا ہے؟

تو قرآن کا انداز بولا ۔ : قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

یہ جو نور بن کر کے آئے ہیں یہ اللہ کی تحقیق، یہ اللہ کی تحقیق ہے۔ اسے

وہی کاٹے جو اللہ سے زیادہ علم والا ہو، اللہ سے زیادہ مرتبے والا۔
اللہ سے زیادہ حکمت والا۔
اللہ سے زیادہ قدرت والا
اللہ سے زیادہ پاور والا
اللہ سے زیادہ فضیلت والا

تو جب اللہ سے زیادہ قدرت والا کوئی نہیں تو اس نوز کی تحقیق کا کاٹنے والا کوئی نہیں۔ اب اس میں دوسرے لفظ کی طرف توجہ چاہوں گا۔ "قدؔ" آپ سمجھ گئے۔

اب جلد سمجھئے۔ کیونکہ عربی بولنا آسان ہے، عربی سمجھنا آسان نہیں کیونکہ عربی بولنے میں ابوجہل کا جواب نہیں تھا۔ اگر اس کی عربی کچی ہوتی تو وہ لیڈر نہ ہوتا۔ لیکن جب سمجھنے کی بات ہو تو عربی کو ابوبکر نے سمجھا، عمر نے سمجھا، عثمان نے سمجھا، علی نے سمجھا۔ میں تو کہتا ہوں کہ عربی کو ابوجہل جیسا عرب نہ سمجھا مگر سلمان جیسا فارسی سمجھ گیا۔ لہٰذا اے لوگو! عربی کی دھونس مت دو، عشقِ محمدی لاؤ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

اب اگر کعبے سے کسی کو بلانا ہے تو لاؤ جو ابراہیم کا جوش ایمان بن کر آیا ہو، جو عظمتِ کعبہ کا نگہبان بن کر آیا ہو۔ میں ان لوگوں کا استقبال نہیں کر سکتا جو امریکہ کے اشارے پر زندگی گذارتے ہیں۔ ہماری زندگی امریکہ اور روس کی چوکھٹ کی بھیک نہیں ہے۔ گنبدِ خضریٰ کی چھاؤں میں پلتی ہے اسی لئے میرے دوستو! زبان اور ہے ایمان اور ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

جَاءَکُمْ کی تشریح

اب آگے لفظ ہے قرآن مجید کا۔ مقدس ترین جَاءَکُمْ۔ قَدْ جَاءَکُمْ۔

اب۔ آنے پر غور کریں۔ اللہ نے کیا فرمایا۔ نور آیا۔ اس "آیا" پر ایک بات دماغ میں آئی۔ بھائیو! میرے سُنّی بھائیو! ایمانی بھائیو۔ ایمان اور عقیدے کی سلامتی کے ساتھ بھائی چارے کے بندھن میں بندھے میرے بھائیو! آتا وہی ہے جو پہلے سے ہو۔ معمولی سی Logic رکھنے والا، معمولی سی عقل رکھنے والا بھی جانتا ہے۔ آتا وہی ہے جو پہلے سے ہو۔ ہے نہیں تو آئے گا کیسے۔؟ جیسے آپ یہاں جلسے میں آئے تو میں کہوں گا ہزاروں کی تعداد میں مسلمان جلسے میں آئے۔ تو آئے کا کیا مطلب، پہلے سے تھے تو آئے۔

اچھا یہ بتاؤ میں پیلی بھیت سے آیا۔ میں لکھنؤ میں آیا۔ تو کوئی کہے ہاشمی آیا بات برابر ہے۔ میں نہ ہاشمی آیا۔ اس آیا سے ثابت ہے کہ ہاشمی پہلے سے تھا، اب آیا۔ اور اگر کوئی کہے ہاشمی کو بنایا تو گئی میری چالیس سال کی سروس ارے جب تم ابھی بنے، کب تم امریکہ گئے، کب تم عرب گئے، کب تم یورپ گئے کب تم ساؤتھ افریقہ گئے، کب گئے ایمسٹرڈیم، لندن، مانچسٹر، میں نے ہاشمی کو بنایا۔ اور جب ابھی بنا ہوں تو پھر کچھ بھی ریکارڈ نہیں۔ تو جناب آپ اچھی طرح سمجھ گئے کہ آتا وہی ہے جو پہلے سے ہو۔

قرآن نے کہا نور آیا

قرآن کہہ رہا ہے کہ نور آیا! اس کا مطلب آیا اب، بنا پہلے۔ پہلے سے ہے، اب آیا۔

تو اے اللہ! کب بنایا؟ یہ کیوں نہیں بتایا۔ جب آیا تب تو بتایا۔ اور ایک بنایا، یہ نہیں بتایا۔ تو چلو پتہ لگا دیں کب بنایا۔ پتہ لگایا جائے، بھلیے! ارے آپ کو تو کچھ کرنا نہیں۔ خالی خولی بیٹھ کے سننا، پتہ تو مجھے لگانا ہے۔ اور میں یہ سوال کر کے برادران اسلام خود پھنس گیا۔ اللہ گواہ ہے میں پھنس گیا۔ میں کیا بتاؤں

کر کب بنایا! یہ علمائے نہیں بنا سکتے کر کب بنایا۔ ارے جب دنیا میں کب نہیں تھا تب بنایا۔

کس وقت بنایا، وقت سے پہلے۔
کس سمے بنایا، سمے سے پہلے
کس ٹائم بنایا، ٹائم سے پہلے۔
کس زمانے میں بنایا، زمانے سے پہلے
کس دور میں بنایا، دور سے پہلے
کس حال میں بنایا، حال سے پہلے
کس پیریڈ میں بنایا، پیریڈ سے پہلے

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

سب سے پہلے اللہ نے میرا نور بنایا سب سے پہلے، اوّل کائنات کی سب پہلی کی تخلیق، اللہ نے جو چیز دنیا میں سب سے پہلے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔

زماں سے پہلے، زماں سے پہلے
مکیں سے پہلے، مکاں سے پہلے
یہاں سے پہلے، وہاں سے پہلے
خشک وتر سے پہلے، بحر وبر سے پہلے
جن وبشر سے پہلے، ملک سے پہلے
نبیین سے پہلے، صدیقین سے پہلے
شہدا سے پہلے، صالحین سے پہلے
نقباء سے پہلے، نجباء سے پہلے
اغواث سے پہلے، اقطاب سے پہلے
ابدال سے پہلے، اوتاد سے پہلے

نقبار سے پہلے، نجبار سے پہلے
رُجباء سے پہلے
سالکین سے پہلے، متکلمین سے پہلے
مجتہدین سے پہلے، مجدّدین سے پہلے
محدثین سے پہلے، علمائے دین سے پہلے
اولیائے کاملین سے پہلے، یہاں سے پہلے، وہاں سے پہلے

ذرہ ذرہ سے پہلے، قطرہ، قطرہ سے پہلے، صحرا صحرا سے پہلے، گلشن گلشن سے پہلے۔ چمن چمن سے پہلے اور میاں یہ چیز سمجھ لو، اگر میں لسٹ بنانا چاہوں تو صبح پھر رات پھر صبح، پھر رات اور اسی میں میری زندگی ختم ہو جائے گی مگر لسٹ مکمل نہیں ہوگی۔

کِس کِس سے پہلے، سب سے پہلے، فرش سے پہلے، عرش سے پہلے، زمیں سے پہلے، مکیں سے پہلے، زماں سے سے پہلے لامکاں سے پہلے، سب سے پہلے، تو اس کو اگر میں لسٹ بناؤں گا تو مکمل نہیں ہوگی۔ لیکن اس کا مختصر میں بناؤں تو ہمارے شعرائے کرام اگر اجازت دیں

بعدِ رب قبلِ سب

بعدِ رب۔

نور بعدِ رب قبلِ سب!" اب تو بات مختصر ہو جاتی ہے، ورنہ وہ سب' کی لسٹ بناؤں گا۔ امریکہ سے پہلے، یورپ سے پہلے انگلینڈ سے پہلے، ہالینڈ سے پہلے، نیدرلینڈ سے پہلے بلجیم سے پہلے، ڈنمارک سے پہلے بحرین سے پہلے، جرمنی سے پہلے، ایمسٹرڈم سے پہلے۔

انگلینڈ میں چلے جاؤ، افریقہ میں چلے جاؤ، ملاوی سے پہلے زمبابوے سے پہلے، حرارے سے پہلے، ساؤتھ افریقہ سے پہلے، کینیا سے پہلے لیبیا سے پہلے ماریشس سے پہلے ساؤتھ افریقہ سے پہلے، انڈیا سے پہلے ہے، جورڈن سے پہلے، امام سے پہلے حرم سے پہلے، بھرم سے پہلے، دھرم سے پہلے۔ یہ سب

بعد والے ہیں جو آرہے ہیں۔ رسول کا نور پہلے ہے اور یہ بڑا اچھا ہوا جو یہ رسول کا نور سب سے پہلے بنا، اس لئے کہ جو بعد میں ہوتا ہے اس پہ پہلے والوں کا احسان لد جاتا ہے۔

ایک مثال بے مثال

اب میں فیض آباد گونڈہ اور بستی کو سمجھانے کے لئے ذرا سا اپنی سطح سے اتر کر مثال دینا چاہتا ہوں۔ ایک پیڑ لگایا کسی نے آم کا۔ چلا گیا، بدلیس۔ چند سال بعد جب لوٹا تو وہ درخت بن چکا تھا فصل تھی آم کی۔ بیٹا دس سال بعد باپ کو دیکھ رہا ہے، باپ دس سال بعد بیٹے کو دیکھ رہا ہے۔ دروازے پہ آم، جی جو للچایا۔ کیونکہ جب گیا تھا، واں آم لا نہیں تو آم میں آتنا رس نہیں تھا جتنا اس کے منہ میں پانی تھا، کیونکہ برسوں کے بعد وہ نظر آیا تھا۔ لنگڑا آم اور وہ بھی بنارس کے رام نگر کا۔ اور بیٹے سے کہا، بیٹا یہ وہی آم کا پیڑ ہے جس کو لگا کر میں گیا تھا۔ ہاں اس پیڑ پر میرا احسان ہے۔ یہ پودا میں نے ہی لگایا تھا۔ تو بیٹے نے کہا ابا جان سارا آم کھا جایئے احسان مت لادیئے۔ کیوں؟ ارے احسان تو دیکھئے ابا میرا میں نے اس کی نگرانی نہ کی ہوتی تو گائے بیل، بھینس اسے چر گئے ہوتے۔ کب تک: ہوا بولی، چپ بڑا آیا احسان جتانے والا، یہ انسان بھی عجیب ہے ذرا سا ہاتھ لگایا۔ احسان تو میرا ہے۔ نسیم سحری بن کر آغوش محبت میں لے کر، ممتا کی لوری دے کر میں نے اسے شعورِ حیات بخشا ہے۔ میں نے اسے اپنی گود میں لے کر جھولا جھلایا ہے۔ احسان میرا ہے۔ تب تک سورج بولا خاموش اے ہوا! تجھے کیا ہوا، تیرا کچھ بھروسہ نہ ہے۔ تیری کوئی نیشنلٹی ہے، کبھی پورب، کبھی پچھم، کبھی بنگلہ دیش سے نکل کر بھارت میں اور یہاں چین نہیں ملا تو پاکستان میں گھس گئی۔ کوئی تیری ملکیت، کوئی تیری وطنیت، کوئی شہریت تو کیا حیثیت؟ احسان تو میرا ہے۔ سورج بولا۔ باٹنی کے سٹوڈنٹ جانتے

ہیں کہ سورج کی کرنوں سے پیڑوں کو کلوروفل ملتا ہے۔ اور باٹنی کے سٹوڈنٹ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ جب سورج نکلتا ہے تو پیڑ ان سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں اور آکسیجن باہر نکالتے ہیں اور جب سورج ڈوب جاتا ہے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ باہر کرتے ہیں اور آکسیجن اندر کرتے ہیں۔ سورج کے طلوع و غروب پر درختوں کی نشوو نما کا دارو مدار ہے۔ میں اس لئے مختلف زبانوں میں بولتا ہوں نہ جانے کس کی بھاشا کس کی آشا ہو جائے اور پوری میری بھی لاشہ ہو جائے۔ اس لئے بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ دن میں پیڑ کے نیچے سویا کرو، دیہات میں اس لئے کہ وہ صبح کو آکسیجن وہ باہر کرتے ہیں جو تمہاری صحت کے لئے مفید ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کھینچ لیتے ہیں جو مضر ہے۔ لیکن رات میں پیڑ کے نیچے مت سویا کرو۔ وہ رات کو کاربن ڈائی آکسائیڈ باہر کرتے ہیں جو تمہارے لئے زہر ہے اور آکسیجن کھینچتے ہیں جو تمہارے لئے ضروری ہے۔ سورج بولا احسان میرا ہے۔ میں نہ ہوتا تو پیڑوں کی نشوونما نہ ہوتی۔ میں نہ ہوتا تو سانسوں کا یہ نظام نہ ہوتا۔ میں نہ ہوتا تو یہ تعاون نہ ہوتا۔ میرا احسان ہے اس پیڑ پر۔ تب تک زمین نے نیچے سے جواب دیا۔۔۔ شٹ اپ! بڑا آیا احسان جتانے والا۔ اگر میں نے اس کی جڑوں سے مال سپلائی نہ کیا ہوتا، اگر پانی سپلائی نہ کیا ہوتا، میں نے اس کی جڑوں نے اس کی غذا نہ پہنچائی ہوتی تو تو کیا کر لیتا اوپر سے لائیٹ مار کے۔ تب تک پیڑ ہلا۔ اے اللہ! مجھ کو جڑ سے اکھاڑ دے، اتنا احسان نہ لادو۔

آپ نے اس مثال سے کیا سبق حاصل کیا کہ پیڑ سے پہلے جتنے ہیں وہ پیڑ پر احسان لاد رہے ہیں۔ باپ پہلے ہے پیڑ بعد میں، بیٹا پہلے ہے پیڑ بعد میں، ہوا پہلے ہے پیڑ بعد میں، پانی پہلے ہے پیڑ بعد میں، مٹی پہلے ہے پیڑ بعد میں، کھاد پہلے ہے پیڑ بعد میں، غذا پہلے ہے پیڑ بعد میں۔ اس لئے جو پہلے والے ہیں بعد والوں پر اپنا احسان جتا رہے ہیں، مٹی اپنا جتا رہی ہے، ہوا اپنا جتا

رہی ہے۔ پیڑ بعد میں آیا، حاجی صاحب اپنا احسان جتا رہے ہیں، ان کا لڑکا اپنی نگرانی کا احسان جتا رہا ہے۔ میں نے نگرانی نہ کی ہوتی تو گائے بیل بھینس اسے چر گئے ہوتے، وہ اپنا احسان جتا رہا ہے

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" اے رسول میں نے تمہارے نور کو اس لئے سب سے پہلے پیدا کر دیا کہ زمین اپنا احسان نہ جتا سکے، آسمان اپنا احسان نہ جتا سکے، سورج اپنا احسان نہ جتا سکے، ہوا اپنا احسان نہ جتا سکے، پانی اپنا احسان نہ جتا سکے، مٹی اپنا احسان نہ جتا سکے۔ تمہارے نور پہ کائنات کا کوئی احسان نہیں۔ کائنات کے ذرّے ذرّے پر تمہارے نور کا احسان ہے۔

نور کہاں رکھا؟!

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی

"سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا"

اب میرے بھائیو! اب ذرا اور قریب سے دیکھو اپنے آقا کو، اپنے مولا کو، اپنے حبیب کو، اپنے رسول کو۔ جب وہ نور بنا تو اللہ نے رکھا کہاں، وہ نور بنا تو رکھا کہاں؟

مکہ نہیں کہ مکہ میں رکھ دیا جائے، مکے سے پہلے
عرش نہیں کہ عرش پہ رکھ دیا جائے، عرش سے پہلے
جنت بھی نہیں کہ جہاں اس نور کو رکھا جائے، جنت سے پہلے۔

تو پھر رکھا کہاں—؟ تمہیں ہاتھ میں روپیہ دے دیا گیا، روپیہ لے لیا، کیونکہ ہاتھ ہے تب تو روپیہ ہاتھ میں لیا نا۔ کیونکہ ہاتھ نہ ہوتا تو کہاں رکھو گے، جیب میں رکھو گے، جیب نہ ہو تو کہاں رکھو گے، گھر میں رکھو گے نا، اور اگر گھر نہ ہو تو کہاں رکھو گے، بینک میں رکھو گے نا، اگر بینک نہ ہو تو کہاں رکھو گے۔ سوال یہ ہے جب کچھ نہ ہو تو کہاں رکھو گے— تو رسول کا نور جب بنا تو کچھ بھی

نہیں تھا تو رکھا کہاں ؟

اس کے سوا کیا کہو گے۔ احتیاط کی زبان یہیں تک اجازت دیتی ہے کہ اللہ نے نور بنایا اور قرب خاص میں رکھا، اپنے قریب رکھا اور اسی لئے تو وہ حبیب ہے کیونکہ بہت قریب ہے۔ اپنے قریب رکھا، ورنہ جگہ بتاؤ۔ جگہ سے پہلے نور، مکان بتاؤ! مکان سے پہلے نور۔ جنت میں کیسے جنت سے پہلے نور، کعبہ نہیں کہ وہاں رکھ دیا جائے، گنبد خضریٰ نہیں کہ وہاں رکھ دیا جائے، رسول کی بشریت بھی نہیں کہ اس میں ڈال دیا جائے۔ لہٰذا کہاں رکھا؛ قرب خاص میں رکھا۔

قربت کا فیض

میں تو جانتا ہوں لوہا کالا کالا بہت مضبوط ہوتا ہے نا۔ میں سمجھتا تھا لوہا کالا کالا ہوتا ہے مضبوط ہوتا ہے۔ اسے کوئی بھی چھوئے۔ ایک لوہے کو میں نے دیکھا کہ ایک لوہار نے بھٹی میں سے نکالا۔ میں توجہ چاہوں گا کہ مثال میں بہت باریک سی بات ہے۔ بس تم اس باریکی کو پکڑ لینا۔ جیسے ہی بھٹی میں سے وہ لوہا نکلا میں نے اس لوہے پر غور کیا، ارے لوہے! تو تو کالا تھا لال لال ہو گیا۔ تیری برادری کالی، تیرا باپ کالا، تیرا پورا ڈیپارٹمنٹ کالا تو کیسے لال ہو گیا ؟ تو اس نے جواب دیا۔ میں تو کالا ہی تھا مگر آگ کے قرب خاص میں تھا۔ آگ نے مجھے اپنے قریب کر لیا۔ تو میں جب اس کے قریب گیا تو میں تو ٹھنڈا تھا، آگ گرم تھی، میں تو کالا تھا مگر آگ لال تھی، تو میں دو گھنٹے اس کی قربت میں رہا، اس کی گرمی میں رہا تو اس نے اپنا رنگ مجھ پہ چڑھا دیا، اپنی گرمی مجھے عطا کر دی۔ اب جو کام تم آگ سے لے سکتے ہو وہی کام اب لوہے سے بھی لے سکتے ہو، مجھ سے بھی لے سکتے ہو۔ جو کام آگ سے لے سکتے ہو وہی لوہے سے بھی۔ جو آگ جلا سکتی ہے

لوہا بھی جلا سکتا ہے۔ اگر آگ میں کسی کو جلانے کی طاقت ہے تو لوہے میں بھی جلا دینے کی طاقت ہے۔ اگر وہ سرخ سرخ نظر آرہا ہے تو یہ بھی سرخ سرخ نظر آرہا ہے۔

تو اے انسانو! اے مولویو! اے سمجھ بوجھ والو، اے دانشورو! مجھ کو جواب دو! دو گھنٹے اگر آگ کی قربت میں رہ کر لوہا لوہا نہ رہا تو برسوں کے برسوں گزر گئے، مدتوں کی مدتیں گزر گئیں، نور محمدی قرب خدا میں رہا نجانے کیا کیا بنتا رہا، نہ جانے کیا کیا نکھرتا رہا۔ نہ جانے کیسے کیسے سنورتا رہا۔ اللّٰھمّ صلِّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّد

بس اللہ ہی اللہ ہے

اوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی

اور اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش کیجئے! میں اور دوسرے زاویے سے بھی بات رکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ نے جب کچھ بھی نہیں بنایا، اللہ نے جب کچھ بھی نہیں بنایا تو اللہ ہی اللہ۔ جب اللہ نے کچھ بھی نہیں بنایا بس اللہ ہی اللہ!

نہ زمین ہے نہ آسمان ہے
نہ نبی ہے نہ رسول ہے

نہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ بھی نہیں بنایا۔ اللہ ہی اللہ اللہ ہی اللہ، کوئی دوسرا نہ تھا۔ پہلے بہت پہلے اللہ ہی اللہ کوئی دوسرا نہ تھا۔

توجہ چاہوں گا۔ اور جب نورِ محمدی بنا تو کوئی تیسرا نہ تھا۔ پھر سے توجہ کیجئے! ایسی باتیں نازک ہیں۔ میں جس مرحلے میں ہوں وہ مرحلہ بہت نازک ہے۔ میں ایک ہاتھ میں مدرسہ اور ایک ہاتھ میں خانقاہ

لے کر چل رہا ہوں۔ اب آپ بتایئے کہ میں جتنی سلامت سے گذر جانا چاہتا ہوں علمائے کرام بھی بیٹھے ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ میں بولوں نہیں اور آپ سمجھ جائیں کیونکہ فتویٰ تو بولنے پر ہے نا۔ آپ کے سمجھنے پر کیا فتویٰ لگائیں گے۔ فتویٰ تو ظاہر پر ہے تو جب ظاہر ہی کچھ نہ ہو تو مجھے بولنا نہ پڑے تو آپ سمجھ جایئے۔ تو میں اشارے میں بات کہہ جاتا ہوں۔ آپ اللہ کرے سمجھ لیں۔ اور اگر اتر پردیش کی راجدھانی نہیں سمجھے گی تو کیا کسی اور علاقے کی ویرانی سمجھے گی۔ اللہ ہی اللہ، کوئی دوسرا نہیں اور نور محمدی جب بنا تو کوئی تیسرا نہیں۔

اللہ نے قرب خاص میں رکھا

اے رسول میں نے
ذرا محبت کی نظر سے
دیکھے گا۔ اے رسول میں نے تمہارے نور کو اسی لئے سب سے پہلے پیدا کر کے اپنے قرب میں رکھا کر

میں تمہیں دیکھوں، تم مجھے دیکھو
کہ میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو
میری محبت کو دیکھو، میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو!
یہ تعلق ہی تو ہے، میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو
یہ لگاؤ ہی تو ہے، میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو
یہ میرا پیار ہی تو ہے، میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو
اور اے رسول یہ سلسلہ جاری رہے۔ میں تمہیں دیکھوں تم مجھے دیکھو
یہ سلسلہ جاری رہے۔

تم لاالٰہ الااللہ کہو، میں محمد رسول اللہ کہوں
تم لاالٰہ الااللہ کہو، میں محمد رسول اللہ کہوں۔

تم میرے گیت گاؤ، میں تمہارے گیت گاؤں۔
تم میرے نام بلند کرو، میں تمہارا نام بلند کروں
تم میرا چرچا کرو، میں تمہارا چرچا کروں
جو لاالٰہ کا جھنڈا اٹھاتے ہیں
جو محمد رسول اللہ کا جھنڈا اٹھاتے ہیں، وہ خدا کا نعرہ لگاتے ہیں

کوئی تیسرا نہیں

ایک توجہ طلب بات اور ہے میرے دوستو! ایک موقعہ تو یہ ہے کہ جب نور بنایا تو کوئی تیسرا نہ تھا اور ایک موقعہ اور ہے۔ شب معراج جب لامکاں میں بلایا تو کوئی تیسرا نہ تھا۔ براق اپنی جگہ ٹھہر گیا، جبریل اپنی جگہ ٹھہر گیا، رف رف اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ جب لامکاں میں گئے تو کوئی تیسرا نہ تھا ؎

فروغ تجلی بسوزد پرم

تجلی کے فروغ سے میرے پر جل جائیں گے۔ جبریل امین نے معذرت کرلی۔ اے رسول اب تمہارے ساتھ میں نہیں چل سکتا، اب میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا اس لئے کہ اگر بال برابر بھی آگے بڑھا تو تجلی کے فروغ سے میرے پر جل جائیں گے: اب آپ جائیے! میں نہیں چلتا کہ جبریل امین رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھتے تھے۔ توجہ چاہوں گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیّد الملائکہ رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھتے تھے اپنی طرح سمجھتے تو روک لیتے۔ اے رسول نہ جاؤ جب میں جل سکتا ہوں جب فرشتے کا پر جل رہا ہے تو بشریت کا ہاتھ کیسے بچے گا؟ مت جاؤ میری طرح۔ معلوم ہوا جبریل نے رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھا، اگر رسول کی طرح سمجھتے تو چل پڑتے کہ جب تم جا رہے ہو تو میں بھی تمہاری طرح ہوں میں بھی چلوں گا تو اے رسول میں تم کو کیسے روکوں، تم میری طرح نہیں

اور ساتھ کیسے چلوں؟ میں تمہاری طرح نہیں۔

اللّٰھم صلّی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل محمد

اتنا بڑا فرشتہ رسول کو بے مثال سمجھے، رسول کو لاجواب سمجھے! میں سوچ میں پڑ گیا۔ قرآن لانے والا رسول کو بے مثال اور یہ ترجمہ کرنے والے مثال ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہ ترجمہ کرنے والے مثال ڈھونڈ رہے ہیں۔

میں سوچتا ہوں کہ جبرئیل کے ہاتھ جب یہ پڑھیں گے کہ وحی میں لایا تھا۔ اور تم اپنی طرح سمجھے، میں وحی لاکر اپنی طرح نہ سمجھا، تم ترجمہ بتلاکر اپنی طرح سمجھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلِ محمد و بارک وسلّم

کہاں تک گئے؟

تو کہاں تک گئے رسول؟ معراج میں کہاں تک گئے، لامکاں تک۔ علمائے کرام کا سایہ ہم پر سایہ فگن رہے۔ میں، ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ ناز سے انداز سے، مروت سے محبت سے کہ حضرات! آپ لامکاں کیوں کہتے ہیں؟ آپ شروع کرتے ہو بستر، رسول اٹھے کہاں سے، بستر نام ہے ایک جگہ کا بستر، پھر کہاں بیٹھ گئے، پھر کہاں گئے مکہ مدینہ، وہ بھی جگہ بتادی۔ آپ پھر کہاں گئے بیت المقدس، پھر آپ نے نام لیا جگہ کا، پھر ہوا میں فضا میں، فلک میں، اوّل میں، دوم میں، تیسرے، چوتھے، پانچویں چھٹے، ساتویں آسمان سے ہوکر سدرۃ المنتہیٰ۔ یہ بھی آپ نے ایک جگہ کا نام بتادیا۔ ہم نے سمجھ لیا کہ سدرہ، لیکن آگے جب تو بات بڑھی، تو آپ کہتے ہیں لامکاں، لامکاں تک گئے، تو لامکاں کیوں؟ لامکاں کے معنی جانتے ہو

(NO Place) کوئی جگہ نہیں، مکان نہیں NO Place

Where are you going I am going

کہاں جا رہے ہو، میں جا رہا ہوں لامکاں پر۔ یہ مکمل جواب ہے؟ تم کہاں جا رہے ہو؟ میں کہوں میں امریکہ جا رہا ہوں۔ تم سمجھ جاؤ گے کہ میں امریکہ جا رہا ہوں، تم ہر جگہ جا رہے ہو، تم دہلی جا رہے ہو، تم کلکتہ جا رہے ہو۔ لیکن جب میں کہوں گا کہ میں لامکاں جا رہا ہوں۔ یہ کوئی مکاں ہے، یہ کوئی جگہ، یہ کوئی نام ہے۔ کوئی مستقل نام بتاؤ۔ تو علمائے کرام جواب دیں گے کہ ھاشمی میاں! اللہ مکان اور مکانیات سے پاک ہے۔

اللہ کی ذات مکان و مکانیات سے پاک ہے۔
اللہ زمان و زمانیات سے پاک ہے۔
اللہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔
حد اور حدودیات سے پاک ہے۔
تعین و تعینات سے پاک ہے۔
شکل اور اشکال سے پاک ہے۔

میں نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے کے لئے، جو زبانیں سیکھی ہیں یہ بھی اس بات کا مظہر ہے کہ لامکاں ہے، لامتناہی ہے، قدیم ہے باقی۔

اللہ مکان سے پاک ہے

تو اللہ زمان و زمانیات سے
اللہ مکان و مکان دہ سے پاک ہے۔

شکل اور اشکال سے پاک ہے
حد اور حدود سے پاک ہے
مکان اور مکانیات سے پاک ہے۔

تو اللہ مکان سے پاک ہے لیکن معراج کی رات رسول نے ماتھے کی آنکھوں سے خدا کی ذات کا مشاہدہ کیا۔

رب کو دیکھا۔ اور رب ہے مکان سے پاک۔ اس لئے ہم مجبور ہو کر لامکاں

کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ اگر اسے مکاں کہہ دیں گے تو خدا محدود ہو جائے گا اگر ہم اسے لامکاں نہیں کہتے تو لامحدود نہیں رہے گا۔

خدا لامحدود ہے

تو ہم اگر مکاں کہہ دیں گے تو محدود ہو جائے گا لیکن خدا تو لامحدود ہے۔ لیکن لامحدود محدود میں کیسے آیا؟ لامکاں، مکاں میں ہوا کیسے؟ اس لئے کہ اللہ جگہ اور جگہوں سے پاک ہے، محل اور محلات سے پاک ہے تو ہم خدا کی شان کو دیکھتے ہوئے اسے لامکاں کہتے ہیں۔ علی کا کیا جواب ہوگا! تم خدا کو دیکھو گے جہاں نہ زماں نہ مکاں۔ تو مصطفےٰ نے رسول نے خدا کو دیکھا۔ اور جب رسول نے خدا کو دیکھا تو نہ وہ مکاں نہ وہ زماں۔ اس لئے کہنا پڑا لامکاں۔ اے خدا کی شان کو دیکھ کر لامکاں کہنے والو! توجہ چاہوں گا۔

مصطفےٰ ابھی ساتھ ہیں

اے خدا کی شان کو دیکھ کر لامکاں کہنے والو! اے خدا کی شان کو دیکھ کر لامکان کہنے والے مولویو! کبھی آپ نے ایک لمحے کے لئے یہ بھی سوچا کہ اسی لامکاں میں مصطفےٰ بھی تو ہیں۔ نجانے کتنی دیر مگر جتنی دیر تک رسول لامکاں میں رہے، خود کیا تھے۔ جتنی دیر تک میرا رسول لامکاں میں خود رہا، خود کیا تھا؟ اس لئے میں آپ کو جلدی سے جواب دے دوں۔ اب آؤ سیدھے مدرسے میں تمہیں لے چلوں تو خالق ہی سوال تھا۔ کبھی مرشد کی بارگاہ میں پہنچو گے تو وہ حل کر دیں گے۔ مگر مدرسے میں پہنچے۔ تو اے رسول میں نے تمہیں پہلے مکاں میں پیدا کیا۔ پہلے میں نے تمہیں آمنہ کی گود میں رکھا پھر حلیمہ کی گود میں تمہیں رکھا، مکے کی گلیوں میں تمہیں رکھا، مکے کی سڑکوں پر رکھا۔ پہلے میں نے تمہیں کعبے میں پہنچایا غارِ حرا

میں رکھا۔ اے رسول میں نے تمہیں مکان میں پیدا کیا، اے رسول میں نے تمہیں مکان میں پیدا کیا تاکہ لوگ خدا نہ کہیں، پیٹ پر پتھر بندھوایا تاکہ لوگ خدا نہ کہیں، تم سے فاقہ کروایا تاکہ لوگ خدا نہ کہیں، خدیجہ کی تجارت کروائی تاکہ لوگ خدا نہ کہیں، خدیجہ سے شادی کروائی تاکہ لوگ خدا نہ کہیں۔

اے رسول میں نے تمہیں مکان میں رکھا تاکہ لوگ خدا نہ کہیں۔ اے رسول میں تم کو پہلے مکان میں پیدا کیا۔ زمین پہ چلو تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں، پیٹ پہ پتھر باندھو تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں، گریہ وزاری کرو تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں، شادی بیاہ کرو تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں۔ اے رسول تم تجارت کرو تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں۔ تو اے میرے مصطفےٰ! میں نے تمہیں مکان میں اس لئے رکھا کہ لوگ تمہیں خدا نہ سمجھیں اور لامکاں میں اس لئے بلایا کہ لوگ اپنی طرح نہ سمجھیں، اپنے برابر نہ سمجھیں۔

اللّٰھمّ صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد

نورِ محمدؐ اور حضرتِ آدمؑ

وہ نور حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہوا اور جیسے ہی حضرت آدم کے جسم میں داخل ہوا، وہ حکم ہوا۔

اِذْ قُلنا لِلمَلائکۃِ اسجدوا آدم فَسَجَدُوْ اِلّا ابلیسُ

اللہ نے حکم دیا سب فرشتوں کو کہ نبی کی تعظیم کرو، سب لوگ سجدۂ تعظیمی میں چلے گئے سوائے ابلیس کے، یہ کون کہہ رہا ہے۔

یہ مُلّا کا بیان نہیں ہے یہ اللہ کا فرمان ہے۔ اب تمہیں آزادی ہے لکھنؤ والو! چاہے اللہ کی مانو چاہے مُلّا کی مانو۔ میں کون ہوں پابندی لگانے والا۔ اور اگر اللہ ہی یہ چاہے کہ سب لوگ ایک عقیدے کے

رہی تو جہنم بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ جو اس کی مشیت ہے وہی میری شریعت ہے۔

اللّٰھمَّ صلی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نبی کی تعظیم کا حکم دیا گیا تمام فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ وَاذ قلنا آدمَ۔ . . . . .

تعظیم نبی کا حکم

وہ نورِ محمدی جسمِ آدم میں جب داخل ہوا تو آدم کی تعظیم کا حکم قرآن میں دیا گیا۔ تو کس نے انکار کیا۔ ابلیس نے انکار کیا، کس چیز سے انکار کیا، تعظیمی سجدے سے انکار کیا، نبی کی تعظیم سے انکار کیا۔ اب ذرا ابلیس کو قریب سے دیکھو ابلیس کے بارے میں کسی کے دل میں نرم گوشہ ہے؟ اگر ہے تو بتا دے میں موضوع بدل دوں۔ اگر آپ کے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا ہو چکا ہے تو میں جنم بھوم میں بدل دوں۔ کسی کے من میں اگر کوئی بات جنم لے تو مجھے ماننے میں حرج کیا۔ میں تو جنم بھوم جانتا ہی نہیں۔ مجھے یہ نہیں معلوم ہوا کر اپنے گھر کے کتنے حصے میں میری جنم بھوم ہے۔ تو پھر یہ ہزاروں برس پرانے قِصّے کو کون طے کرے۔

پہلے اپنے باپ کی جنم بھوم بتاؤ اور ایک بات اور میاں جنم بھوم کی کوئی اہمیت نہیں۔ جو جہاں پیدا ہوا اس جگہ کا مالک نہیں ہو سکتا ورنہ سارے مسلمانوں کو میں مشورہ دوں گا کہ ہسپتال میں پیدا ہوں اور قبضہ کر لو۔ پیدا ہونا اور ہے، مالک ہونا اور ہے۔ ہم مالک ہیں جتنے بھی غریب لوگ ہیں سب میڈیکل کالج کا ایک ایک کمرہ الاٹ کروا لو کہ یہ میری جنم بھوم ہے مجھے ملنا چاہیے، یہ میری جنم بھوم ہے مجھے ملنا چاہیے۔ جس ملک کے وزیر اعظم کو اس کی جنم بھوم نہ ملے اس کی جنتا کو

جنم بھوم کیا ملے گی۔

تو میرے دوست اگر کسی کے دل میں ابلیس کے لئے کوئی نرم گوشہ ہے، نہیں نہیں یہ لکھنؤ ہے، یہ کسی خادم کی دھرتی نہیں مخدوم مینا کی دھرتی ہے۔ یہ شہر مخدوم ہے انہی کی دھوم ہے اور پھر کا ہے ابلیس سے ملیں۔ ابلیس سے وہ ملے جو لاوارث ہو۔ ہمارے پاس تو وارث ہیں اور قرآن بھی کہتا ہے "اِنَّ الشَّیطٰنَ لِلاِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِین"۔

شیطان انسان کا دشمن ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان سارے انسانوں کا دشمن ہے۔ تو شیطان کھلا دشمن ہے نا۔ تو اب میں کہنا چاہتا ہوں۔ اب میں خاص شیطان کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ کسی اور کے بارے میں نہیں کہوں گا۔ کسی کو تکلیف تو نہیں ہوگی۔ اس قدر وضاحت کے بعد بھی اگر کسی کو تکلیف ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ انڈر گراؤنڈ کوئی تعلق ہے۔ اتنی وضاحت کے بعد بھی کوئی کہے کہ مجھے کہا ہے تو ضرور وہی ہے۔ میں صرف شیطان کے بارے میں کہوں گا اور اس کے ماننے والوں سے بھی کہوں گا۔ تو شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے تو اُسے پہچانو! اللہ نے جب اسے عبادت کے لئے کہا۔ عبادت کرو، کام عبادت پر عبادت، سجدے پہ سجدہ، طہارت پہ طہارت، ذکر پر ذکر، تسبیح پر تسبیح، تسبیح پر تسبیح، پاکی پہ پاکی، پاکی پہ پاکی بیان کرتا رہا، چالیس دن نہیں، اسّی دن نہیں، دو چار مہینہ؟ نہیں، دو چار برس؟ نہیں دو چار ہزار برس؟ نہیں۔ ہزاروں برس؟ نہیں، لاکھوں برس؟ جی نہیں چھ کروڑ برس۔ اس نے اللہ کی عبادت کے لئے وقف کر دیئے۔ اکیلے اس نے چھ کروڑ برس تک عبادت کی۔ تو یہ جماعت کا مکمل کوٹہ بھی اس

کے مقابلے میں ناکافی ہے۔

ایمانداری سے جائزہ لوگے کہ نہیں۔ چھ کروڑ برس میں اس نے جتنے سجدے کئے ہیں۔ اگر ایک ایک سجدہ زمین پر رکھا جائے تو رائی رکھنے کی جگہ نہیں ملے گی جہاں سجدہ نہ پڑ جائے۔ لاتعداد سجدے تو عبادت کیا کر نہیں کیا مگر جب اللہ نے نبی کی تعظیم کا حکم دیا ایک سیکنڈ میں انکار کر دیا۔ یہیں سے شیطان کا مزاج معلوم ہوگیا، یہیں سے شیطان کی فطرت معلوم ہوگئی، یہیں سے شیطان کی مینٹیلیٹی معلوم ہوگئی، یہیں سے شیطان کا نیچر معلوم ہوگیا۔ یہیں سے اس کی پہچان معلوم ہوگئی۔

عبادت کراؤ تو کرے گا، تعظیم کہوگے تو نہیں کرے گا۔

عبادت تو چھ کروڑ برس کرے گا مگر نبی کی تعظیم ایک سیکنڈ نہیں کرے گا —

یہی پہچان اس کے ماننے والوں کی بھی ہے۔ عبادت کہو تو کریں گے، نماز کہو تو پڑھیں گے، روزہ کہو تو رکھیں گے، حج کہو تو کریں گے، زکاۃ کہو تو دیں گے مگر نبی کی تعظیم کی بات جب ان سے کرو تو یہ بھی انکار کر دیتے ہیں۔ یعنی جتنے پہ وہ تیار تھا اتنے پہ یہ تیار ہیں اور جو اس کا انکار ہے وہی ان کا انکار ہے۔

نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت زندہ باد

تو لکھنؤ کے غیور مسلمانوں جتنے پہ وہ تیار تھا اتنے پہ یہ تیار ہیں۔ تو جہاں اس کا انکار ہے وہیں ان کا بھی انکار ہے۔ تو جو اس کا رزلٹ ہے وہی ان کا رزلٹ ہے۔

اللّٰھمّ صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلّم

مگر میرے دوستو! یہ لکھنؤ کی زمین ہے۔ یہاں پر عدل وانصاف سے

ہٹ کر کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔ اور میں بھی انہیں سفارش کروں گا کہ آپ سلامتی کا راستہ نہ چھوڑیں۔

آپ سلامت روی کا راستہ نہ چھوڑیں، آپ عدل کا راستہ نہ چھوڑیں۔ آپ نیائے کا راستہ نہ چھوڑیں۔ تعظیم سے اس نے انکار کیا ہے اور تعظیم سے انہوں نے بھی انکار کیا ہے مگر دونوں کے انکار میں فرق ہے۔ اور جب فرق ہے تو بیان کرنا ضروری ہے کہ آپ برابر نہ سمجھ لیں، ایک جیسا نہ سمجھ لیں۔ جب عدل کی بات ہو کہ فرق ہو تو فرق بیان کر دو، تو انکار گرو نے بھی کیا ہے، انکار شاگرد نے بھی کیا ہے۔ وہ نبی کے لئے جھکنے کو تیار نہیں یہ نبی کے لئے اٹھنے کو تیار نہیں۔ جھکنے سے انکار اور اٹھنے سے انکار

جھکنے سے انکار اور اٹھنے سے انکار

وہ جھکنے سے انکار کرتا رہا یہ اٹھنے سے انکار کرتے رہے۔ طریقہ بدل گیا مگر نیت ایک ہے، ضابطہ بدل گیا مگر عقیدہ ایک ہے۔ اس لئے میں اب کیا کروں۔ میں تو اس ملک میں رہتا ہوں، اس سماج میں رہتا ہوں جہاں مجھے یہ پہلا سبق سکھایا گیا، طریقہ بدلنے سے دفعہ نہیں بدلتی۔ یہاں ایڈووکیٹس موجود ہوں گے۔ ہونے والے تو ایڈووکیٹ مشہور ہیں ہی۔ اچھے اچھے قانون دان موجود ہوں گے اور جہاں بنچ ہائی کورٹ ہو وہاں کتنے کتنے بنچ میں کتنے بڑے بڑے لوگ ہوں گے۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی صاحب ہوں لیکن ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بہت سے لوگ ہوں گے کہ طریقہ بدلنے سے دفعہ نہیں بدلتی جیسے 302 کسی نے تھری ناٹ تھری سے مارا تو تھری ناٹ ٹو ہوا۔ تین سو تین سے مارا تو تین سو دو ہو گیا، تو کٹار سے مارو تو تین سو دو دیسی سے مارو تو تین سو دو، ولایتی سے مارو تو تین سو دو، بندوق سے مارو

تو تین سو دو، قدومی سے مارو تو تین سو دو، تلوار سے مارو تو تین سو دو، رامپوری چاقو سے مارو تو تین سو دو، پلنگ کے گلا دبا کے مارو تو تین سو دو، طریقہ بدلنے سے دفعہ نہیں بدلتی۔ ایک صاحب ایک خانصاحب تھے، ہماری طرف ایک خانصاحب تھے، وہ کورٹ میں گئے تو انہوں نے کہا جج صاحب! ایک ہفتہ پہلے آپ نے ہیرالال کو پھانسی دیا تھا۔ اس نے بارہ بور سے مارا تھا۔ یاد ہے آپ کو؟

ہاں ہاں! بہت قریب سے اس نے بارہ بور سے کئی بار مارا تھا تو الف آئی آر، جنرل ڈائریکٹری پولیس تفتیش میں نے ملاحظہ کی اور ڈاکٹری رپورٹ ان سب کو دیکھنے سے پتہ چلا کہ اس نے مارا، اس لئے میں نے اسے پھانسی دیا۔ خانصاحب کہتے ہیں آپ نے بہت اچھا کیا۔ اس نے بارہ بور سے مارا تھا۔ سرکار مجھ کو پھانسی نہ دیجئے گا۔ میں نے رامپوری چاقو سے مارا ہے۔ تو جج کہے گا۔ چاہے بارہ بور سے مارو چاہے رامپوری چاقو سے، طریقہ بدلنے سے دفعہ نہیں بدلتی۔

چاہے نبی کے لئے جھکنے سے انکار ہو چاہے نبی کے لئے اٹھنے سے انکار ہو، طریقہ بدلنے سے دفعہ نہیں بدلتی۔ جب دفعہ نہیں بدلتی تو سزا بھی نہیں بدلتی۔

اَللّٰھُمَّ صلی علیٰ سیدنا محمد

ابلیس اور جنّت

ایک بات بتائیے میں عبادت بتا چکا ہوں ابلیس کی، پوزیشن بھی دیکھ لو تو جب اس کے پاس ایمان تھا، تو پوزیشن کا یہ حال ہے کہ اس کے لئے چوبیس گھنٹے جنت کا دروازہ کھلا تھا کہ جب چاہے جائے، جب چاہے آئے، اندر جا کر جھولے پر بیٹھتا تھا۔ اللہ جانے پیر لٹکا کر بیٹھتا تھا یا کر

پالتی مار کر بیٹھتا تھا۔ کہیں مل جائے تو پوچھ لیں مگر شاگردوں کی بھیڑ میں اس سے ملاقات کب ہووے۔ پہلے تو مدرسے میں بھیڑ لگتی تھی اب تو ائرپورٹ پر بھی بھیڑ لگتی ہے۔ اب جب ملے تو پوچھ لینا۔ تم تو بھول گئے لیکن پوچھ کر بتاؤ کہ کیا بے ادبی سے بیٹھتے تھے کہ جنت سے نکال دیا۔ اور ابلیس جنتی تھا، جہنمی ہے، جنتی تھا، جہنمی ہے، جنتی کو جہنمی کس بات نے بنایا۔ غلطی نے۔ غلطی کیا تھی؟ نبی کی تعظیم سے انکار، آدم کی تعظیم سے انکار۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔

قرآن کا انکار

یہ تاریخ اور حدیث نہیں بیان کر رہا ہوں۔ قرآن کی آیت سے انکار۔ اس سے ثابت ہے کہ نبی کی تعظیم سے انکار کیا۔ تو جنت سے باہر کر دیا گیا۔ انکارِ تعظیم کے سبب باہر کر دیا گیا نا۔ لکھنؤ والو! تم تو بہت سمجھدار ہو۔ باہر کر دیا گیا۔ یہ تو پہلے ہی سے باہر ہیں۔ اندر کیسے جائیں گے؟ ارے بھائی جس گناہ پر وہ باہر کر دیا گیا وہ ہی گناہ اگر مولوی صاحب تم کروگے، مولانا ہو کر کروگے، علامہ ہو کر کروگے فارسی پڑھ کے کروگے، وہی غلطی عربی پڑھ کے کروگے۔

رابطۂ پیغمبر اسلام چاہیئے۔ میں اہل علم کو یہ جملہ نذر کرتا ہوں۔ رابطۂ پیغمبر اسلام چاہیئے۔ ہم کو لوگس رابطۂ عالم اسلام نہیں چاہیئے نبی سے تعلق نہیں تو بیکار ہے دولت مندوں سے تعلق، ہم غریب ہیں تم جب امیر ہو، تمہارے پاس لاکھوں نا ڈالر ہیں، تمہارے پاس امریکہ کی پشت پناہی ہے، تمہارے پاس اسرائیل کی امداد ہے یورپ کا سپورٹ، فرانس کا سپورٹ۔ نہ امریکہ کی مدد کام آئے گی۔ سن! اگر کل کا یزید بہتر حسینیوں کو نہیں خرید سکا تو یہ لکھنؤ کے غیور شیعوں کو آج کی یزیدیت بھی نہیں خرید سکتی۔ (نعرۂ تکبیر)

جو جان مانگو تو جان دیں گے، جو مال مانگو تو مال دیں گے مگر یہ ہم سے کبھی نہ ہوگا، نبی کا جاہ و جلال دیں گے۔

تم کو اگر اپنی جماعت کی امیری پر فخر ہے تو ہم کو بھی جماعت کے غریب ہونے پر ناز ہے۔ تم کو تمہاری امیری مبارک اور ہم سُنّیوں کو غریبی مبارک۔

اور یہ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ اے جماعت کے امیرو! کان کھول کر سن لو جماعت کے امیرو! تمہارے پاس کوئی غریب نواز نہیں، ہم غریبوں کے پاس غریب نواز ہے۔

نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، اللّٰہ اکبر، یارسول اللّٰہ

نبی کی تعظیم سے انکار، پرانا فتنہ

اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ نبی کی تعظیم سے انکار کرنا اس دور کا نیا فتنہ نہیں ہے۔ جیسے ہی اعلانِ نبوت ہوا ویسے ہی انکارِ تعظیم ہوا۔ یہ تو سب نقل کر رہے ہیں۔ اصل بنیاد کو کسی اور کی ہے

اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیّدنا محمد

نمرود، نمرود، منہ کا مزا خراب ہوگیا۔ ایک تو کھانسی اور سینے میں بلغم جما ہوا ہے اور اس پر سے نمرود اور اس پر سڑا امرود، سڑا امرود، یہ نمرود سے بہتر ہے اس لئے کہ امرود خود سڑا اور اس نمرود نے پوری سوسائٹی کو سڑا دیا۔ لیکن کیا کریں، نام لو تو دور کی سمجھ نہیں آئی۔ اس مجبوری میں نام لینا پڑا۔ یہ اچھا نام نہیں ہے، نمرود نہ فاتحہ نہ درود، کچھ ٹھیک ٹھاک لگتا بھی نہیں۔ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا، حضرت ابراہیم آگ میں جا رہے ہیں ادھر حضرت جبریل امین آگئے، میں تمہاری مدد کردوں یا ابراہیم! کیا میں آپ کی مدد کردوں، کوئی حاجت ہو تو بتائیے۔!

انہوں نے کہا "نہیں" تو بھئی آگ میں جا رہے ہیں کوئی مدد نہیں۔ موت کے منہ میں جا رہے ہیں، مدد نہیں چاہیئے۔ کیا ابراہیم کا خون ہے! کتنا سکوت ہے۔

اب میں سمجھ گیا۔ اے امام حسین! آپ کو اسقدر اطمینان ہے کہنے لگے اسی نسل کی جان ہے۔ حضرت ابراہیم کے پاس جبریل آرہے ہیں کہ کوئی مدد چاہیئے تو لے لو، تو بجھ جائے سارکا آگ۔ نہیں۔ جا رہے ہیں آگ میں۔ حضرت ابراہیم جا رہے ہیں آگ میں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ یہ تو جا ہی رہے ہیں آگ میں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آگ بجھا دوں؟ "نہیں اللہ سے بھی نہیں مانگوں گا وہ تو علیم' بذات الصدور ہے۔ وہ تو ابراہیم کے دل کی دھڑکنوں کو جانتا ہے میرا اللہ میری چھپی ہوئی نیتوں کو، میرے دل میں مچلتے ہوئے ارمانوں کو جانتا ہے۔ وہ علیم و خبیر ہے اسے کہنے کی کیا ضرورت، وہ تو دیکھ رہا ہے۔

کہاں ہیں امریکہ، رشیا، جرمن، جاپان، فرانس اور برطانیہ کے ماہرین نفسیات؛

کہاں ہیں بھارت کے گیانی؟

کہاں دنیا کے عظیم سائیکالوجسٹ؟

بشریت کا اطمینان

ابراہیم علیہ السلام کی بشریت کے اطمینان کی وجہ بتاؤ؟ اس سکون اور اطمینان کی وجہ کیا ہے۔ حضرت ابراہیم بھی آدمی ہیں، حضرت ابراہیم بشر ہیں۔ آگ میں جا رہے ہیں۔ بشریت مطمئن کیوں ہے۔؟ حضرت ابراہیم آپ اگر جبریل سے مدد لے لیتے تو نا جائز تھا؟

سُنیئے! میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہوں اپنے جدِ مکرم

سے پوچھ سکتا ہوں۔ سرکار جبرئیل امین غیر تو نہیں تھے، آپ ہی کے اپنے تھے۔ وحیِ الٰہی لے کر آتے تھے تو وہ آپ لے لیتے تھے، مددِ الٰہی لے کر آئے تو کیوں نہیں لی؟ ایسا تو ہے نہیں کہ ان سے کبھی کچھ نہ لیا ہو، تو پھر آج کیوں نہیں لیا۔ اور جان بچانا فرض تھا کیوں نہیں بچایا؟ جب کہ بچانے والا بھی آپ کے راستے میں ہے، پانچویں منزل سے آپ چوتھی پہ آپ آویں، اور چوتھے سے تیسرے پر، تیسرے سے دوسرے پہ دوسرے سے پہلی منزل پر، پھر گراؤنڈ فلور پر گریں گے۔ اب آپ چوتھے پر سے گریں اور دوسرے پہ آ رہے ہیں۔ اگر کوئی جن ہے کہ میری مدد چاہتے ہیں تو آپ کیا کریں گے، کہ براہِ کرم میری جان بچاؤ جلدی کرو میری زندگی بچایئے مجھے جلدی سے بچایئے! اس لئے کہ جان بچانا فرض ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں جا رہے ہیں۔ جبریل جان بچانے کے لئے آ رہے ہیں تو کہتے ہیں تمہاری مدد نہیں چاہیے، پروردگار کی ضرورت نہیں تم سے مدد لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا سے اس وقت دعا کرنے کی بھی ضرورت نہیں وہ جانتا ہے وہ علیم و خبیر ہے۔

یہ اطمینان، یہ دشواشں حضرت ابراہیم کو حاصل کیسے ہے؟ ماہرین نفسیات بتائیں ـــ؟

آؤ میں ایک اور رسول بتاؤں، آؤ میں ایک اور کیریکٹر بتاؤں، اللہ کے پیغمبر حضرت موسیٰ آگے آگے اور فرعون فوج لے کر پیچھے پیچھے، موسیٰ اپنی فوج لے کر آگے آگے، فرعون اپنی فوج لے کر پیچھے پیچھے، چلتے چلتے، چلتے چلتے جان بچاتے، جان بچاتے آگے بڑھے تو آگے دریائے نیل، حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ آگے دریا ہے میری قوم کیسے بچے گی؟ بڑھے گی تو ڈوب جائے گی۔ پیچھے فرعون کا لشکر آ رہا ہے، رکی تو ماری جائے گی۔ کیا کروں

عصا اٹھایا، دریائے نیل پر مارا۔ اِدھر کا دھارا اِدھر اور اُدھر کا دھارا اُدھر اِدھر کی لہریں اِدھر، اُدھر کی لہریں اُدھر، رستہ مل گیا۔ حضرت موسٰی نے اپنی قوم سے کہا، چلو اس راستے میں۔ حضرت موسٰی جیسے ہی دریا کے بیچ پہنچے فرعون کا لشکر دریا کے کنارے آگیا۔ دیکھا بنا بنایا معاملہ ہے تو اپنے آدمی سے کہا میرے پیچھے آؤ، پیچھے پیچھے چلو۔ جب حضرت موسٰی اپنی قوم لے کر دریا کے اس پار پہنچ گئے تو فرعون اپنی فوج لے کر دریا کے بیچ پہنچ گیا تو دریا کے دونوں پاٹ مل گئے۔ یہ واقعہ تو علماء سے پچاسیوں بار سنا ہوگا، مجھ سے پہلی بار سنا ہے تو اس پر ایک نکتہ سن لو۔ ایک سوال ہے۔ دریا کے ان قطروں کو کس نے سمجھایا، ابھی مت ملو موسٰی جا رہے ہیں، ابھی مت ملو کلیم جا رہا ہے۔ ابھی مت ملو رسول جا رہا ہے، ابھی مت ملو نبی جا رہا ہے۔ اور پھر جیسے ہی موسٰی علیہ السلام باہر ہوگئے، پھر یہ کس نے اطلاع دے دی کہ اب مل جاؤ، فرعون جا رہا ہے اب مل جاؤ، کافر جا رہا ہے، اب مل جاؤ غدار جا رہا ہے۔ دریا کے بے جان قطروں کو نبی اور کافر کے قدموں کا فرق معلوم ہے؟ یہ مولوی کتنا بدنصیب ہے کہ بخاری پڑھ گیا مگر نبی اور اُمتی کا فرق نہ جان سکا۔ اللّٰھُمَّ صلّی علٰی سیّدنا محمد

ابراہیم مدد نہیں لیتے

جب یہ بے جان قطروں کی طرح نہیں تو بے جان سُنیوں کی طرح کیسے بنیں گے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ موسٰی علیہ السلام اپنی اور اپنی قوم کی جان بچانے کے لئے راستہ بنادیں اور حضرت ابراہیم اپنی جان بچانے کی پرواہ نہ کریں۔ کیوں؟ موسٰی کلیم اللہ ہیں اگر ابراہیم خلیل اللہ ہیں اللہ کا دوست اللہ سے کہتا ہے میں مدد لیتا ہی نہیں اور دوسرا دوست اپنی جان بچانے کے لئے معجزانہ صلاحیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ معجزے کے ذریعے

اپنی قوم کی جان بچاتا ہے اور یہاں جبریل کی مدد لینا بھی گوارا نہیں اور وہاں ڈنڈے کی مدد لے رہے ہیں

حضرت ابراہیم جبریل کی مدد نہیں لیتے اور موسیٰ عصا کی مدد لے رہے ہیں وہ اپنی نبوتوں کا کمال نہیں دکھا رہے ہیں۔ موسیٰ اپنی نبوت کا کمال دکھلا رہے ہیں۔ کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حالات اور ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات اور ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اور ہے، حضرت موسیٰ کا ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ اور ہے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہے کہ مجھ کو اپنی اور اپنی قوم کی جان بچانے کے لئے خود تدبیر کرنا ہے کیونکہ میری قوم کی جان خطرے میں ہے، اس لئے بچانا ضروری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ میرا بیٹا اسماعیل ابھی پیدا نہیں ہوا ہے کہ ابھی نور محمدی میرے اندر موجود ہے اس لئے یہ آگ مجھے نہیں جلا سکتی۔ ابراہیم کی بشریت نور محمدی کی برکت سے مطمئن ہوگی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد

اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ

امابعد: اعوذ باللہ مِنَ الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ، صَدَقَ اللہُ النّبی العظیم وَبَلَّغَنَا رسولہ النَّبِیُّ الْکَرِیْم۔ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لمن الشاہدین وَالشّاکِرِیْن۔ بارگاہِ رسالت میں درود پاک اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سیدنا محمد وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد۔ صلوٰۃٌ وسلامٌ علیک یارسول اللہ نبی اور آلِ نبی پر ایک مرتبہ اور باآوازِ بلند درود شریف تین بار

مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ - اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدَا - اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُحَمَّدًا
صَلُّوْا عَلَیْہِ دَائِمًا صلوا علیہ سرمدا درود پاک ۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد کما تحب و ترضیٰ ان تصلی علیہ

میں ہندوستان سے چل کر سیدھا مارشس پہنچا۔ ایک ہفتے کی (VISIT) وزٹ دورہ دو ہفتے میں تبدیل ہوا اور پھر میں ملاوی زمبابوے ہوتا ہوا ساؤتھ افریقہ آیا۔ کیپ ٹاؤن، جانسبرگ، پریٹوریا، نہ جانے کیا کیا نبٹاتا ہوا حضرت علی کی یاد دلاتا ہوا، خیبر کو سمجھاتا ہوا یہاں تک آیا اور جیسے ہی یہاں آیا بس مارشس یاد آیا۔ بھائی صاحب یونس یہاں موجود ہیں۔ ایک دم سے جو نظر آئے تو میں سمجھا کر ڈربن کی کسی مسجد میں جارہا ہوں، یا مارشس کی مسجد میں۔

ایک آئینہ میں نے آیت پڑھنے کو تو پڑھ دی ہے لیکن ایک تھیوری (Theory) دینا چاہتا ہوں ایک ایسی تھیوری ایک ایسا (MIRROR) شیشہ جس میں تم سب کا چہرہ پہچان سکو۔ آج ہم کو یہ جانتے ہوئے کہ ہم قرآن نہیں جانتے حدیث نہیں جانتے۔ دھونس میں لے

لیا جاتا ہے (INFERIRITY COMPLEX) میں، احساس کمتری میں ڈال دیتے ہو۔ طبیعت کی بات کرتے ہیں جب ہم پوچھتے ہیں ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہیں قرآن میں ہے۔ ہم چپ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے قرآن جانا کہاں ہے قرآن سمجھا کہاں ہے۔ ہم نے قرآن کو قاعدے سے پڑھا کہاں ہے بات کو طبیعت کی، میرے باپ نے کبھی نہیں کہا تھا، میرے دادا نے کبھی نہیں کہا تھا، میرے لکڑ دادا نے نہیں کہا تھا، دھکڑ دادا نے نہیں کہا تھا میرے Fore Father ۔

نئی بات تم آج بول رہے ہو، پچاس سال پہلے ہمارے باپ نے نہیں سنا تھا۔ لیٹ سننے میں آرہا ہے، ایسا کیوں بولتے ہو نئی بات بولا، ارے بھائی یہ بات ؟ قرآن میں ہے۔ آج تمہیں پتہ چلا کہ قرآن میں ہے، قرآن کو آئے ہوئے چودہ سو برس ہو گئے۔ اولڈیسٹ OLDEST نے جانا نہیں، یہ Latest لیٹسٹ کیسے جان گئے۔ آج میں بتا دینا چاہتا ہوں، میں پول کھول دینا چاہتا ہوں میں کرائیٹیریا دینا چاہتا ہوں۔ کون کیا ہے ؟

تین طرح کی آیات ہیں

قرآن تیس پاروں پر ہے۔ آیتیں ہیں لیکن آؤ آج قرآن کی آیتوں کے بارے میں سن لو۔ قرآن میں تین ٹائپ TYPE طرح کی آیتیں ہیں۔ ایک ہی TYPE کی ہر آیت نہیں ہے۔ یہ بات جاننا بہت ضروری ہے (Three Kinds) ورنہ وہ ہر دم یہ کہتے ہیں "قرآن میں ہے"۔ نماز مت پڑھو۔ قرآن میں ہے۔ کیسے بھیا۔ نماز مت پڑھو قرآن میں ہے ؛ بولے ہاں لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ نماز کے قریب مت جاؤ۔ آدھی بات مت کرو پوری کرو، "وَاَنْتُمْ سُکَارٰی" آگے ہے۔ جب نشے میں ہو تب۔ آدھی بات کرو گے تو نماز قرآن میں نہیں ملے گی۔ وہ ہے کہ جب نشے میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔ پوری بات بولو۔

امت نہیں جانتی۔ اللہ اور اس کا رسول جانے یا وہ جانے جس کو رسول نے بتایا ہو۔ مگر مولویوں کو نہیں معلوم، عالموں کو نہیں معلوم۔ جب بڑی بڑی علمار کی جماعت کو نہیں معلوم تو جاہلوں کی جماعت کو کیا معلوم ہوگا۔ اللہم صلی علی محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد

مولویوں کو نہیں معلوم کہ "الف" کے کیا معنی ہیں۔ الف کے معنی کہاں ہیں، لام کے معنی کہاں ہیں، الف لام میم، یقیناً ان کے معنی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے معنی ہیں لیکن ہم نہیں جانتے کہ الف کی معنی کیا ہے، تو کچھ ہے۔ ہم سے پردے میں ہے، غائب ہے (ملاحظہ ۷۲، ۷ زد) ہے، غائب ہے، چھپا ہوا ہے۔ الف کا معنی ہم پر غائب ہے۔ لام کا معنی ہم پر غائب ہے اور میم کا معنی ہم پر غائب ہے۔ لیکن رسول جانتے ہیں۔ اے اللہ تو نے چھپایا کیوں۔ اس لئے یہ بات چھپا دی گئی تاکہ میرا کوئی بندہ رسول کے علم غیب پر شک نہ کرے۔ جب تک الف لام میم رہے گا، رسول کے علم غیب کی دلیل بنی رہے گی (درود پاک)

میں کہتا ہوں کہ سیّد ہاشمی تم نہیں جانتے کہ الف لام میم کا معنی کیا ہے۔ میرے باپ حضرت محدث اعظم ہند جو کہ قرآن پاک کے ترجمہ نگار ہیں جنہوں نے قرآن کا اُردو ترجمہ کیا لیکن وہ نہیں جانتے کہ الف لام میم کا کیا ترجمہ ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی اس دور کے عظیم عالم دین ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ الف لام میم کا کیا ترجمہ ہے۔

الف لام میم کا مطلب نہ بریلوی نے لکھا نہ کچھوچھے نے لکھا نہ بدایوں میں نہ مدینے میں اس کا کہیں ترجمہ ملتا ہے۔ الف لام میم کا ترجمہ کہیں نہیں ملتا مولوی نہیں جانتا، عالم نہیں جانتا، مجدّدین نہیں جانتے، مفسرین نہیں جانتے، محدثین نہیں جانتے، علمائے دین اس کا ترجمہ نہیں جانتے تو میں

منبرِ رسول پر بیٹھ کر چیلنج کرتا ہوں کہ خود جبرئیل امین اس کا ترجمہ نہیں جانتے ۔

قرآن میں تین طرح کی آیات ہیں۔ کچھ آیات تو ایسی ہیں کہ ان کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآن میں کچھ آئتیں ایسی ہیں جن کا نہ تم ترجمہ کر سکتے ہو اور نہ تشریح۔ جب ترجمہ ممکن نہیں تو تشریح تو بالکل ہی ناممکن ہے۔ تو نتیجہ بالکل ناممکن۔ نتیجہ کیا نکلے گا، رزلٹ کیا نکلے گا۔ سمجھے نہیں تو سمجھاؤ گے کیا۔ جب تم خود نہیں جانتے تو مجھے کیا سکھاؤ گے۔ جانا نہیں تو پڑھائیں گے۔ پہلے جانو میری جان! پھر جان کی بات کرو میری جان۔ تو قرآن میں کچھ آیات ایسی ہیں جن کا تم ترجمہ نہیں کر سکتے ۔ جیسے الف لام میم "الٓمٓ" کوئی بتا دے الف سے کیا عقیدہ بنے گا، لام سے کیا مسئلہ بنے گا، میم سے کیا سمجھو گے؟ نہیں معلوم جب میں نے مفسرین کو قرآن کی تشریح کرنے والے کو میں نے قریب سے دیکھا تو وہ کیا بولتے ہیں "الف، لام، میم" اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں یہ ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ہے؟ یہ تو ترجمے سے بچنے کا راستہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول جانے ۔

الف لام میم کا مطلب کوئی نہیں جانتا

اگر حروف مقطعات کے معنی نہیں تو قرآن بے معنی ہو گیا۔

کھیعص، حٰمٓ، عسق کیا Translation کیا ترجمہ ہے! سب قرآن ہے۔ اچھا معنی ہیں کہ نہیں الف لام میم کا۔ اگر معنی نہیں تو قرآن بے معنی ہو گیا اور یہ قرآن کی انسلٹ ہے کہ قرآن کے معنی نہیں، یہ ڈائریکٹ انسلٹ قرآن پاک کی معنی ہیں مگر اللہ جانے یا اس کا رسول۔

الف لام میم کا معنی ہے مگر چھپا ہوا ہے

الف کے معنی تو ہے مگر چھپا ہوا ہے۔ ہم نہیں جانتے، ہم نہیں جانتے کہ الف کے کیا معنی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ لام کے کیا معنی ہیں، ہم نہیں جانتے کہ میم کا کیا مطلب ہے۔ معنی ہے مگر ہم جانتے نہیں۔ ہم سے چھپا ہوا ہے۔ مولویوں سے چھپ گیا، مفسروں سے چھپ گیا، محدثوں سے چھپا ہوا ہے۔

الف لام میم کا مطلب جبرئیل کو بھی نہیں معلوم

الف کا کیا مطلب ہے جبریل کو نہیں معلوم، لام کا کیا مطلب ہے جبریل کو نہیں معلوم، میم کا کیا مطلب ہے، جبریل کو نہیں معلوم۔ اچھا کیا سچوایشن ہوگی، جب جبریل وحی لے کر آئے تو پہلے تو تم وہ بات سن لو جو بات ہوئی پھر ایکشن مجھ سے سن لو Reaction ری ایکشن آٹومیٹک سمجھ میں آجائے گا۔

رسول کے پاس جبریل وحی لے کر آئے۔ جبریل نے کہا الف، رسول نے کہا فِعلمت (میں جانتا ہوں) جبریل نے کہا لام، رسول نے کہا میں سمجھ گیا، جبریل نے کہا میم، رسول نے کہا میں سمجھ گیا۔ اور جب جبریل نے کہا ذٰلِکَ الکتاب لاریب فیہ، ھدی اللہ بالغیب۔ اب رسول نے نہیں کہا کہ میں سمجھ گیا۔ الف، یہ فرمایا میں سمجھ گیا، لام یہ فرمایا میں سمجھ گیا، میم یہ فرمایا میں سمجھ گیا اور ذالکَ الکتاب یہ نہیں کہا کہ میں سمجھ گیا۔ رسول اس لئے بول رہے تھے میں سمجھ گیا تاکہ جبریل کو شک نہ ہونے پائے، جہاں سے وہ سمجھتے ہیں وہ تو میں بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن جبریل جہاں تم نہیں سمجھتے اسے بھی میں سمجھتا ہوں، اسے بھی میں جانتا ہوں وہ معنی بھی مجھے معلوم ہیں، تو دنیا کو شبہ نہ ہونے پائے۔ الف یہ فرمایا میں سمجھ گیا، لام یہ فرمایا میں سمجھ گیا۔ جس وقت میرے آقا نے کہا ہوگا میں سمجھ گیا۔ الف میں سمجھ گیا، لام میں سمجھ گیا، میم میں سمجھ گیا، پھر جبریل نے سوچا ہوگا کہ یہ نیچے بیٹھ کر سمجھ گئے اور میں وہاں سے لا رہا ہوں نہیں سمجھ

سکا۔ یہ فرش والا بھی عرش والے سے بلند دکھ رہا ہے۔

اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد

عرشی جبریل کو بھی معلوم ہوگیا کہ فرشی مصطفےٰ کا مقام کیا ہے۔ میں نہیں سمجھا بڑا ضروری تھا، کہ قرآن میں کچھ آیات ایسی بھی ہو، جن کا ترجمہ جبریل کو معلوم نہ ہو تاکہ مولویوں کو پتہ چل جائے کہ جبریل کا کام صرف وحی کا لانا تھا ترجمہ سمجھانا ان کا کام نہیں تھا۔ رسول کو پڑھانا ان کا کام نہیں تھا، رسول کو سکھانا ان کا کام نہیں تھا۔

جبریل پیغمبر کے خادم کی حیثیت سے آتے تھے نہ کہ رسول کو پڑھانے والے کی حیثیت سے، رسول کے وہ پیغمبر نہیں تھے۔ میرے نبی نے جب فرشتوں سے پڑھنا پسند نہیں کیا تو مولویوں سے پڑھنا کیا پسند کریں گے

اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد

تو میرے دوستو! قرآن میں کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کا ترجمہ آپ نہیں کر سکتے یعنی ان سے آپ عقیدہ نہیں بنا سکتے۔ الف سے کوئی عقیدہ نہیں بن سکتا، لام سے کوئی عقیدہ نہیں بن سکتا، میم سے کوئی عقیدہ نہیں بن سکتا، کوئی مسئلہ نہیں بن سکتا، کوئی قانون نہیں بن سکتا کیونکہ جب معنی معلوم نہیں تو قانون کیا بنے گا۔ اب اس سے نوٹ کرلیں کہ قرآن میں کچھ آیات ایسی ہیں جن سے نہ عقیدہ بنتا ہے نہ کوئی قانون۔ اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے کہ قرآن سے نہ عقیدہ بنتا ہے نہ مسئلہ۔

اب آؤ قرآن میں کچھ دوسری قسم کی آئتیں ہیں، ترجمہ تو آپ کرنے کو کر لیں گے لیکن صحیح ترجمہ نہیں، ہیں (Not able to acc ept)۔ میں مثال دوں گا ترجمہ کرنے کو تو آپ کرلیں گے لیکن ترجمے کا جو ظاہر پہلو ہے وہ مان ہی نہیں سکتے۔ مان لیں گے تو آؤٹ آف۔ سلام ہو جائیں گے، حالانکہ قرآن ہے

اور قرآن کا وہ ترجمہ ماننے سے آپ کا اسلام غائب۔ ترجمہ ضرور کرو مگر جو کلیئر ہے وہ مانو۔ مثال کے طور پر

کیا اللہ کا ہاتھ ہے؟

یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" یہ قرآن ہے۔ ترجمہ کرنے کو تو آپ کر ہی جائیں گے۔ اللہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ پر۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے یَدُ اللہ (اللہ کا ہاتھ) یَد معنی ہینڈ ترجمہ کرنے کو تو آپ کر گئے اب کتنے مولوی ہیں جو قرآن کے مطابق اللہ کے ہاتھ کو مانیں۔ اللہ کا ہاتھ، اللہ کا پیر، اللہ کا جسم ہے؟ جب جسم ہی نہیں تو ہاتھ کہاں سے آئے گا اور جب ہاتھ مانو گے تو اسلام میں رہ پاؤ گے؟ اگر ہاتھ مان لیا تو وہ جگہ بھی ماننا پڑے گی جہاں ہاتھ فکس ہوتا ہے۔ اگر سینہ مان لیا تو پیٹ ماننے میں کیا تکلیف ہے اور جب پیٹ مانو گے تو دو ٹانگیں فاؤنڈیشن کے لئے ماننا پڑیں گی۔ چلئے خدا مانیئے پورا بت تیار ہے۔ اللہ ہاتھ پیر سے پاک ہے، جسم اور جسمانیات سے پاک ہے۔

اللہ کا نہ جسم ہے اور نہ اس کا کوئی ڈھانچہ ہے، نہ اس کا بت ہے نہ ہاتھ ہے نہ منہ ہے، نہ جسم ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ نہیں۔ اور قرآن یہ ہے یَدُ اللہ۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ کے پیر نہیں، اس کے ہاتھ نہیں لیکن قرآن کہہ رہا ہے یَدُ اللہ تو یداللہ سے انکار کرو تو کافر اور ہاتھ مان لو تو کافر۔ اس لئے کہ یَدُاللہ سے انکار کیا تو قرآن کا انکار اور مان لیا تو اللہ کا جسم۔ اللہ کا جسم نہیں، ہاتھ نہیں، پیر نہیں تو ماننے سے بھی گڑبڑ ہے اور نہ ماننے سے بھی۔ قرآن میں کچھ آئتیں ایسی ہیں کہ ترجمہ کیا جاتا ہے لیکن جو ترجمے کا ظاہر ہے وہ خدا کی مراد نہیں، وہ خدا کی منشا نہیں ہے۔ وہ خدا کی مرضی نہیں ہے اور جو خدا کی مرضی ہے وہ ٹرانسلیشن میں موجود نہیں

ایسی آیات کو متشابہات کہتے ہیں

تو ایسی آیات کو متشابہات کہتے ہیں۔ قرآن کی وہ آیت جس کا ٹرانسلیشن نہیں کر سکتے اس کو عربی میں کہتے ہیں مقطعات حروف مقطعات ا لٓمٓ۔ کٓ۔ صٓ۔ حٓمٓ۔ عٓ۔ یہ حروف مقطعات ہیں لیکن دوسری آیت کی قسمیں ہیں متشابہات کہ قرآن ترجمہ کرنے کو تو آپ کر لیں گے لیکن جو اس کا ظاہر ہے وہ خدا کی مراد نہیں ہے۔ اور جو خدا کی مراد ہے وہ ترجمے میں ظاہر۔ یعنی ترجمے میں جو چیز آ رہی ہے وہ اللہ کی منشا نہیں تو ایسی آیت کو متشابہ کہتے ہیں اور ایسی آیت سے عقیدہ بنانا جائز نہیں۔ ارے جب اللہ کی منشا نہیں معلوم تو عقیدہ کیسے بناؤ گے۔ جب اللہ کی مرضی نہیں معلوم تو عقیدہ کیا بنا رہے ہو۔

ترجمہ تو کر لیا لیکن مرضی بنے گی اللہ کی مرضی سے، عقیدہ بنے گا تو اللہ کی مرضی سے، مسئلہ بنے گا تو اللہ کی مرضی سے، شریعت کا قانون ہوگا تو اللہ کی مرضی سے۔ تو آیات متشابہات اس کو کہتے ہیں کہ آپ اس کا ترجمہ کرنے کے قابل تو ہیں لیکن اس کو عقیدہ نہیں بنا سکتے۔ آیت کو مانیں گے، آیت کے ایک ایک لفظ کو مانیں گے، قرآن کے ایک ایک حرف کو مانیں گے۔

ترجمے میں جو ظاہر ہے وہ اللہ کی منشا نہیں مثلاً

اللہ نُورُ السمٰوٰت وَالارض

مثل نوری کمشکوٰۃ مصباح

"اللہ زمین و آسمان کا نور ہے"۔

اب ذرا غور فرمائیں کہ اللہ ساری دنیا کا ساری زمینوں، سارے آسمانوں کا نور ہے۔ اللہ نُورُ السّمٰوٰتِ وَالْاَرض

مثل نورہ کمشکوٰۃ مصباح ۔ اس کے نور کی مثال

اللہ کا نور بے مثال ہے

ایک بات بتاؤ کہ اللہ بے مثال ہے کہ نہیں۔ اللہ کو بے مثال مانتے ہو اگر کوئی اللہ کو بے مثال نہ مانے تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟ جو اللہ ہی کو بے مثال نہیں مانے گا ہم اس کو مسلمان نہیں مانیں گے۔ اللہ بے مثال ہے یہ عقیدہ ہے یہ تمہارا سب کا ایمان ہے کہ اللہ بے مثال ہے، اللہ کی ہستی بے مثال ہے اللہ کی ذات بے مثال ہے، اللہ کا نور ہونا بے مثال ہے کہ نہیں۔ تو تمہارا ایمان ہے کہ اللہ نور ہے اور نور بے مثال ہے لیکن اس بے مثال کی قرآن مثال دے رہا ہے مثل نورہ اس کے نور کی مثال

اے قرآن بے مثال کی کیسی مثال

تو ہم یہیں کہیں گے کہ ترجمے میں جو قرآن مثال دے رہا ہے وہ خدا کی منشا نہیں اور جو خدا کی منشا ہے وہ ترجمہ میں صاف نہیں تو یہ آیت ہو گئی متشابہ

ایسی آیت سے عقیدہ بنانا جائز نہیں

اور متشابہ آیت پر عقیدہ بنانا جائز نہیں مثلاً قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ کہہ دیجیے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول نے یہ بات کس سے کہی میں بشر ہوں تمہاری طرح تو یہ "تم میں" "میں" کون لوگ ہیں۔ جلالین کی تفسیر اٹھا کر دیکھئے تو ملے گا کفار سے کہا رسول نے۔

کیا رسول کافروں کی طرح بشر ہیں؟

تو اب نتیجہ نکلا کہ میں کافروں کی طرح بشر ہوں۔ جیسے کہا میں اب نہ گھٹاؤں گا نہ بڑھاؤں گا۔ اپنی طرف سے۔ فیکٹ چاہے کتنا کڑوا ہو، میں سچ بیان کروں گا کیونکہ میں حقیقت پسند ہوں۔ میں

حقیقت پسندی کی بنیاد پر سچائی کی بنیاد پر ایک بات کہتا ہوں۔ رسول نے جب یہ بات کافروں سے کہی کہ میں تمہاری طرح ہوں تو پتہ چلا کہ مثال کافروں کی طرف جا رہی ہے I am a man like you میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ تو رسول نے کافروں سے کہا میں تمہاری طرح بشر ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرا رسول ابوجہل کی طرح بشر ہے، میرا رسول ابولہب کی طرح بشر ہے میرا رسول عتبہ وشیبہ کی طرح بشر ہے، میرا رسول کافروں کی طرح بشر ہے۔ میرا رسول بت پرستوں کی طرح بشر ہے، دریدہ دہنوں کی طرح بشر ہے، گستاخوں کی طرح بشر ہے، اللہ کے غداروں کی طرح بشر ہے، کعبے کی بے عزتی کرنے والوں کی طرح بشر ہے۔ اس لئے کہ رسول اسی قوم سے کہہ رہے ہیں۔ رسول اسی جماعت سے کہہ رہے ہیں میں تمہاری طرح بشر ہوں تو یہ ہو سکتا ہے؟ کیا تمہارا عقیدہ ہے کہ رسول ابوجہل کی طرح بشر ہے۔ کوئی اس بات کو مانے گا کہ رسول ابولہب کی طرح بشر ہے پھر ابولہب سے رسول نے کیوں کہا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ترجمے میں ظاہر ہو رہا ہے وہ خدا کی منشا نہیں ہے اور جو خدا کی منشا ہے وہ ترجمے میں ظاہر نہیں ہے۔ تو یہ آیت بھی متشابہ ہے۔ اور پھر اس آیت سے عقیدہ بنانا بھی ناجائز ہے۔ میں چکر میں پڑ گیا، جس سے جائز ہے اس سے عقیدہ بناتے نہیں، جس سے جائز نہیں اس سے کیوں بناتے ہیں۔ میاں جو جائز ہے وہ جائز سے بنائے گا۔ جو ناجائز ہے وہ ناجائز سے بنائے گا۔

اللھم صلی علی محمدٍ و علیٰ آل محمدٍ

اور اسی لئے محقق علیٰ الطلاق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت قُلْ اِنَّمَا انا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کو آیات متشابہات میں گنا ہے۔ اور میرے دوستو! میرا کڑی کڑی اردو بولنے کا موڈ بالکل نہیں ہے

تین لفظ یاد رکھنا تاکہ اکیلے جماعت سے نمٹ سکو۔ تین لفظ یاد رکھنا!

قرآن میں تین طرح کی آیات ہیں

مُقتدیو! قرآن میں تین طرح کی آیت ہے ایک تو ہے مقطّعات اس سے عقیدہ نہیں بنے گا۔ ایک ہے متشابہات اس سے بھی عقیدہ نہیں بنے گا۔ اب جو بچا ہے وہ ہے محکمات، اس سے عقیدہ بنے گا، اس سے قانون بنے گا، اس سے مسئلہ بنے گا۔ وہ آیتیں وہی ہیں کہ جو ترجمہ ہے اور جو اللہ کی منشا ہے۔ وہ ترجمے میں ظاہر نہیں ہے اور جو اللہ کی منشا ہے وہ ترجمے میں کلیئر ہے۔ تو اس کو کہتے کہ محکمات، جیسے قُل ھُوَ اللہ اَحَدُ اللہ ھوالصمد لَمۡ یالِدۡ وَلَمۡ یُولَدۡ وَلَمۡ یاکُن لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یہ محکمات ہے۔ اس سے عقیدہ بنے گا اس لئے جو ترجمے میں ہے وہ خدا کی منشا ہے اور جو خدا کی منشا ہے وہ ترجمے میں کلیئر ہے جیسے

محکم آیات سے عقیدہ بنے گا

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِنَ اللہِ نُوۡرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ۔

اب جو ترجمے میں ظاہر ہے۔ اللہ نے نور کہا ہے، نور سے رسول مراد ہیں جو کلیئر ہے وہ اللہ کی منشا ہے جو ترجمے میں ہے وہ اللہ کی مرضی ہے اور جو اللہ کی مرضی ہے وہ ترجمے میں ہے اس لئے یہ چیز بھی محکم ہو گئی۔ تو رسول کو جس آیت میں نور کہا ہے، رسول کو قرآن کی جس آیت میں نور کہا ہے وہ محکم آیت ہے اور جس میں "بشر" مثلکم کہا ہے وہ متشابہہ آیت ہے۔

اب میرے دوستو! محکم سے عقیدہ بنتا ہے، تو میرے دوستو! میں ان سے پوچھتا ہوں اے لوگو بتاؤ جب قرآن میں نور کہنے والی آیت محکم ہے اور بشر کہنے والی متشابہہ ہے تو محکم کے ہوتے ہوئے تم نے متشابہہ کو کیوں لے لیا۔ تو عشق نے جواب دیا، رسول کی محبت بول پڑی کہ ہاشمی محکم

سے وہی کام لے گا جس کا ایمان محکم ہو، جس کا عقیدہ محکم ہو، جس کی شریعت محکم ہو، جس کا نعرہ محکم ہو۔ نعرہ . . . . . .

اچھا میں آپ کو اور ہلکی بات کہہ دوں، رسول کو بشر کہا قرآن نے صحیح، نور کہا ہے، یہ بھی صحیح، تو اب دونوں، ایک آیت نے رسول کو بشر کہا ایک آیت نے رسول کو نور کہا، تو دونوں قرآن ہیں کہ نہیں

پورا قرآن ماننا شریعت ہے

اب سن لو پورا قرآن ماننا شریعت ہے۔ ایک آیت مان لینا دوسری ٹال جانا طبیعت ہے اور یہی ہماری اور ان کی جماعت میں فرق ہے ہم شریعت پر چلتے ہیں وہ طبیعت پر چلتے ہیں۔ اللھم صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد

ارے بھئی قرآن نے رسول کو نور کہا، ٹھیک ہے، ایک نے بشر کہا ٹھیک ہے۔ اب دونوں کو جمع کرو نور + بشر۔ مقدس قرآن کے مطابق پیغمبر بشر بھی ہیں نور بھی ہیں۔ نور + بشر = نوری بشر، تو نوری بشر کہو جھگڑا ہی ختم ہو جائے اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلیٰ آل محمد

اے مُلّا تو خاکی بشر ہے
میرا رسول نوری بشر ہے

اے مُلّا تو خاکی بشر ہے میرا رسول نوری بشر ہے اللھم صلی علی محمد وعلیٰ آل محمد نعرہ غازی ملت زندہ باد

ایک توجہ طلب بات اور ہے کیا ضرورت تھی اے اللہ! تو نے یہ اپنے محبوب سے کیوں کہلوایا لیکن اسے سمجھو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بھائی میں عام مولوی ہوں، میں ان پڑھ ہوں، میں ان ایجوکیٹڈ ہوں، میں علم نہیں رکھتا، ابے ان پڑھ کی تقریر سننے کیوں آئے ہو؟ میں ان پڑھ ہوں بات ختم۔ کل آپ اپنے دوست کے پاس گئے، وہ آپ سے پوچھ بیٹھا، آپ کل مسجد میں گئے تھے کس کی تقریر تھی، جواب دیا مولانا ان پڑھ

کی۔ ہائیں! مولنا ان پڑھ کی! مولنا ہیں تو ان پڑھ نہیں ہیں، ان پڑھ ہیں تو مولنا نہیں ہیں، کس جماعت کے ہو۔

وہ غم بھی شاندار غم ہے جس میں نبی کی یاد ہے اور وہ خوشی بھی حقیقتاً خوشی ہے جس میں نبی کی یاد ہے۔

ایک امتی ہونے کے ناطے غلام اپنے نبی کو یاد رکھتا ہے، ہر امتی اپنے نبی کو یاد رکھتا ہے۔ انہوں نے جلسہ کرایا۔ ارے وہ سنی جماعت کا ہے بوڑھا۔ وہ بوڑھا تو سُنی جماعت کا ہے۔ بہت خرچہ ورچہ کرتا رہتا ہے دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے۔ وہ مولنا ان پڑھ وہاں جائیں گے۔ ارے نہیں نہیں وہ سُنی ہے۔ سُنیوں کے ہاں سے تو صرف مولنا ہی سے تقریر ہوتی ہے وہ تو کوئی اور جماعت ہے جہاں ان پڑھ جاتے رہتے ہیں (درود شریف)

ان پڑھ کی سپلائی کسی اور فیکٹری میں ہے ہم لوگ (Raw Material) لے کر فرنیش مال بناتے ہیں، یہ فرنیش مال لے کر (Raw Material) بناتے ہیں۔

اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد

میں ان پڑھ ہوں ایک بات تھی کہ ریکٹ میں بول گیا کہ میں ان پڑھ ہوں تو کیا کل سے مجھے ان پڑھ کہو گے، کل سے کیا ابھی سے ان پڑھ کہنا شروع کر دو گے۔ مولنا ہاشمی ان پڑھ ہیں۔ سعید محمد ہاشمی جاہل ہیں۔ میں ان پڑھ ہوں میں کہہ دوں۔ لیکن آپ نہیں دہرائیں گے۔ میں اپنے بارے میں کہوں یہ خاکساری ہے، یہ تواضع ہے یہ انکساری ہے۔ میں اگر یہ کہوں کہ میں علم نہیں رکھتا تو کیا تم کہو گے کہ ہاشمی میاں کے پاس علم نہیں کوئی پوچھے کہ کیوں! تو کہا ٹیپ ریکارڈ سن لو۔ خود انہوں نے کہا ہے میں عالم نہیں ہوں تو میرے کہے کو دہراؤ گے۔ کیا سمجھو گے اس کو خاکساری انکساری ہے، تواضع ہے اچھا مزاج ہے۔ عالم ہو کر بھی خود کو ان پڑھ جاہل سمجھتے ہیں۔ یہی تو سمجھیں گے۔ خاکسار تھا یہ ایک نکتہ اچھی طرح سمجھ

لیجئے۔ اگر کوئی سیٹھ مجھ سے یہ کہے کہ غریب خانے پر قدم رکھ دیجئے : اور میں جاؤں تو دیکھوں ۔ ارے باپ رے باپ عالیشان بلڈنگ ہے اور بولا غریب خانہ ہے۔ عالیشان بلڈنگ میں لے جا رہا ہے اور بولا غریبا خانے پر قدم رکھ دیجئے۔ میں سمجھوں کا خاکساری ہے لیکن میرا کوئی مرید میرا کوئی دوست کہے، حضرت غریب خانے پر قدم رکھ دیجئے اور واقعی وہ غریب خانہ نہ ہو تو واقعی یہ خاکساری ہوئی ۔ حضرت چلئے جھونپڑے میں، اور جھونپڑے کی بجائے محل ہو تو یہ خاکساری ہے۔ اور حضرت چلئے جھونپڑے میں چلئے اور واقعی جھونپڑا ہو۔

ایک صاحب نے کہا حضرت چلئے روکھی سوکھی روٹی ہے چل کے کھا لیجئے۔ لے گیا اور چکن بریانی کھلائی۔ یا اللہ روکھی سوکھی روٹی بول کے لایا تھا۔ تو یہ خاکساری ہے تو تواضع انکساری ہے۔ میرا کوئی مرید کوئی دوست کہے حضرت چل کر روکھی سوکھی کھا لیجئے اور گھر لے جا کر روکھی سوکھی ہی دے تو یہ ٹھیک ہی تو ہے۔ میں خاکساری پہ نکتہ سمجھا رہا ہوں، پوائنٹ سمجھو۔ عالم اپنے کو جاہل کہے تو خاکساری ہے لیکن واقعی جاہلوں کی جماعت ہے اور کہے کہ میں جاہل ہوں، ٹھیک ہی تو ہے خاکساری پر تیسرا نکتہ تھرڈ پوائنٹ ہاشمی اپنے آپ کو ایک ہزار مرتبہ کہے کہ میں جاہل ہوں، تم نہیں دہراؤ گے۔ کوئی مجھے جاہل نہیں کہے گا لیکن مجھ سے بڑا، مجھ سے سینئر کوئی بڑی شخصیت، اگر شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں ایکبار بھی جاہل کہہ دیں تو میری ڈگری ہو جائے گی ۔ میں اپنے کو کہوں گا تو تم نہیں دہراؤ گے۔ لیکن اگر بڑا کہہ دے تو وہ میری ڈگری ہو جائے گی۔

> اگر میں ہزار بار کہوں کہ میں جاہل ہوں تو مجھے کوئی جاہل نہیں سمجھے گا

کیا تم بھول گئے کہ پوری قوم اپنے لیڈر کو ابو الحکم کہتی تھی۔ یعنی حکمتوں کا باپ کہتی تھی۔ لیکن میرے رسول نے ایکبار اسے ابو جہل کہہ دیا تو یہی ڈگری ہوگئی۔ یہی اس کی پوزیشن ہوگئی۔ کیا مطلب جب بڑا کہے گا تو پوزیشن ہو جائے گی۔ جب بڑا کہے گا تو ڈگری ہوگی۔

اے اللہ تونے اپنے رسول کو خود کیوں نہیں کہا

اپنے آپ کو کہو گے تو خاکساری ہے لیکن بڑا کہہ دے گا تو وہی پوزیشن ہو جائے گی۔

اے اللہ! تونے اپنے رسول کو خود کیوں بشر نہیں کہا — ؟

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

قُلْ، اے رسول تم کہو! اے پیغمبر آپ خود فرمائیں۔ تو جو کہہ دیتا تب بھی قرآن ہو جاتا۔ یہ بات تونے اپنے محبوب سے کیوں کہلوائی — ؟ اے پیغمبر تم کہو کہ قُلْ، اے رسول تم کہو قل اے پیغمبر تم کہو، قل' اے حبیب تم کہو قُلْ، اے نبی تم کہو۔ اے اللہ! تونے کیوں نہیں کہا — ؟ کہا، میں کہنے سے چونکا کہاں ہوں، تم نے پڑھا ہی نہیں ہے قرآن۔ میں نے جو کچھ بھی کہنا ہے کہا ہے اور میں کہنے سے کسی سے ڈروں گا نہیں۔ ساری دنیا تو مجھ سے ڈرتی ہے میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں رب العالمین ہوں میں قادر مطلق ہوں میں مالک حقیقی ہوں' میں ان لمیٹڈ ہوں، میں عالماتی ہوں۔ تونے مجھے سمجھا کیا ہے ؛ لیکن جب میں کہوں گا تو میں :

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کہوں گا میں یَا اَیُّھَا الرَّسُوْل کہوں گا، میں یَا اَیُّھَا المُزَّمِّل کہوں گا، میں یَا اَیُّھَا المُدَّثِّر کہوں گا۔ جب میں کہوں گا تو کہوں گا یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اے اللہ

بِاِذْنِہٖ وسراجاً منیرا۔ جب میں محبوب کے بارے میں کہوں گا تو کہوں گا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رحمۃ اللعالمین۔ جب میں کہوں گا تو کہوں گا قد جاءکُمْ برھان مِن ربّکم۔

میں کہوں گا

جب میں کہوں گا تو النّبی اولیٰ بالمومنین

جب میں کہوں گا تو بالمومنین روف الرحیم

جب میں کہوں گا تو کہوں گا وَرفعنا لک ذکرک

جب میں کہوں گا تو کہوں گا درفع بعضھم درجات

جب میں کہوں گا تو کہوں گا وَمَا ھم علی الغیب

جب میں کہوں گا تو کہوں گا الرّحمٰن علم القراٰن

جب میں کہوں گا تو کہوں گا وَعلمک مالم تکن تعلم

جب میں کہوں گا تو کہوں گا میں یٰسین کہوں گا، میں طٰہٰ کہوں گا

جب میں کہوں گا تو کہوں گا والضحیٰ، والیل اذا سجیٰ

میں بیان کروں گا

تیری شان ہو تو میں بیان کروں گا، عظمت ہو تو میں بیان کروں گا، رفعت ہو تو میں بیان کروں گا، بلندی ہو تو میں بیان کروں گا۔ اے رسول تمہارا بلند پایہ رسول ہونا میں بیان کروں گا۔ ولکن رسول اللہ، خاتم النبیّن کا میٹر Matter ہو تو میں بیان کروں گا۔ Last Prophet of Islam ہونا ہو تو میں بیان کروں گا۔ تمہارے [illegible] کو میں بیان کروں گا Axtru ordinary ہونے کو میں بیان کروں گا، تمہارے عظیم پیغمبر ہونے کو میں بیان کروں گا۔

بشریت تم خود بیان کرو

تمہاری نبوت و رسالت امامت و قیادت و سیادت۔ عظمت، رفعت، بلندی، بلند پائیگی، برگزیدگی۔ دانائی، فرزانگی، ہوش وخرد

حسن وجمال، جود ونوال، فضل وکمال، جاہ وجلال۔ اے نبی تمہاری عظمت کی بات ہو تو میں بیان کروں گا لیکن یہاں بشریت کے ساتھ مثلیت ہے، اے محبوب اے تم اپنے منہ سے کہو تا کہ لوگ خاکساری سمجھیں لوگ تواضع سمجھیں، لوگ انکساری سمجھیں! اے محبوب! اے تم خود کہو، جب تم کہو گے تو صحابہ سمجھ جائیں گے وہ نبی میری طرح کیا ہو گا!

میری انگلیوں سے خون نکلتا ہے اور نبی کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہے۔ وہ میری طرح کیا ہوں گے۔ وہ میری طرح کیا ہوں گے۔ میں چلتا ہوں تو فرش پر چلتا ہوں، نبی چلتے ہیں تو عرش پر چلتے ہیں۔ نعرہ تکبیر رسالت میں ان کی طرح کیا ہوں گا۔

نبی کی بیوی سب کی ماں

میرے دوستو! میں شادی کرتا ہوں تو میری بیوی کسی کی بہو ہوتی ہے، کسی کی بیٹی بنتی ہے، کسی کی ممانی ہو جاتی ہے، کسی کے لئے انٹی ہوتی ہے، کسی کے لئے گھر کی بہو ہوتی ہے۔ مگر جب رسول شادی کرتے ہیں تو ان کی بیوی سب کے لئے ماں ہو جاتی ہے ان کی بیوی سب کی ماں، ام المومنین ہے۔ ارے جب تو بیوی کی عظمت کو نہ پہنچا تو نبی تک کیا پہنچے گا۔ نعرہ۔ اللھم صلی علی محمد

بشر کہلوانے کی وجہ

اب جب رسول ہماری طرح نہیں ہیں تو پھر کیوں کہیں انا بشرٌ مثلکم۔ پھر انہوں نے کہا میں تمہاری طرح ہوں۔ یہ نبی کی خاکساری ہے نبی کی تواضع، یہ نبی کی انکساری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کہلوانے کی وجہ، ایسا کیوں کہا؟ تو جہ چاہوں گا۔ ایک ملے کے لئے کہلوانے کی وجہ ایک ہے مذہبی وجہ۔

اے رسول ضرور کہو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ کیوں کہو — ؟

حضرت ابراہیم اور معیارِ الوہیت

ٹھیک ہے تم کسی کی طرح نہیں ہو مگر کہو کیوں؟

ذہنی ضرورت پڑ گئی ہے۔ اسلام ڈیمانڈ کرتا ہے یہ کہلانے کا، نمرود حضرت ابراہیم سے الجھ گیا خدا کا شکر ہے مسئلہ سلجھ گیا۔ وہ بولا میں خدا، یہ بولا بالکل جدا۔

حضرت ابراہیم نے نمرود سے فرمایا "تو خدا نہیں، میرا خدا مارتا اور جلاتا (زندہ) ہے"۔

نمرود بولا "اچھا! اگر خدا ہونے کے لئے یہی پاور کافی ہے تو یہ کوالٹی میرے اندر بھی ہے"۔ وہ بولا جاؤ جیل کے اندر، ایک اس کو لے آؤ جسے عدالت نے موت کی سزا دی ہو اور دوسرا وہ لے آؤ جسے عدالت نے بری کر دیا ہو۔ اب دونوں لائے گئے، نمرود نے پوچھا تیرے لئے کیا آرڈر ہے اس نے کہا جرم ثابت نہ ہونے پر عدالت نے بری کر دیا ہے۔ زندگی کی طرف جا رہا ہوں"۔

نمرود بولا "اچھا زندگی کی طرف جا رہے ہو" کہا اس کو مار دو۔ دوسرے سے پوچھا "اور تم؟" کہا موت کے لئے جا رہا ہوں"۔ کہا اسے چھوڑ دو۔ حضرت ابراہیم سے نمرود نے کہا "دیکھو جو مرنے جا رہا تھا میں نے اسے زندگی دے دی اور جو جینے جا رہا تھا میں نے اسے مار دیا۔ میں بھی مارتا اور جلاتا ہوں"۔

حضرت ابراہیم چاہتے تو نمرود کی اس بچگانہ دلیل کی دھجیاں اڑا دیتے لیکن حضرت ابراہیم کو یہ معلوم تھا کہ خدا جب دین لیتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے۔ اس لئے نمرود کے منہ نہیں لگے۔ آخری اور وزن دار بات یہ کہہ دی کہ سن! نمرود میرا خدا مشرق (پورب) سے سورج نکالتا ہے اور پچھم

کینسلیشن بالکل ناممکن ہے۔

مذہبی وجہ یہ ہے

مذہبی وجہ مجھ سے سُنیئے۔ یہ علمائے کرام کے لئے نذر کر رہا ہوں اور آپ لوگ اگر کیچ کر لیجئے تو بہترین فیلڈر ہیں۔ پتہ نہیں بال کدھر سے باؤنڈری مارے مگر باؤنڈری پھر بھی کیچ کرو گے تو کامیاب ہو گے کیونکہ سکسر تو نہیں ہوا۔ اب جب آپ ذہنی طور پر فریش ہو گئے تو سنیئے: "اے رسُول ان کافروں سے کہو۔"

اے اللہ ان کافروں سے کیوں کہلوایا۔ اے رسول تم کہو ان کافروں سے۔ ابوجہل سے کہو، ابولہب سے کہو اِن جیسے لوگوں سے کہو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ کیوں؟ (Why) جب اے رسول آپ ابوبکر و عمر کی طرح نہیں تو ابوجہل اور ابولہب کی طرح کیسے؟

نبی نہیں مانتے، مجھے بشر تو سمجھو

کیوں کہلوایا گیا۔؟ اب آؤ میں ہجرت سے پہلے مکے کا بیک گراؤنڈ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اے کافرو، اے ابوجہلو میں نے کہا لا اِلٰہ اِلّا اللہ، میں نے کہا اِنی رسول اللہ تم مانتے نہیں۔ نہیں مانتے مجھے نبی نہیں مانتے۔ اے کافرو مجھ کو رسول نہیں مانتے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں۔ میں نبی ہوں میں رسول ہوں، نہیں مانتے۔ دہراتا رہا ایک دو بار، ہزار بار، میں رسول ہوں، نہیں مانتے۔ پیغمبر ہوں، نہیں مانتے۔ تم نہیں مانتے مجھکو نبی، مجھ کو رسول نہیں مانتے: یہ ظلم و ستم یہ انکار یہ پریشر چالیس برس تمہارے ساتھ رہا۔ کبھی جھوٹ بولا؟ نہیں۔ پھر کیوں نبی نہیں مانتے؟ تم میرے کیریکٹر سے واقف ہو، کبھی میں نے چھوٹی سی چوری کی؟ نہیں۔ پھر کیوں میں چوری کروں گا۔ کسی کا مال میں نے غصب کیا، اگر میں نے کوئی سودا بھی بیچا ہے تو اس میں جو ڈیفیکٹ ہے اسے پہلے ظاہر کیا ت

مغرب میں ڈبوتا ہے۔ اگر تو خدا ہے تو مغرب سے نکال۔" فائنل میچ، (حضرت ابراہیم کا) نمرود چکرا گیا کہ اب کیا کروں۔ الذی کفر۔ ٹوٹ گئی نمرود کی کمر پھرنے لگی اِدھر اُدھر نظر، نہ دیکھے اِدھر نہ دیکھے اُدھر، مگر نمرود جانتا تھا کہ ذہن ہوتی تو کچھ لینے دینے کا معاملہ ہو جاتا مگر یہ سورج مہاراج یہ کسی کی سننے والے نہیں ہیں۔ وہ چپ رہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مسکرا پڑے۔ میرا خدا مشرق سے سورج نکالتا ہے تو مغرب سے نکال نمرود نکال سکا۔؟ دل پہ ہاتھ رکھ کے بتاؤ۔ بفرض محال اگر نکال دیتا تو حضرت ابراہیم کی زندگی میں دنیا خدا مان لیتی۔

حضرت ابراہیم نے فائنل کرائی تھی یا اور معیار بتا دیا تھا کہ میرا خدا پورب سے نکالتا ہے۔ نمرود اگر تو خدا ہے تو پچھم سے نکال۔ اگر پچھم سے نکال دیتا تو خدا مانا کر نہ مانا جاتا۔ تو نمرود تو نہیں نکال سکا لیکن تاریخ کے صفحے پر یہ بات موجود تھی کہ مشرق سے سورج نکالنے والا میرا خدا ہے، اب جو مغرب سے نکالے وہ خدا ہے۔

وہ تو نہ نکال سکا مگر یہ دلیل تو موجود تھی، تو نمرود تو نہیں نکال سکا۔ مگر مقام صہبا میں۔

حضرت علی کی نماز کیلئے سورج کی واپسی

جب علی المرتضیٰ کی نمازِ عصر قضا ہوئی تو اس ڈوبے ہوئے سورج کو رسول نے مغرب سے نکالا ہے۔ کہیں رسول کے اس مغرب سے نکالنے کی وجہ سے لوگ دلیلِ ابراہیمی کی روشنی میں اے رسول آپ کو خدا کہہ دیں۔ اس لئے قل انما انا بشرٌ مثلکم۔ اے محبوب رب! اپنی بشریت کا اعلان کر دیجئے تاکہ لوگ خدا نہ سمجھیں، تاکہ لوگ معبود

نہ سمجھیں تاکہ لوگ آپ کو اللہ نہ سمجھیں اس لئے بشریت ہے۔

اے رسول! ابراہیم خلیل اللہ جیسی عظیم ہستی نے ایک بات کہہ دی ہے کہ اے نمرود تو پچھم سے سورج نکال تو خدا جانوں، وہ تو نہ نکال سکا، مگر پیارے مصطفےٰ جب تو نے نکالا ہے تو تم ہی کہو میں کاہے کو کہوں نکالا تم نے ہے تمہی کہو۔

اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد

قول اور فعل

اس لئے کہ تم نے جب سورج کو پچھم سے نکالا تو یہ تمہارا فعل ہے اور جب کہو گے "انا بشر" تو یہ تمہارا قول ہے۔ لوگ فعل بھی دیکھیں قول بھی دیکھیں۔ قول دیکھیں گے، بشر کہہ نہ سکیں گے تو خدا نہ سمجھیں گے اور سورج پلٹتا دیکھیں گے تو اپنی طرح نہ سمجھیں گے، اپنے برابر نہ سمجھیں گے۔ تم اپنی بشریت کا اعلان کر دو۔ میں نے یہاں پر ایک لفظ ایسا بیان کیا۔ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ذہن میں کوئی شبہ پیدا ہو جائے۔ نمازِ عصر مقام صہبا میں علی المرتضیٰ کی قضا ہوئی تو رسول پاک نے سورج کو پلٹایا۔ علی اور نماز اور قضا۔ معاملہ یہ تھا کہ علی المرتضیٰ کے زانو پر سر رسول ہے۔ علی المرتضیٰ کے زانو پر سر رکھ کر سرکار لیٹے ہوئے ہیں اور راوی کہتا ہے کہ سرکار سو رہے ہیں۔

رسول سو رہے ہیں

راوی کہتا ہے کہ رسول سو رہے ہیں۔ روایت جو ہم کو بتائی گئی ہے، جو لکھی گئی ہے، جو چھاپی گئی، جو بتائی گئی ہے وہ بتاتی ہے کہ رسول سو رہے ہیں، نمازِ عصر کا وقت آیا اور رسول سو رہے ہیں، وقت جا رہا ہے اور رسول سو رہے ہیں علی المرتضیٰ کو نماز کا خیال آیا مگر کیسے اٹھیں، نہیں اٹھے، بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔ نماز عصر کا وقت جب چلا گیا تو نماز نہ پڑھنے کا غم دل میں اٹھا۔ دکھ کا دل میں

اٹھنا تھا کہ اس دکھ نے آنکھوں میں آنسوؤں کا روپ دھار لیا۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا آنا تھا کہ آپ بیقرار ہو کر باہر نکلنے کو چلے۔ علی نے سوچا یہ آنسو میرے جذبات کے نمائندہ ہیں اگر گر گئے گر جائیں گے۔ لاؤ انہیں آنکھوں کے پٹ بند کر لوں تاکہ عاشق کے دل میں جو طوفان ہے وہ دل ہی میں رہے، چھلکنے نہ پائے لیکن اس سے پہلے کہ آنکھوں کے پٹ بھڑ جاتے کچھ بے چین اشک، بیتاب آنسو اور بیقرار لہریں جو اس میں پوشیدہ تھیں وہ باہر آ گئیں، رخِ مصطفےٰ پر، پیغمبر کے چہرے پر گرے۔ ان کا گرنا تھا نبی نے آنکھیں کھول دیں، پوچھا اے علی

نماز نہ پڑھنا بھی اطاعت ہے

کیا بات ہے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ وقت عصر جا رہا ادباً اٹھ نہ سکا رسول کھڑے ہو گئے۔ اے اللہ تیرا بندہ علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا۔ ہم تو سمجھتے تھے نماز میں جانا اطاعت ہے۔ علی کو نئی ڈگری مل رہی ہے، نہ جانا بھی اطاعت ہے۔ اے اللہ تیرا بندہ علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا اور سورج کو اشارہ کیا تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ یہ ہے روایت۔

راوی نے کہا کہ نبی سو رہے تھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ عصر کا وقت سونے کا وقت ہے، دوپہر کے وقت کھانا کھا کے کچھ لوگ قیلولہ کرتے یہ مناسب بھی ہے سنت بھی ہے۔ یہ عصر کے وقت سونے کا ٹائم ہے سر رکھ دیا آنکھیں بند کر دیں سو رہے ہیں۔ ابھی راوی دور سے دیکھ رہا ہے نبی کی طرف دیکھو میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ کیا میں سو رہا ہوں کہ جاگ رہا ہوں۔ نہیں معلوم ایسے آنکھیں بند کرنا کون سا سونا ہے۔ آنکھ دو طرح سے سوؤ تو بند ہو اور جب سوچو تو بھی بند ہو۔ آنکھ بند ہے تو راوی یہ دیکھ سکتا ہے

کہ میری آنکھ بند ہے یا نہیں۔ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ میں سو رہا ہوں یا نہیں۔ کیونکہ سونا تو اندر کا کام ہے۔ ایک آدمی مسہری پر ہے اس نے آنکھیں بند کر لیں کیا وہ سو رہا ہے؟ بیڈ پر ہونا سر تکیے پر رکھنا اور آنکھ بند کر لینا سونا نہیں ہے سوچنے کے لئے بھی آنکھ بند کی جا سکتی ہے، کسی کا امتحان لینے کے لئے بھی آنکھ بند کی جا سکتی ہے کسی کا ٹیسٹ لینے کے لئے بھی۔

نبی نے آنکھ کیوں بند کی؟

تو ہو سکتا ہے نبی نے آنکھ بند کر لی ہو۔ دیکھیں کیا کرتے ہیں علی؟ اس میں بھی امتحان حضرت علی کا ہے۔ رسول جاننا چاہتے ہیں کہ علی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ میں جو انہیں دینا چاہتا ہوں یہ ان کی وسعت کے مطابق ہے یا نہیں میں جو تعارف اپنا انہیں کروانا چاہتا ہوں یہ اس کو حاصل کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ سمجھتے ہیں یا نہیں۔

علی کا دل ٹوہ رہے تھے

تو میرا وجدان کہتا ہے۔ علمائے کرام مجھے معاف فرمائیں بالخصوص مفتی صاحب کہ نبی سو نہیں رہے تھے، علی کا دل ٹوہ رہے تھے۔ ذرا دیکھوں آنکھ بند کر کے، اس لئے کہ امتحان اسی وقت ہوتا ہے جب آنکھ بند ہو۔ جب باپ کی آنکھ بند ہوتی ہے تو بیٹوں کا امتحان ہوتا ہے۔ جب ہیڈ آف دی ہاؤس آنکھ بند کرتا ہے تو ممبرز آف ہاؤس کا امتحان ہوتا ہے اور نبی جانتے تھے کہ مجھے آنکھ بند کرنا ہے، ایک نہ ایک دن تو آنکھ بند کرنا ہے لاؤ میں تھوڑی دیر آنکھ بند کر کے دیکھوں کہ جب میں آنکھ بند کروں گا تو میرے بعد والے کیا کریں گے مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے، مجھ سے بھاگ تو نہیں جائیں گے، میرا ساتھ تو نہیں چھوڑ دیں گے، میرا کنکشن تو نہیں توڑ دیں گے۔ تو علی نے بھی ڈکلیئر کر دیا کہ اے نبی چاہے آپ عارضی طور پر آنکھ بند کریں، چاہے مستقل طور پہ اے رسول

ہم دامن رسول نہیں چھوڑیں گے

آپ کے آنکھ بند کرنے سے آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم آپ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ نہ نماز کے نام پر چھوڑیں گے نہ کلمے اور جماعت کے نام پر چھوڑیں گے

اے رسول! وہ کوئی اور ہیں جو کلمے اور نماز کے نام پر چھوڑ دیں۔ ہم تو کلمے اور نماز کو آپ کے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم نے آپ کو جو پکڑا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ اب نہ کلمہ چھوٹے گا نہ نماز چھوٹے گی، نہ روزہ چھوٹے گا نہ حج چھوٹے گا نہ عبادت چھوٹے گی۔ وہ بڑے بیوقوف ہیں جو نماز لے کر بھاگ گئے اور رسول سے نسبت توڑلی۔ رسول سے نسبت توڑلی، رسول سے مال ملا، مالدار سے تعلق توڑلیا۔

نماز کے نام پر بھی دامن رسول نہ چھوڑا

اے رسول آپ نے آنکھ بند کرلی لیکن علی نے دامن نہیں چھوڑا، نماز کے نام پر بھی نہیں چھوڑا، سجدہ بلا رہا ہے رکوع بلا رہا ہے، عصر بلا رہی ہے مگر رسول کو نہیں چھوڑا۔ ٹائم بلا رہا ہے مگر نبی کو نہیں چھوڑا۔ میں پوچھتا ہوں (تبلیغی) جماعت کے ان لوگوں سے جن کے ضمیر زندہ ہیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں ڈربن کے ان متعلقین اور ساؤتھ افریقہ کے ان بکے ہوئے ذہنوں سے کہ کیا تم نے ایک لمحے کے لئے کبھی سوچا کیا تیری نماز علی کی نماز کو چھو سکتی ہے۔ کیا تیری بندگی علی کی بندگی کی چوکھٹ کا بوسہ لے سکتی ہے۔ ارے جب تیری نماز حسین کی طرح نہ ہوسکی تو علی المرتضٰی کی طرح کسطرح ہوسکتی ہے؟ میرے علی نے رسول اللہ کو عصر کے لئے نہیں چھوڑا تو نے رسول کو جماعت کے لئے کیوں چھوڑ دیا، لٹریچر کے لئے

عرب کے ریال کیلئے رسول چھوڑ دیا

کیوں چھوڑ دیا، عرب کے چند سکوں کے لئے کیوں چھوڑ دیا

حسین نے گردن دے دی دامنِ مصطفےٰ نہیں چھوڑا، تونے عیاش عربوں کے لئے کیوں چھوڑ دیا، عرب کے غنڈوں کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ساٹھ ہزار صحابہ کی قبروں کو کھودنے والی ظالم حکومت کے ساتھ تونے دل کا رشتہ کیوں قائم کرلیا، حسین کی زندگی میں یزید سے دوستی کیوں کرلی، علی کے ہوتے ہوئے نبی کیوں چھوڑ دیا۔ یہی سُنّیت کی قسمت ہے یہی غوث اعظم کا کرم ہے، غریب نواز کی طرف سے قائم بجرم ہے اور نبی کی یہی محبت ہم سُنّیوں کا دھرم ہے۔

اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی آل محمد

سُورج کیوں لوٹایا

اور میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، میرے نبی نے میرے نبی نے آقا علی کی نماز قضا ہو گئی تھی نا، مغرب کا ٹائم آگیا تھا۔ یہ سورج پلٹانے کی کیا ضرورت تھی ؟ آپ بلال حبشی سے کہیں اذان دیں اور جب بلال اذان دینے لگیں تو اے نبی آپ اپنا سپیشل پاور دیں کہ اے علی تم اذان کا جواب مت دو۔ بلکہ اذان ہوتے ہوئے تم اپنی عصر پڑھ لو۔ بلال اذان دیتے رہیں گے میں اسپیشل اجازت دیتا ہوں۔

فاروق اعظم نے اپنی نماز سورج کو دیکھ کر پڑھی ہے، عثمان غنی نے اپنی نماز کو سورج کو دیکھ کر پڑھا ہے۔ علی المرتضٰی نے اپنی نماز کو سورج کو دیکھ کر پڑھا ہے۔ سارے صحابہ سورج کو دیکھتے تھے خود علی بھی سورج کو دیکھتے تھے۔ ابھی نہیں نکلا ہے لاؤ میں فجر پڑھ لوں۔ زوال کی طرف جا رہا ہے ظہر پڑھ لو اور آگے بڑھ گیا ہے عصر پڑھ لو۔ اب غروب ہوگیا ہے مغرب پڑھ لو۔ ڈوبے ہوئے سوا گھنٹے سے زیادہ ہوگیا ہے، عشاء پڑھ لو۔ علی بھی سورج کو دیکھتے تھے۔ سورج نے کبھی نہیں دیکھا کہ علی نے فجر پڑھ لی ب

یا نہیں، ظہر پڑھ لی ہے یا نہیں، سورج سے کیا مطلب، علی پڑھتے رہے فجر بھی پڑھتے رہے، ظہر بھی پڑھتے رہے، عصر بھی پڑھتے رہے، مغرب بھی پڑھتے رہے، عشاء بھی پڑھتے رہے، تہجد بھی پڑھتے رہے۔ نفل بھی پڑھتے رہے، فرض بھی پڑھتے رہے، واجب بھی پڑھتے رہے، مؤکدہ بھی پڑھتے رہے، مستحب بھی پڑھتے رہے، نفل بھی پڑھتے رہے لیکن سورج نے بھی علی کو نہیں دیکھا بلکہ علی ہی کو اپنا ٹائم مقرر کرنے کے لئے سورج کو دیکھنا پڑتا تھا۔

سورج علی سے پوچھتا ہے

زندگی بھر علی نے سورج کو دیکھا مگر جب ڈوبا ہوا سورج پلٹا یا رسول نے تو میں نے اب سورج سے پوچھا اے سورج! اب تو کب ڈوبے گا؟ تو سورج بولتا ہے۔ پہلے پوچھتے تو بتا دیتا اب مجھ سے مت پوچھ اب علی سے۔ پوچھو کہ ان کی عصر کب پوری ہوگی۔ اب علی سے پوچھنا نماز کب کمپلیٹ ہوگی۔ اب علی سے پوچھو سجدہ کب کمپلیٹ ہوگا، اب علی سے پوچھو نماز کب پوری ہوگی۔ پہلے میں نکلا تھا مشیت نے نکالا تھا اب میں مصطفےٰ کی طبیعت سے نکلا ہوں (درود شریف)

علی زندگی بھر سورج کو دیکھا کرتے تھے مگر جب مصطفےٰ کی محبت ایک بار نماز قضا ہو گئی تو محبتِ مصطفےٰ کے کرم کا فیضان دیکھو، پہلے علی سورج کو دیکھا کرتے تھے، اب سورج علی کو دیکھ رہا ہے، اب سورج علی کو دیکھ رہا ہے، تم پوری کر لو تب ڈوبوں، عصر کمپلیٹ ہو جائے تب ڈوبوں، تمہاری نماز ہو جائے۔ پہلے سورج سب کی نماز کے لئے آتا تھا اب صرف ایک امتی کے لئے آیا ہے۔ ایک امتی نے بتا دیا کہ نبی سے محبت ہو جائے تو علی ہو جائے، علی سے محبت ہو جائے تو ولی ہو جائے۔

(درود شریف)

رات ایک بات دو صوم وصال کا موقع ہے یعنی ایسا روزہ رکھنا جس میں نہ افطار ہو نہ سحری ہو۔ ہم لوگ جب روزہ رکھتے ہیں نا تو سحری اس وقت تک کھاتے رہیں گے جب تک سحری کا ٹائم ہے۔ کھانے سے طبیعت بھر جائے گی تو پیتے رہیں گے۔ ایک ایک سیکنڈ کا استعمال کریں گے اور سحری کا ٹائم جیسے ہی ختم ہوا تب کھانا چھوڑا، دن بھر کچھ نہیں کھایا پیا۔ عصر کے بعد سے بیٹھ گئے ٹائم نہیں ہوا ہے مگر دستر خوان بچھ رہا ہے۔ ٹائم نہیں ہوا مگر بنانا کیلے آرہے ہیں۔ ٹائم نہیں ہوا مگر فروٹس آرہے ہیں، سیب آرہے ہیں۔ ٹائم نہیں ہوا مگر چیٹ پٹے بھی آرہے ہیں اور جب ٹائم ہوا تو کھانا شروع کر دیا اور کہا میں نے الحمد للہ تیس روزے رکھے۔ رات بھر کھاتا رہا کیسے نہ رکھتا۔ لیکن صوم وصال دوسرا روزہ ہے

روزہ وصال ایسا روزہ ہے جس میں نہ سحری ہے نہ پانی ہے نہ دانہ ہے نہ صبح ہے نہ دوپہر میں کچھ کھاؤ نہ رات میں کھاؤ نہ دن میں کچھ کھاؤ۔ کچھ کھانا نہ پینا، نہ کھانا کھانا نہ پانی پینا نہ کچھ اور کھانا۔ یہ روزہ رکھنا امت کے لئے نہیں ہے۔ میرا نبی یہی روزہ جب رکھنے لگا

ایکم مثلی

میرے نبی نے یہ صوم وصال رکھنا شروع کر دیا۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ نہ صبح کھایا نہ شام کھایا، نہ رات میں کھایا نہ دن میں کھایا۔ نہ اندر کھایا نہ باہر کھایا۔ تو صحابہ کرام نے جب دیکھا، میرا رسول بغیر کھائے پیئے روزہ رکھنا شروع کر دیا لاؤ ہم بھی رکھتے ہیں۔ جب صحابہ نے رکھنا شروع کر دیا تو کمزوری بڑھتی چلی گئی۔ لوگ بیمار ہونے لگے۔ رسول نے پوچھا یہ کیا؟ تو کہا صوم وصال رکھ رہے ہیں۔ رسول نے کہا بلاؤ "ایکم مثلی" تم میری نقل کروگے۔ میری نقل جبریل نہ کر سکے وہ ٹھہر گئے میں گذر گیا حتہ ٢

میری نقل نہ کر سکے تو اور کوئی کیا کرے گا۔ میری نقل موسیٰ نہ کر سکے اور آگے بڑ
کر بولتا ہوں میری نقل موسیٰ کلیم اللہ نے نہ کی۔ وہ طور پر بے ہوش ہو گئے اور میں
سراپا نور میں بھی ہوش میں رہا۔ کلیم اللہ ادھر ہے حبیب اور مَازاغ البصر
ما طغیٰ، میری پلک بھی نہیں جھپکی، میں چکر میں بھی نہیں آیا۔ جبکہ موس
کلیم اللہ میری طرح نہیں تو یہ سر پھرا مُلّاں میری طرح کیسے ہو سکتا ہے۔

ایکم مثلی

میرا رب مجھے کھلاتا ہے

مجھ کو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے
تم دیکھ رہے ہو میں نہیں کھ
پی رہا۔ رسول نے کیا کہا۔ کون ہے میری طرح؛ تم میری طرح ہو۔ مجھ کو میرا رب
کھلاتا پلاتا ہے۔ اب ایک بات کلیئر بتاؤ ہاشمی! اگر کچھ کھائے گا
یا تو میں اندر کھاؤں گا یا باہر تیسری جگہ نہیں ہے۔ اندر کھاؤں گا تو بیو
دیکھے گی باہر کھاؤں گا تو دوست دیکھیں گے۔

یہ کیسا رسول کا کھانا پینا ہے۔؟ اندر خدیجہ نہیں دیکھ رہی ہیں، اند
عائشہ نہیں دیکھ رہی ہیں، اندر میمونہ نہیں دیکھ رہی ہیں، اندر ام حبیبہ نہ
دیکھ رہی ہیں۔ یعنی رسول کی بیوی گھر میں نہ دیکھے۔ ابوبکر و عمر جیسے قریب
رہنے والے باہر نہ دیکھیں۔

رسُول کا عِلم کیا سمجھو گے!

ارے مولویو! رسول کا جب کھ
پینا تم نہ دیکھ سکے تو رسول کا علم
کیا دیکھو گے، رسول کا مرتبہ کیا دیکھو گے، رسول کا درجہ کیا دیکھو گے۔؟

اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد۔ نعرۂ تکبیر، نعرہ رسالت

ابوبکر نہ دیکھ سکے، عمر فاروق نہ دیکھ سکے، حضرت عثمان نہ دیکھ سکے
علی المرتضیٰ نہ دیکھ سکے۔ حسن مجتبیٰ نہ دیکھ سکے۔ نہ گھر والے دیکھ رہے ہیں

باہر والے دیکھ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کھانا پینا جب یہ اندر باہر نہ دیکھا
سکا تو آنا جانا کون دیکھے گا، درجے کی بلندی کون دیکھے گا۔ رسول کا جب
ٹ سائیڈ دیکھنا ناممکن ہو تو اِن سائیڈ کون دیکھے گا۔ باہر کا کام نہ دیکھا
اندر کا نام کون دیکھے گا۔ اس لئے میرے دوستو! حضور نے فرمایا:
یلسوکمہ مثلی سارے صحابہ سرنڈر ہو گئے، تو سرکار مثلی کا سوال نہیں
۔ آپ تو بے مثل ہیں۔ ہم تو محبت سے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ ہاں
ب نہیں چلیں گے۔ ہاں تم میری طرح ہو، تم میری نقل نہیں کر سکتے۔ میں
کم دیتا ہوں یہ کرو، یہ کرو، یہ کرو۔ یہ جو میری سنتیں ہیں، یہ میں اپنا پاور نہیں
تا۔ میں جو اپنا آرڈر دیتا ہوں، یہ اپنا پاور نہیں دیتا۔
تیری طاقت دیکھ کر آرڈر دیتا ہوں۔ تم روزہ رکھو سال میں ایک مرتبہ
ری طرح روزہ نہیں رکھ سکتے، میری طرح نماز نہیں پڑھ سکتے۔ میری طرح
درا تک نہیں جا سکتے۔ جتنا بتا دیا اسی طرح جاؤ۔ میری طرح کیا جا پاؤ
ے۔ میں براق پہ بھی گیا اور نماز کم کرانے بغیر براق کے گیا، بغیر جبریل کے گیا
ں کسی کا ضرورت مند نہیں، سب میرے ضرورت مند ہیں۔

م سب میرے محتاج ہو

میں اگر حاجتمند ہوں تو بارگاہِ کبریا میں ہوں، میں اگر محتاج ہوں
اپنے رب کا۔
اور سب میرے محتاج ہیں۔ جبریل بھی میرا محتاج ہے، براق بھی
ا محتاج ہے۔ پوری کائنات میری محتاج ہے اس لئے کہ رب نے
ے بنایا اور میرے نور سے سب کو۔
تو میرے رسول نے صحابہ سے کیا کہا" ایکم مثلی۔ تم میری طرح
یں ہو، تو صحابہ سے کہا میں تمہاری طرح نہیں ہوں. 9 am- Not Pike You

اور کافروں سے کہا I AM LIKE YOU میں تمہاری طرح بشر ہو
اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ POSITIVE WAY کافروں سے کہا AM
MAN LIKE YOU اور صحابہ سے کہا ایکم مثلی o is like
me? ۔

نیگیٹو نیشرو
، پازیٹو، نیگیـ

کافروں سے کہا تمہاری طرح ہوں

مومن۔ کافروں سے کہا میں تمہاری طرح بشر ہوں اور مومنوں سے کہا
تمہاری طرح نہیں ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول نے انسانو
دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ ایک طرف کافروں کا گروہ اور ایک طر
مومنوں کا گروہ۔ کافروں کی طرف دیکھا تو کہا میں تمہاری طرح ہوں۔ مومنو
کی طرف دیکھا تو کہا میں بے مثال ہوں۔ تو جس نے جو سنا ہے وہی دہرا
ہے (Repeat) جس نے اپنی طرح سنا ہے، وہ اپنی طرح سمجھ رہا ہے

مومن اور کافر کی پہچان

اور جس نے بے مثال سنا ہے، و
بے مثال سمجھ رہا ہے۔ تو میرے
نے کافروں اور مومنوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مومنوں سے کہا میں بے
ہوں اور کافروں سے کہا میں تمہاری طرح ہوں۔ جس نے جو سنا وہی دہرا رہا
اب اگر کوئی کہے رسول میری طرح ہیں تو جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب
رسول نے چھوٹ دے دی ہے تو ہم کون ہیں پابندی لگانے والے۔ اور
کسی نے کہا رسول بے مثال ہیں تو میں سمجھ جاؤں گا ابوبکر کی جماعت میں
حضرت عمر کی جماعت میں ہے، حضرت عثمان کی جماعت میں ہے، حضـ
علی کی جماعت میں ہے۔ اور جب کوئی کہیگا کہ میری طرح ہیں تو ہم سمجھ
گے کہ ابولہب کی جماعت میں ہے، ابوجہل کی جماعت میں ہے، عتبہ و شـ

کی جماعت میں ہے۔ اُن کو ان کی جماعت مبارک ہو۔ ہم کو ہماری جماعت مبارک۔ اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد

اللہ تعالیٰ راضی ہے

ایک بات چاہے کسی کی سمجھ میں آوے یا نہ آوے مگر جب موضوع اور Topic آگیا ہے اور یہ تقریر ریکارڈ بن رہی ہے تو میں یہ بات کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ رسول کے کہنے کی مذہبی وجہ تو میں نے بتادی کہ اللہ نے پورب سے سورج نکالا تو رسول راضی، رسول نے پچھم سے نکالا تو اللہ راضی۔ نکالنے دو۔

تاکہ جو تمہارے دل میں پیدا ہوتا ہے اسے دیکھو۔ پورب سے خدا نکالے تو رسول راضی اور پچھم سے رسول نکالے تو خدا راضی۔ اللہ سے رسول اللہ راضی رسول اللہ سے اللہ راضی اور پتہ نہیں مُلّا کیوں ناراض ہے ؟

اللّٰھم صلّی علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد

میں ظلم کو ظلم کہوں گا

اور ایک بات اور میرے دوستو! میں اس کو ہندوستان کو نظر میں رکھ کے کہوں گا کیونکہ مجھ کو حق ہے کہ میں اپنے ملک کے ظلم کو ظلم کہہ سکتا ہے کہتا رہا ہوں اور کہتا رہا ہوں اور یہی کہنے کے لئے ہم لوگ بغداد چھوڑ کر ہندوستان گئے ہیں۔ ہندوستان کی روٹی کھانے کے لئے نہیں بلکہ اس ملک کو جہنم سے بچانے کی کوشش کے لئے گئے ہیں۔ بچیں نہ بچیں ان کی مرضی۔ کیونکہ میرا کام نہ تو جنت کی سیٹیں بک کرنا ہے اور نہ ہی جہنم کی سیٹیں کینسل کرنا ہے میرا کام صرف بیان کر دینا ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

ہم تو یہ جانتے ہیں اللہ اعلم الغیب ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کون جنت میں جائے گا وہ بہتر جانتا ہے کہ کون جہنم جائیگا

پھر کہا ہے اب لینا ہو تو لو۔ کبھی بے ایمانی نہیں کی۔ مجھکو نبی نہیں مانتے مجھکو رسول نہیں مانتے۔

تو اے ظالمو! اے مکّے کے ظالمو! اے بت پرستی اور مشرکانہ ذہنیت کی گود میں پلے ہوئے لوگو: تم مجھکو نبی نہیں مانتے مجھکو رسول نہیں مانتے۔ تم میری دشمنی میں اتنے پاگل ہو گئے ہو۔ مت مانو مجھے نبی، مت مانو مجھے رسول، میں تمہارے ماننے کا محتاج نہیں ہوں۔

اے ابوجہل اگر تو نہیں مانے گا تو ترا بیٹا عکرمہ مانے گا۔ میں تیرے ماننے کا محتاج نہیں ہوں۔ تو نبی مانے گا تب میں نبی ہو جاؤں گا تو رسول مانے گا تب میں رسول ہو جاؤں گا۔ نہیں میں نبی ہوں، میں رسول ہوں، تو مانے یا نہ مانے مگر اے کافرو اگر مجھکو نبی نہیں مانتے، مجھکو رسول نہیں مانتے تو کم سے کم مکے میں اپنی طرح بشر تو مانو اپنی طرح آدمی تو سمجھو، اپنی طرح انسان تو سمجھو!

ہمیں برابری کا حق دو

جیسے ہندوستان میں آج مسلمان مظلومیت کے عالم میں کبھی کبھی کہتا ہے۔ اے ہندوستان کی جابرانہ حکومت کان کھول کر سن لو کر تو نے اگر ہم کو مسلمان نہیں مانا تو مت مانو، ہمارا اسلام نہیں مانا تو مت مانو، ہماری سنیت نہیں مانی تو مت مانو، اسلام کے نام پر ہم تم سے چندہ نہیں چاہتے مگر ظالمو ہمیں مسلمان کی حیثیت سے کوئی رعایت نہیں دے سکتے تو کم سے کم اپنی طرح ہندوستانی تو سمجھو، اپنی طرح انڈین تو سمجھو، اپنے برابر کا حق تو دو، برابر کے شہری کا حق تو دو، ہم ۲ کا شہری کیوں بناتے ہو۔ ایسا کسی اور ملک میں بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں کے لوگ بھی حکومت سے کہتے ہوں کہ اپنی طرح ہمیں بھی سمجھو، اپنے برابر کا شہری ہمیں بھی سمجھو، ہمارے اوپر ۲۔ ہم ۲ کی ظلم کیوں ہو رہا ہے؟

کفّار کے تابوت میں آخری کیل

ہر ظالم سماج میں مظلوم یہی کہا کرتا ہے کہ اپنی طرح آدمی تو سمجھو اس لئے کہ ابوجہل تو نے اگر مجھے اپنی طرح آدمی سمجھا ہوتا، اپنی طرح انسان سمجھا ہوتا تو میری راہوں میں کانٹے نہ بچھاتے میرے اوپر کوڑا کرکٹ نہ ڈالتے، میرے ساتھ جانوروں جیسا سلوک نہ کرتے، میرے ساتھ درندوں جیسا سلوک کیوں ہو رہا ہے، مجھ کو ذبح خانے میں لے جانے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے۔ میرے لئے قتل کا پروگرام کیوں بن رہے

کافروں کا ظلم بیان کر دیا

اگر مجھے اپنی طرح سمجھا ہوتا تو کیا ابولہب نے ابوجہل کی راہ میں کانٹا ڈالا، کیا ابولہب نے ابوجہل کے اوپر کوڑا کرکٹ ڈالا۔ مجھ پر پتھروں کی بارش کیوں ہو رہی ہے میں جہاں جہاں جاتا ہوں مجھے گالیاں کیوں۔ میرے سر کے اوپر کچرا کیوں پھینکا جاتا ہے، میری راہوں میں کانٹا کیوں بچھایا جاتا ہے، میرے اوپر ظلم کیوں کیا جاتا ہے۔ ارے نبی نہیں مانا مت مانو، رسول نہیں مانا نہ مانو مگر اپنی طرح سے انسان تو سمجھو، اپنی طرح بشر تو سمجھو، اپنی طرح آدمی تو سمجھو۔

میرے رسول نے یہ اعلان کر کے ابوجہل کی غنڈہ گردی کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی اور ظالم سماج کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اے لوگو! میں مکے کی جس دھرتی پر جی رہا ہوں، یہ مجھے نبی کیا مانیں گے، یہ مجھے رسول کیا مانیں گے۔ یہ مجھے آدمی ماننے کو تیار نہیں، یہ بشر ماننے کو تیار نہیں، یہ انسان ماننے کو تیار نہیں، یہ مجھے انسان بھی نہیں سمجھتے تو میرے رسول نے کافروں کے ظلم کو بیان کرنے کے لئے اپنی بشریت کا اعلان کیا اپنی آدمیت کا حق مانگا ہے۔ اگر تم کو بت پوجنے کی آزادی ہے تو ہمیں بھی وحدہٗ لاشریک پوجنے کی آزادی دو۔ اگر کعبے میں پتھر جا سکتے ہیں تو مجھ جیسے

بشر کو بھی جانے دو۔

جو رسُول نے صحابہ سے کہا ہم نے لے لیا

مجھے بھی جانے دو میرا حق بھی مجھے ملنا چاہیئے۔ تو پیغمبر نے اپنا حق لینے کے لئے فرمایا: اَنَا البَشَرٌ مِثلُکُمْ

اللھم صلّی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

یہ افریقہ کی بدقسمتی ہے کہ جو بات رسول نے کافروں سے کہی ہے یہ کلمہ پڑھنے والے اسے اپنے لئے سمجھ رہے ہیں کہ ان سے کہا ہے۔ مگر یہ ہماری خوش نصیبی ہے جو بات رسول نے صحابہ سے کہی ہے اسے ہم نے لے لیا۔ یہ جماعت کی بدنصیبی ہے کہ جو کافروں سے رسول نے کہا وہ اس نے لے لیا۔ جس کی فطرت جیسی تھی اس نے ویسا لے لیا

اللھم صلّی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

(وما علینا الا البلاغ)　　　　ختم شد۔

سِرَاجاً مُنِیراً

برسوں سے تقریر کر رہا ہوں لیکن مڈڈے میں تقریر کرنے کا تجربہ میرے پاس نہیں ہے۔ عموماً ظہر کے بعد یا رات میں۔ چوبیس گھنٹے میں پانچ تقریر کیا ہے لیکن ظہر کے بعد شروع اور فجر تک۔ لیکن آج ہمارے عزیز بھائی ابراہیم صاحب نے طے کیا ہے کہ ہم آپ کو دس بجے سے پہلے اٹھائیں گے۔ میری عادت ہے رات بھر جاگنے کی فجر بعد سونے کی۔ دو ہی وقت ہیں سونے کے من میں لمبا ٹائم ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے، فجر تک لمبا ٹائم یا فجر کی نماز پڑھ کر سو جائے، ظہر تک لمبا ٹائم اس لمبے ٹائم کے بیچ میں جلسہ آگیا۔ مارے ڈر کے میں سویا ہی نہیں کہ دس بجے اٹھائیں گے، طبیعت بوجھل رہے گی اور یہیں یہ چھٹی نہیں ہے کہ تقریر کے بعد تھوڑا سو لیجئے گا ائرپورٹ جانا ہے۔ اور پھر وہ مجھے کہاں لے جائیں گے آپ (پٹوریا) اور پھر وہاں بھی رات کو تقریر کرنا ہے۔ رات آجائے گی۔ عادت کے مطابق پھر نہیں سوئیں گے تو شاید کل دن میں کچھ سونا نصیب ہو جائے، تو خیر کل کا سونا نصیب کے لئے اور آج کا نہ سونا حبیب کے لئے۔ میں نے اک ایسی آیت کریمہ کی تلاوت سے اپنے آپ کو مشرّف کیا ہے جسے مختصر طریقے سے میں نے عنوان بنا لیا

سِرَاجاً مُنیراً ۔ اور روشن سورج، روشن چراغ

حالانکہ پوری آیت کریمہ اسطرح سے ہے۔ پہلے پوری آیت سمجھ لیجئے پھر سراجاً منیراً پہ مجھے جو کہنا ہے وہ کہوں گا لیکن سب سے پہلے آپ یہ سمجھئے کہ پوری آیت کریمہ یوں ہے:

"یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیرًا وَّ دَاعِیاً
اِلَی اللّٰهِ بِاِذنِهٖ وَ سِرَاجاً مُّنِیراً ط

اے نبی ہم نے تمہیں شاہد بنا کر بھیجا ہے، مبشّر بنا کر بھیجا ہے، نذیر بنا کر بھیجا ہے

داعیاً الا اللہ بنا کر بھیجا ہے اور سراجِ منیر کر کے بھیجا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہو، اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے تمہیں چشم دید گواہ بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے، اللہ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا ہے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے، روشن سورج بنا کر بھیجا ہے۔ یہ تو ہو گیا ترجمہ۔

اللہ کہہ رہا ہے

اب اس کا مفہوم یعنی ذرا سوچنے کی بات ہے، کون کہہ رہا ہے؟ اللہ کس سے کہہ رہا ہے۔ نبیؐ سے، کیسے پکارا، نبی کو۔ یا ایُّھا النّبی اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ "یا اَیُّھا النّبیُّ" کون پکار رہا ہے، اللہ، اچھا اللہ پکار رہا ہے کہ نہیں۔ پکارنے کے عربی میں پانچ حروف ہیں، اور دو بہت مشہور ہیں: اَیُّھا اور یا۔ ہمارے ہاں پکارنے کے لئے "اے" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اے ہاشمی، اے مولانا، اے قاری صاحب۔ "اے" کے علاوہ کوئی نہیں لیکن عربی میں ایّھا بھی پکارنے کے لئے ہے اور "یا" بھی پکارنے کے لئے جیسے: یا رسول اللہ، یا علی۔ یا ابا بکر۔ یا عمر۔ یا غوثِ اعظم۔ یا عبدالرحیم۔ یا عبداللہ۔ یا سے بھی پکارے ہیں اور ایّھا سے بھی۔ ایّھا سے پکارنے کی میں مثال ایسی دوں کہ سب کے دماغ میں سما جائے۔

التحیات .... میں اَیُّھا النّبیُّ، ایّھا سے پکارا ہے۔ لیکن جس آیت کو میں نے پڑھا ہے اس میں ایّھا بھی ہے اور یا بھی۔ یا ایّھا النّبی میں یا بھی ہے اور ایّھا بھی۔ اللہ نے دو دو حرف سے پکارا ہے۔ میں بڑے چکر میں پڑ گیا، اللہ تو پکار رہا ہے اور مُلّا شرک بتا رہا ہے (درود شریف)

آپ نے ایسا پلیٹیجن دیکھا ہی نہ ہوگا جو اللہ پر فتویٰ لگائے۔ ایسا مذہب دنیا میں نہیں۔

پکارنا جائز ہے

بدھ مذہب کو پڑھ جاؤ، ہندی کو پڑھ جاؤ، عیسائیت کو پڑھ جاؤ، یہودیت کو پڑھ جاؤ، اسلام کو پڑھ جاؤ، جنرل ازم کو پڑھ جاؤ۔ جتنے بھی غیر مذہبی ازم ہیں، سارے ازم پڑھ جاؤ مگر تمہیں کوئی غلام ایسا نہیں ملے گا جو اپنے مالک پہ فتویٰ، جو اپنے لارڈ پر فتویٰ دے جو اپنے گاڈ پر فتویٰ دے۔ یہ اللہ کو خلاف فتویٰ دیں، ان کا کہنا ہے کہ یا نبی کو پکارنا شرک نبی کو پکارنا غلط۔ اب یہ کہتے ہیں کہ نبی کو مت پکارو، ملّا کہتا ہے کہ نبی کو مت پکارو اور اللہ کہتا ہے کہ میں تو پکاروں گا۔ یا کہہ کر پکاروں گا، ایہا کہہ کر پکاروں گا۔ یا ایہا النبی کہہ کر پکاروں گا۔ یا ایہا الرسول کہہ کر پکاروں گا۔ یا ایہا المزمّل کہہ کر پکاروں گا یا ایہا المدثر کہہ کر پکاروں گا۔ میرے رب نے قرآن میں کئی جگہ پکارا ہے۔ کہیں یا ایہا النبی کہہ کر پکارا ہے۔ کہیں یا ایہا الرسول کہہ کر پکارا کہیں یا ایہا المدثر کہہ کر پکارا کہیں یا ایہا المزمل کہہ کر پکارا، کہیں یٰسین کہہ کر پکارا اللہ معبود ہو کر پکار رہا ہے اور یہ بندہ ہو کر نہ پکار سکے تو یہ بندہ نہیں کفر کا پھندہ ہے۔

درود شریف ...... نعرہ ......

اللہ سے لڑو

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ نبی کو نہ پکاریں تو ترکیب میں بتاتا ہوں۔ واقعی پکارنا بند ہو جائے گا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ نبی کو نہ پکاریں تو ایک کام کرو۔ ہمارے میلاد کے پیچھے مت پڑو۔ ہماری درگاہوں کے پیچھے مت پڑو، ہمارے آستانوں کے پیچھے مت پڑو، اولیاء اللہ کے پیچھے مت پڑو، ہماری جماعت کے پیچھے مت پڑو، اہلسنت وجماعت کے پیچھے مت پڑو، نہ کسی عالم کے پیچھے پڑو نہ ہماری آواز کے پیچھے پڑو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ نبی کا پکارنا بند ہو جائے، نبی کو ندا کرنا بند ہو جائے، نبی کو یا کہنا بند ہو جائے لوگ یا کہہ کر نہ پکاریں تو ایک کام کرو جس نے سب سے پہلے پکارا ہے اس سے لڑ جاؤ! جس نے سب سے پہلے پکارا ہے اسی سے لڑ جاؤ، ہم تو بہت بعد میں پکارے

میں اللہ نے پہلے پکارا ہے۔ جاؤ خدا سے لڑ جاؤ جو رزلٹ نکلے گا مان لیں گے۔ تو یہ سن کر جماعت والے بھاگے کہ ہم خدا سے اب کیا لڑیں۔ ہمارا گرو آدم کے معاملے میں لڑ چکا ہے اور آج تک کامیاب نہیں ہوا۔ جب وہ استاد نہیں جیتے تو یہ چیلے کیا جیتیں گے۔ (درود شریف)

اللہ دے کر پکارتا

تو جب اللہ نے پکارا۔ اب دیکھ اللہ، رسول سے بڑا ہے کہ نہیں اور یہ لوگ رسول سے چھوٹے ہیں یا نہیں۔ اللہ رسول سے بڑا ہے اور مُلّا رسول سے چھوٹا ہے۔ اس ملا کی گردن کو کبھی پکڑو اللہ بڑا ہو کر پکارے یہ چھوٹے ہو کر نہ پکاریں۔ اور ایک بات اور سوچنے کی ہے۔ میرے دوستو! رسول کے پاس جو کچھ ہے وہ کس نے دیا۔ اللہ نے۔ اللہ نے دیا نا اور رسول نے ہم سے تو کچھ لیا نہیں، مولوی سے تو کچھ لیا نہیں، جماعت سے تو کچھ لیا نہیں جماعت ہی نے کسی سے کچھ لیا ہے۔ رسول نے جماعت سے کچھ نہیں لیا۔ نہ اُن سے لیا نہ اِن سے، نہ مجھ سے نہ تم سے۔ رسول نے جو کچھ لیا وہ اللہ سے لیا۔ رسول کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کی عطا ہے نہ مانو تو خطا ہے۔ بدتمیزی کرو تو جہنم تیا ہے۔ اس لئے کہ یہ بات سمجھنے کی ہے دوستو! اللہ دے رہا رسول لے رہیں۔ رسالت اللہ نے دی، نبوت اللہ نے دی۔ امامت اللہ نے دی، سیادت اللہ نے دی، سرداری اللہ نے دی، بزرگی اللہ نے دی۔ بلند پائیگی اللہ نے دی، برگزیدگی اللہ نے دی۔ آپ ذرا غور کرتے جائیے۔ اللہ دے رہا ہے رسول لے رہے ہیں۔

قرآن اللہ نے دیا رسول کو، نماز اللہ نے دی رسول کو۔ شریعت اللہ نے دی رسول کو طریقت اللہ نے دی رسول کو، معرفت اللہ نے دی رسول کو، حقیقت اللہ نے دی رسول کو۔ اسلام اللہ نے دیا رسول کو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اللہ نے دیئے رسول کو اور ہم نے قرآن لیا رسول سے، نماز لی رسول سے، روزہ لیا رسول سے، حج لیا رسول سے، زکوٰۃ لی رسول سے، اسلام لیا رسول سے، شریعت لی رسول سے۔ حقیقت لی رسول سے، معرفت

لی رسول سے، طریقت لی رسول سے۔ ہم لے رہے ہیں رسول دے رہے ہیں۔ اب ذرا غور کرکے پکارو۔ اللہ دے کر پکارے اور یہ لے کر بھی نہیں پکارتے۔ دینے والے رسول اللہ لینے والا مُلّا۔ تو اے مولوی اب ذرا اللہ کو دیکھ رسول سے لیا کچھ نہیں۔ اللہ نے دے دے کر پکارا ہے۔ بڑا ہے مگر پکار رہا ہے۔ کبریا ہے مگر پکار رہا ہے۔ رب العالمین ہے مگر پکار رہا ہے۔ کیوں ؟ اس لئے کہ جو پکار رہا ہے وہ رب العالمین ہے اور جسے پکارا جارہا ہے وہ رحمت اللعالمین ہے۔ اللہ پکارے اور مُلّا نہ پکارے تو اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہے اللہ کی مانو تو ادھر آؤ، مُلّا کی مانو تو ادھر جاؤ۔ اب اگر تم نے مُلا کی مانی تو اللہ کے گھر میں جاؤں گا مُلّا کے گھر تم جانا۔

(درود شریف) اب سنو! ما اللہ نے نبی کو پکارا۔ مسجد کیا ہے، اللہ کا گھر ہے مستجد کیا ہے، اللہ کا گھر ہے۔ اب وہی مسجد اللہ کا گھر ہے جہاں اللہ کی بات ہو اور اللہ نے پکارا ہے نبی کو" لہٰذا اس میں بھی پکارا جائے مسجد میں لکھا جائے" تاکہ معلوم ہو یہ اللہ کا گھر ہے اس لئے یہاں نبی کو پکارا گیا۔ اس لئے جو لوگ اللہ کی بات نہیں مانتے وہ اللہ کے گھر میں کیوں آتے ہیں۔ اور اگر کبھی آجائیں تو نکالنے کا اختیار ہمارا باقی ہے اس لئے کہ اللہ نے پکارا نبی کو، جو کچھ کہا نبی سے کہا۔ کس سے کہا نبی سے کہا اور کس کے بارے میں کہا نبی کے بارے میں۔

یا ایُّھا النّبی انا اَرسلنٰکَ . . . . سراجاً مُنیراً

اللہ رسول کا تعارف کرواتا ہے

اے نبی ہم نے تمہیں شاہد بنایا۔ مُبشراً، نذیراً، شاہد کے معنی خوشخبری سنانے والا۔ نذیرا، اللہ سے ڈرانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا، چمکتا سورج بنایا، یہ قول کس کے بارے میں ہے، رسول کے بارے میں۔ کون کہہ رہا ہے ؟ اللہ کہہ رہا ہے، کس کے بارے میں کہہ رہا ہے ؟ رسول کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ اب یہیں پر میرا سوال سنو! خدا کہہ رہا ہے رسول سے اور رسول ہی کے بارے میں، رسول کا تعارف

رسول سے، رسول کا انٹروڈکشن رسول سے، رسول کے بارے میں (MENSHON) رسول ہے۔ اب اگر کوئی مجمع میں کھڑا ہوکر کہے ہاشمی میاں آپ کا نام سید محمد ہاشمی ہے۔ آپ سید محمد محدث اعظم ہند کے بیٹے ہیں، غوث اعظم کے خاندان کے ہیں۔ مخدوم اشرف کی غلامی میں رہ کر کچھو شریف میں آپ پیدا ہوئے اور وہاں سے جونپور چلے گئے تعلیم حاصل کرنے کے لئے۔ پھر بنارس چلے گئے۔ اس کے بعد آپ ٹانڈہ گئے اور ٹانڈہ سے آپ مراد آباد پہنچے، مراد آباد سے آپ مبارک پور پہنچے، مبارک پور سے جامعہ عربیہ سلطان پور، وہاں سے آپ فارغ ہوئے۔ آپ نے عربی پڑھی ہے، آپ نے فارسی پڑھی ہے، آپ نے سنسکرت پڑھی ہے، آپ نے ہندی پڑھی ہے، آپ نے تھوڑی انگلش بھی جان لی ہے، آپ نے تھوڑی سی اردو بھی جان لی ہے، آپ نے تھوڑی سی گجراتی بھی جان لی ہے۔ آپ تھوڑی سی مراٹھی بھی سیکھ رہے ہیں، تھوڑے سے بنگلہ میں بھی گھس رہے ہیں۔

اسطرح سے اگر کوئی بات کرنے لگے تو جواب ملے گا، بیٹھ جاؤ۔ میرا انٹروڈکشن مجھی سے، میرا تعارف مجھی سے۔ کیوں ٹائم برباد کرتا ہے۔ میرا تعارف مجھ سے نادان! تعارف کروانا ہے تو میرا تعارف اس سے کروا جو مجھ سے ناواقف ہو۔ واقف سے تعارف کیسا؛ ٹائم ضائع کرنا ہے۔ کیا میں اپنے آپ کو نہیں جانتا جو آپ کے بتانے سے جانوں گا؛ اور وہ ہندوستان کے باہر باپ کا پتہ لگے گا۔ مجھے اپنے گھر ہی میں معلوم ہے میرا باپ کون ہے، میری ماں کون ہے، میرا گھرانہ کون ہے، میں کہاں پیدا ہوا۔ لہٰذا میرا تعارف کروانا ہے تو اس سے کراؤ جو نہیں جانتے۔

کفار سے کیوں نہیں کہا

اے اللہ! نبی کی بات کرنی تھی تو نبی سے کیوں کی، ابوجہل سے کیوں نہیں کی، ابولہب سے کیوں نہیں کی؛ عتبہ و شیبہ سے کیوں نہیں کہا؛ کفارِ قریش سے کیوں نہیں کہا؛ منکرین سے کیوں نہیں کہا؛ نبی کے دشمنوں سے کیوں نہیں کہا۔ نبی کو نہ جاننے

والوں سے کیوں نہیں کہا۔ الٰہ العالمین! اگر کہنا تھا تو لوگوں سے کہنا تھا، اے لوگو! میرا رسول ایسا ہے، میرا رسول ایسا ہے۔ وہ شاہد بھی ہے، مبشر بھی ہے، وہ نذیر بھی ہے، وہ داعیاً الی اللہ بھی ہے، وہ سراجِ منیر بھی ہے۔ یہ بات اے اللہ اس سے کہنی تھی جو رسول کو نہیں جانتے، رسول کی بات رسول سے۔ اچھا تم یہ جانتے ہو کہ تم کیا ہو، تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ میں کون ہوں کیا ہوں تو رسول بھی اپنے بارے میں جانتے ہوں گے۔

رسول گواہ کیوں ہیں؟

اگر رسول کو اپنے بارے میں نہیں معلوم تھا تو وہ گواہی کس بات کی دے رہے تھے۔ اگر انہیں اپنے مبشر ہونے کی خبر نہ ہوتی، وہ جنت کی خوشخبری کیسے سنا رہے تھے؟ اگر انہیں اپنے نذیر ہونے کی خبر نہ ہوتی تو وہ اللہ ڈرا کیوں رہے تھے۔ اگر انہیں معلوم نہ ہوتا کہ میں داعیاً الی اللہ ہوں تو وہ اللہ کی طرف دعوت کیوں دے رہے تھے مگر انہیں نہ معلوم ہوتا کہ میں چمکنے کے لئے آیا ہوں تو پھر وہ چمک کیوں رہے تھے؟

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

یاایہا الناس ہیں یاایہا النبی

اور جب مجھ جیسا معمولی آدمی اپنے بارے میں جانتا ہے اپنی صفتوں کو جانتا ہے، اپنی ڈگری کو جانتا ہے تو رسول بھی پرفیکٹلی جانتے تھے کہ ان کی ڈگری کیا ہے۔ پھر ڈگری ہولڈر سے کہنا کہ تیری یہ ڈگری ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ یہ کہنا چاہیے تھا "یا ایہا الناس" کیا کہنا چاہیے تھا یا ایہا الناس، اے لوگو! میرا رسول ایسا ہے۔ یا ایہا النبی کیوں۔ یہ بات نبی سے کیوں کہی یہ بات لوگوں سے کیوں نہیں کہی، لوگوں سے کیوں نہیں کہا۔ اس لئے کہ لوگوں کی ایک فطرت ہے۔ انسانوں کے کسی گروہ، انسانوں کے ایک ہجوم سے، انسانوں کی ایک جماعت

سے کوئی بات کی جائے تو نہ تو سب مانیں گے نہ سب انکار کریں گے۔ بلکہ کچھ ماننے والے ہو جائیں گے اور کچھ نہ ماننے والے۔ ایک بھیڑ سے کوئی بات کہو تو کوئی ماننے والے ہوں گے اور کوئی نہ ماننے والے۔ ہندوستان میں انتخابات کا وقت ہو رہا ہے۔ ایک امیدوار آئے گا۔ کہے گا کہ میں ایسا ہوں، میں ایسا ہوں۔ دوسرا آئے گا وہ کہے گا، وہ ایسا ہے وہ ویسا ہے، نہ جانے کیسا ہے۔ شاید پیسہ ہے، ہے تو پیسہ کسے نہیں چاہیے۔ ہم سُنیوں کو بھی پیسہ چاہیئے، دارالعلوم علیمیہ کو بھی پیسہ چاہیئے، دارالعلوم بریلی کو بھی پیسہ چاہیئے۔ اہلسنت وجماعت کو بھی پیسہ چاہیئے لیکن ہم لوگوں نے قانون بنالیا ہے کہ پیسہ ہو لیکن رسول کے کہے جیسا ہو۔ اور جماعت کا اصول دوسرا ہے۔ پیسہ ہو چاہے جیسا ہو۔ اللہ ہو سید کا ہو، گورا ہو کالا ہو، چاہے جیسا ہو، یہود کا ہو ہنود کا ہو، چاہے جیسا ہو، کالا ہو ناجائز ہو، چاہے جیسا ہو۔

اب تقریر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے اندر اب پورے مجمع سے خطاب ہے درخواست ہے کہ مجھے ووٹ دو، تو آپ دیکھیں گے کہ اس گروہ میں کچھ ماننے والے ہو جائیں گے اور کچھ نہ ماننے والے ہو جائیں گے۔ کچھ کہیں گے واقعی ملک کا بڑا نقصان ہو رہا ہے ملک بہت تباہی کی طرف جا رہا ہے اس ووٹ پر نہ جائیے۔ ایک بولے گا خاموش رہو یار پیسہ لے کر بول رہا ہے۔ یہ کرپٹ بات کر رہا ہے۔ ارے یار میں جانتا ہوں یہ تو لُچا آدمی ہے، اس کی بات پر دھیان مت دو۔ دیکھا مجمع دو حصوں میں بٹ گیا۔ کچھ ماننے والے ہو گئے اور کچھ نہ ماننے والے۔ کبھی شاپنگ سنٹر کے باہر لوگوں سے کوئی بات کہو نہ سب ماننے والے ہوں گے، نہ سب انکار کرنے والے۔ کسی وقت جمعہ پہ تقریر کر کے دیکھ لو نہ سب ماننے والے ہوں گے نہ سب نہ ماننے والے۔ اس میں ایک عدد نکل جائے گا۔ نہ ماننے والا یا ایک عدد نکل جائے گا ماننے والا۔ کبھی کلی طور پر نہیں ہوگا اور نہ ہی کبھی مکمل طور پر ہاں ہوگا۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ میں ایک ایسی مثال دے دوں کہ ہمالیہ پہاڑ ہل جائے مگر مثال کو کوئی ہلا نہیں سکتا۔ مثال بے مثال ہے۔

مانے والا صحابی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: یَا اَیُّھَا النَّاس قوموا لاالہ الااللہ تفلحوا: اے لوگو! لاالہ فلاح پاؤ گے۔ تو رسول نے لوگوں سے کیا کہہ دیا، قول

صحابہ کا عقیدہ

لوگوں سے کہنے کا رزلٹ کیا نکلا۔ جب رسول نے لوگوں سے کہا تو کچھ ماننے والے ہو گئے اور کچھ نہ ماننے والے۔

ماننے والوں کو صحابہ کرام کے نام سے یاد کیا گیا اور نہ ماننے والوں کو کفارِ قریش، مشرکینِ عرب ابوجہل اور ابولہب وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا اور ماننے والوں کو ابوبکر، عمر، عثمان و علی کے ناموں سے یاد کیا گیا۔ انہیں صحابہ کہا گیا انہیں کافر۔ میرے رسول نے بات تو بڑی سچی کہی تھی مگر سچی بات ہر جگہ مانی کب جاتی ہے جیسے ہم لوگ بھی تو سچی بات کہتے ہیں، وہ کہاں مانتے ہیں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں کہ سچی بات کا انکار کیا جائے۔ ارے جب رسول کے منہ سے نکلی بات نہیں مانی تو غلامانِ رسول کے منہ سے نکلی بات کب مانیں گے۔ ان کا بھی کنکشن پرانا ہے، ہمارا بھی کنکشن پرانا ہے

اللّٰھُمَّ صلی علیٰ

اللہ جانتا ہے

میرے رسول نے لوگوں سے کہا "یاایتھا الناس، لا الٰہ کہو تو لاالہ کہنے والے بھی ہو گئے اور نہ کہنے والے بھی۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ لوگوں سے جب کہو گے تو اس میں سے کچھ قائل ہوں گے کچھ منکر، کچھ ماننے والے کچھ نہ ماننے والے اللّٰہُ اَعْلَمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃ اللہ ماضی بھی جانتا ہے، حال بھی جانتا ہے مستقبل بھی جانتا ہے۔ اسے انسان کی فطرت معلوم ہے۔ اے حبیب میں تمہاری شان بیان کرنا چاہتا ہوں، پوزیشن بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اے رسول میں تمہاری شان بیان کرنا چاہتا ہوں، تو لوگوں کی فطرت مجبور کرے گی اس میں کچھ ماننے والے ہو جائیں گے، اور کچھ نہ ماننے والے اور میرے حبیب میں تمہاری فضیلت کے انکار کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس اے نبی: میں

تمہی سے کہوں گا تاکہ نہ اِدھر سے انکار ہو نہ اُدھر سے انکار ہو۔ نعرۂ تکبیر

اے حبیب میں نے تجھے بنایا میں جانتا ہوں تم شاہد ہو، مبشر ہو، نذیر ہو اور تم بن کر آئے ہو تمہیں معلوم ہے تم شاہد ہو، مبشر ہو، نذیر ہو۔

میں بنانے والا تم بننے والے۔
میں سنوارنے والا تم سنورنے والے
میں نکھارنے والا تم نکھرنے والے
میں ڈیکوریٹ کرنے والا تم ڈیکوریٹ ہونے والے
میں حسن دینے والا تم حسن لینے والے
میں دے رہا ہوں تم لے رہے ہو، میں دینے میں سخی تم لینے میں سخی
نہ میرا دینے میں دامن تنگ ہے، نہ تمہارا لینے میں دامن تنگ ہے۔

اللہ دیتا ہے رسول لیتے ہیں

اللہ بے حساب دے رہا ہے، رسول بے حساب لے رہے ہیں، اللہ بے حساب دے رہا ہے، رسول بے حساب لے رہے ہیں۔ یہ بدنصیب چوپڑی رکھے حساب لے رہا ہے، بے حساب کا حساب لے رہا ہے۔ اب ذرا سوچو یہ بندہ جب اللہ کا حساب لیتا ہے، تب تو ہنستا ہے اور جب اللہ اُن کا حساب لے گا تب پھنستا ہے

اللّٰھمّ صلی علیٰ

وَسراجاً منیرا

اور ہم نے تم کو چمکتا سورج بنایا۔

میرے دوستو! ایک لفظ ہے عربی کا "سراج" سراج کے دو معنی ہیں۔ سراج کے معنی چراغ (لیمپ) اور سراج کا دوسرا معنی سورج ہے آفتاب ہے۔ اب اگر کسی کا نام سراج الدین ہوگا تو اس کا ترجمہ دو طرح ہوگا، چراغ الدین، سیکنڈ آفتاب الدین۔

سراجاً منیرا کہا اور سراج کے معنی چراغ بھی ہے اور سورج بھی۔ اسی لئے رسول کو

شمساً منیرا نہیں کہا گیا کیونکہ شمس کے معنی صرف سورج کے ہیں۔ دوسرا کوئی معنیٰ نہیں۔ اگر شمساً منیرا کہا جاتا تو رسول صرف سورج ہوتے اسی لئے رسول کو مصباح منیرا بھی نہیں کہا کیونکہ مصباح کے معنی صرف لیمپ یعنی چراغ ہیں۔ لیمپ چراغ تو رات ہی میں جلتاہے تو دن کا رسول کون ہوتا اور اگر سورج کہا جاتا تو سورج دن میں ہوتاہے، رات کا رسول کون ہوتا۔ اس لئے سراج کہہ دیا تاکہ تم ہی چراغ سمجھے جاؤ، تم ہی سورج سمجھے جاؤ۔ رات کے چراغ تم ہو، دن کے سورج تم ہو" وسراجاً منیراً ۔ " اے رسول! ہم نے آپ کو روشن چراغ بنایا۔"

تین جلتے ہیں

کبھی آپ نے غور کیا جب چراغ جلتاہے تو تین جلتے ہیں۔ ایک لیمپ چراغ جلتاہے دوسرے پروانے جلنے میں چاہنے والے جلتے ہیں، تیسرے ایک جماعت ہے جو ان کے تعلق کو دیکھ دیکھ کر جلتی ہے، لوکونٹیکٹ دیکھ کر۔

وسراجاً منیراً " اے رسول میں نے تمہیں روشن چراغ بنایا، کیا مطلب جب تم جلوگے، تمہارے عاشق تم پر جلیں گے تو ایک جماعت دیکھ دیکھ جلے گی ۔

اللّٰھم صلّ علیٰ

اب اگر آپ کو اطمینان ہو تو گھر رہیں گے اور دل جل رہا ہو تو دوڑیں گے۔ یہ دوڑ بتا رہی ہے کہ دل لگ نہیں رہا۔ جس کا اپنی بیوی میں دل نہ لگے، جس کا اپنے بچوں میں دل نہ لگے جس کا اپنے دھندے میں دل نہ لگے۔ باہر کیوں لگ رہا ہے۔ اندر سے جل تو نہیں رہا ہے، جب چراغ جلتاہے تو وہ بھی جلتے ہیں (اللّٰھم صلّ علیٰ)

پروانوں کی قسمیں

پروانوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ پروانے چراغ پر کود کود کر آتے ہیں۔ یہ بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک موم بتی جلاؤ لیکن جب برسات کا سیزن آئے گا تو کر کے دیکھ لیجیے گا۔ ایک ہماری طرف (انڈیا میں کالا کالا سا ہوتا ہے، چھوٹا سا پر ہوتا ہے۔ اڑنے کے لیے نہیں جمپ کے لئے، وہ کود کود کر جلتاہے

پھر جھپ لیتا ہے، پھر رینگنے لگتا ہے۔ جب لیمپ کے پاس پہنچتا ہے تو کنارے کنارے رینگنے لگتا ہے۔ وہ صبح تک زندہ رہتا ہے۔ صبح کو جب تم دیکھو گے تو چراغ ہے اور وہ بھی زندہ ہے ۔ اشارے کی زبان بولوں گا اسے سمجھنا تمہارا کام ہے لیکن ایک پروانہ وہ ہے جو کود کود کر زمین پر رینگتا ہے۔ شمع کے کنارے، چراغ کا طواف کرتا رہتا ہے، چکر لگاتا رہتا۔ وہ صبح تک زندہ رہتا ہے لیکن دوسرا پروانہ جسے اپنی پرواز پر، اپنی اڑان پر، اپنی عبادت پر اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے اور اڑنے پر گھمنڈ ہے، شمع کے منہ لگتا ہے اور جاکر اس کی لَو کو چھوتا ہے۔ جو شمع کے چراغ کے منہ لگتا ہے جلا دیا جاتا ہے۔ تو جو منہ لگیں گے وہ جلا دیئے جائیں گے اور جو تمہارے قدموں میں رہیں گے جو تمہارے چرنوں میں رہیں گے جو تمہارا طواف کریں گے، جو تمہارا چکر لگائیں گے انہیں زندگی ملے گی۔

دشمن جلادیئے جائیں گے

اے محبوب میں نے تمہیں روشن چراغ بنایا ہے جو اپنی عبادت پر، جماعت پر، لٹریچر پر اپنی تنظیم پر، اپنی عبادت پر، اپنے نصاب پر، اپنی نماز پر اپنے کلے پر، اپنی سجدوں پر، اپنے رکوع پر ذکر پر اپنی تسبیح پر، اپنے لوٹے پر اپنی جماعت پر اپنی چٹائی پر، سعودی ریال پر اور مرکزی عرب کے عیاشوں کے چندوں پر اور سعودی شہزادوں کی آوارگی کی چھتر چھایا کے نیچے اور ریاض کی شہزادیوں کے کیریکٹر لیس ماحول سے پیسے لے کر اے رسول تمہارے منہ لگیں گے، وہ جلا دیئے جائیں گے۔ اس لئے تم چراغ بنا کر بھیجے گئے ہو، تم شمع بنا کر بھیجے گئے ہو۔ جو مولوی مُلّا میرے حبیب! تمہارے منہ لگیں گے وہ جلا دیئے جائیں گے اور جو تمہارے قدموں میں رہے گا جو تمہارے چرنوں میں رہے گا جو تمہارا طواف کرے گا، جو تمہارا چکر لگائے گا اسے زندگی ملے گی، اسے صبح تک زندگی ملے گی زندگی مصطفٰے کے قدموں میں ہے۔

سنّی جھک گیا روشنی پاگیا

وَسراجاً منیرا : اے رسول ہم نے آپ کو روشن چراغ بناکے بھیجا ہے۔

روشن چراغ بناکر بھیجا ہے۔ ایک بات نوٹ کرلو، اپنے پاس ایک شمع جل رہی ہے اور دوسری بجھی ہوئی ہے۔ اس بجھی کو جلانے کی کیا ترکیب ہے؟ کیسے جلاؤ گے پہلے قریب لاؤ یہ دور ہے بجھا ہوا ہے اور جب قریب آجائے تو اسے کہا جھکو! سنّی جھک گیا روشنی پاگیا اور یہ اکڑے ہیں۔ اور میرے دوستو! جو اکڑ جاتا ہے وہ اکھڑ جاتا ہے۔ جو اکڑا وہ گیا تو قریب جاکر بھی روشنی نہیں ملے گی۔ میں صرف ایک مثال دے کر گذر جاؤں۔ آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتے جھک گئے اور بچ گئے شیطان اکڑ گیا اکھڑ گیا۔ استاد اکھڑ گیا اب بھی شاگردوں کو ہوش نہ آیا۔ ارے جب آدم کے سامنے استاد نہیں ٹھہرے تو رسول اعظم کے سامنے تم کیا ٹھہرو گے۔ جب آدم کے سامنے تو نہ ٹھہر سکا تو جانِ آدم، آقائے آدم، مولائے آدم، وجہ وجود آدم، سببِ تخلیقِ آدم، مصطفٰے نہ ہوتے تو آدم نہ ہوتے، محمّد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

استاد ایک نبی کی توہین کرکے نہیں بچے تو یہ رسول کی کر رہے ہیں۔ باختیار رسول، خاتم النبیین، رحمت اللعالمین، یہ سب قرآن کے الفاظ ہیں۔ کسی اور کو قرآن نے خاتم النبیین کہا؟ اور کسی اور نبی کو رحمت اللعٰلمین قرآن نے کہا؟ تو جب نبی کی توہین اللہ کو گوارا نہیں تو نبیوں کے سردار کی توہین — ؟

ایک محاورہ لَو اور لوّ LOVE

ایک اردو کا محاورہ بولوں گا خالص لکھنوی زبان کا مگر ایک ہی لفظ ہے پھر اس لفظ کو انگریزی میں (convert) بدل دوں گا تو آپ بھی سمجھ جائیں گے تو کیا ہوا اگر کوئی چراغ جل رہا ہے اور یہ بجھا ہوا لیمپ ہے تو اس کو پہلا کام یہ کرنا ہے کہ قریب آجائے اور دوسرا کام کرنا ہے کہ جھک جائے۔ میری بات سنو اور دل میں عو۔ صرف جھکنے سے بھی روشنی نہیں ملے گی۔ تم قریب جاؤ جھک جاؤ، لائٹ ل

کمی؛ نہیں۔ اب بھی روشنی نہیں ملے گی۔ روشنی کب ملے گی جب تم قریب جاؤ جھک جاؤ اور لو لگ جائے، لو لگ گئی لَوّ (LOVE) ہوگیا تو بغیر لَوّ (LOVE) کے لائیٹ نہیں یعنی اگر تم مدینے کا ویزا لے کر چلے گئے روشنی نہیں ملے گی۔ تم جالی چوم کر بھی چلے آؤ، روشنی نہیں ملے گی۔ وہاں کھڑے ہو کر اَلصَّلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ کہہ کر چلے آؤ تو ضروری نہیں کہ روشنی مل جائے۔ میرے دوست اگر لو ہے تو جاؤ، تو بھی روشنی اور یہیں رہ جاؤ تو بھی روشنی۔ میرا مصطفٰے تمہارے جسم کا محتاج نہیں۔ اس کی نظر نہ تیری صورت پر ہے، نہ تیرے رنگ پر ہے، نہ تیری نسل پر ہے۔ مصطفٰے کی نظر جغرافیہ پر نہیں ہے۔ مصطفٰے کی نظر تیرے چہرے کی بناوٹ پر نہیں، قلب کی کیفیت پر ہے، دل کی حالت پر ہے۔ ہندوستان کا گورا اگر باغی ہے تو ٹھکرا دیا جائے گا اور حبش کا کالا بلال عاشق ہے تو اس بلال کو کمال دے دیا جائے گا۔ جاہ و جلال دے دیا جائے گا کیونکہ رنگِ بلال کالا تو ہے مگر اعلیٰ تو ہے۔ رنگِ بلال کالا ہے مگر کالوں میں وہ اعلیٰ ہے کیونکہ نبی نے انہیں پالا ہے۔

اس لئے میرے دوستو! میرا مصطفٰے تمہارا دل دیکھتا ہے، تمہاری تسبیح نہیں۔ دل اور تسبیح ایک ہے تب بندہ نیک ہے اور اگر ظاہر کچھ اور ہو اور اندر کچھ اور تو یہ اُور قابل غور ہے کہہ گیا فی الغور۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ۔

وَسِرَاجاً مُنِیْرا۔ اے رسول ہم نے آپ کو روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ چراغ میں ایک خوبی اور ہے۔

بات نسبت سے بنتی ہے

اب ڈارولن میں کتنا چاہیئے۔ جہاں جسقدر ضرورت تھی دے دیا گیا۔ ٹوریا میں کتنا چاہیئے ٹوریا کو دے دیا گیا۔ کیپ ٹاؤن کو کتنا چاہیئے، واں یہ دے دیا گیا۔ بنتا ہے کہیں ایک سٹررہ بھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسا مقام ہے۔ ہوتا تو ضرور جان لیتا کیونکہ کوئی چیز استعمال کرتا ہوں تو ایڈریس پہلے جان لیتا ہوں کیونکہ ایڈریس صحیح ہے تو چیز بھی صحیح ہے۔ اگر ایڈریس غلط ہے تو چیز بھی غلط ہے تو وہ جگہ جہاں بنتی ہے کونسی ہے۔ اسکوم میں بنتی ہے تو اسکوم میں بنتی ہے۔ جہاں تم بنتی ہو وہیں رہو یہاں کیوں چلی آئی۔ اے بجلی تو یہاں کیوں چلی آئی۔ کرنٹ بول، تھاروت میں کیسے آگیا۔ بنے اسکوم میں اور دیکھے یہاں۔ تو بجلی والوں نے بتادیا کہ یہ معاملہ کنکشن سے ہوگیا۔ چیز ہے لاہور کی اور اثر یہاں ہے۔ روشنی لاہور کی اور اثر ہے فیصل آباد میں تو جواب دیا کنکشن سے۔

میں نے کہا غوث اعظم بغداد میں، خواجہ صاحب اجمیر میں، مخدوم صاحب کچھوچھے میں کیسے چمکے، بولے کنکشن سے۔ بجلی مدینے کی ہے۔ فیضان مدینے کا ہے برکتیں مدینے کی ہیں، نود مدینے کا ہے۔ نور مدینے کا ہے، روشنی مدینے کی ہے، اجمیر اور بغداد میں کنکشن بول رہا ہے۔

بجلی بے رنگ ہے

ایک بات یاد رکھیئے! بجلی جو ہے وہ بے رنگ ہے۔ یہ سائنس کا ایک پازیٹو رزلٹ ہے کرنٹ بے رنگ ہے۔ تو کلر ان کرنٹ۔ کرنٹ میں کوئی کلر نہیں ہے۔ کافی حد تک لوگ سمجھ گئے لیکن ہم تو کلر دیکھتے ہیں۔ ہم تو کلر دیکھتے ہیں۔ سفید بلب، گرین، پیلا سرخ، بلیو نیلا دیکھتے ہو کہ نہیں۔ تو جب کرنٹ میں کلر نہیں تو یہ کلر کہاں سے آیا؟ ہلکی کلر، مرکری کلر، پیلا، سبز، سرخ، نیلا یہ سب کہاں سے آیا۔ تو سائنس نے جواب دیا۔ یہ کلر کرنٹ کا نہیں ہے۔ یہ بلبوں کا ہے۔ یہ بلبوں کا اپنا رنگ ہے یہ کلر آف بلب ہے۔ کیا مطلب؟ کرنٹ تو لے لیا سب نے کلر جب دینے لگے تو

بلبوں نے اپنا رنگ ملا دیا۔ جب دینے لگے تو اپنا رنگ ملا دیا۔ تو مصطفٰے سے جو کرنٹ ملا وہ بے رنگ تھا، ایک طرح کا تھا۔ مگر جب غوث اعظم نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا

عزیب نواز نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا۔
سرکار نقشبند نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا۔
سرکار سہروردی نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا
مخدوم اشرف نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا۔
شاہ برکت اللہ نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا۔
احمد رضا نے دیا تو اپنا رنگ ملا دیا۔

یہ سلسلہ چلتا رہا تو میرے دوست اگر تم کو روشنی چاہیئے تو کرنٹ سے بھی تعلق رکھو، بلب سے بھی تعلق رکھو۔ اگر کرنٹ فیض رسول اللہ ہے تو بلب صورت ولی اللہ ہے۔ ولی اللہ کے سائے میں ملے گا

(نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، غازی ملت)

رنگِ قادریت نورِ نبی سے ہے

اگر سفید کرتہ پائجامہ پہن کر نیلے بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے تو تم نیلے دکھائی دو گے۔ ملکی بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تو ملکی نظر آؤ گے۔ اگر بلیو بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تو بلیو نظر آؤ گے۔ اگر پیلے بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تو پیلے نظر آؤ گے۔ اگر گرین بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ تو گرین نظر آؤ گے۔ اسی طرح کسی بلب کا نام قادریت ہے، کسی بلب کا نام چشتیت ہے کسی بلب کا نام نقشبندیت ہے، کسی بلب کا نام سہروردیت ہے، کسی بلب کا نام وارثیت ہے، کسی بلب کا نام اشرفیت ہے۔

اب تم جس بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے وہی نظر آئیگا۔
قادری بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے تو قادری رنگ نظر آئے گا۔

چشتیت ملب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے تو چشتی رنگ نظر آئے گا۔ نقشبندی بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے تو نقشبندی رنگ نظر آئے گا اشرفی بلب کے نیچے کھڑے ہو جاؤ گے تو اشرفی رنگ نظر آئے گا۔

نور مدینے کا رنگ مرشدی

اب یہ جو تیرا رنگ ہے تیرے مرشد کے رنگ دینے کا رنگ ہے اور ایک بات اور میں بتانا چاہتا ہوں میرے دوستو! نور ملا مدینے سے رنگ ملا مرشد سے، نور ملا نبی سے رنگ ملا ولی سے۔ رسول اعظم نے نور دیا غوث اعظم نے رنگ دیا۔ اور نور اور رنگ میں، لائیٹ اور کلر میں دوستی دیکھو۔ دونوں نے طے کرلیا۔ اے نور! جہاں تک جائے گا وہاں تک میں بھی جاؤں گا۔ جہاں تک لائیٹ جائے گی وہاں تک کلر جائے گا۔ اس لئے جہاں نبی جائے گا وہاں ولی کا رنگ ملے گا۔ اور جہاں جہاں ولی جائے گا وہاں نبی کا نور ملے گا۔ اس لئے

بغداد میں نبی کا نور ہے
اجمیر میں نبی کا نور ہے

اور اس وقت ڈربن میں بھی نبی کا نور ہے الحمد للہ اللھم صل علیٰ

مدینے کا نور نجد کا اندھیرا

سنو! اے ٹکوں پر بکے ہوئے بیہودہ عیاش عربوں کے چندوں پر اور بدکردار شہزادیوں کے پیسوں پر پلنے والے جماعتیو، کان کھول کر سن لو جب وہ ولیوں نے اس مقدس سرزمین ڈربن کو نبی کا نور دے دیا تو اب یہاں تم اندھیرا نہیں لا سکتے یہاں تم نہیں لا سکتے۔ مدینے کا نور آچکا ہے اب نجد کا اندھیرا نہیں چاہیئے، ہم کو نجد کا اندھیرا نہیں چاہیئے۔ ہم کو لیٹروں کا اندھیرا نہیں چاہیئے۔ ہم کو گنبد خضریٰ کے دشمنوں کا اندھیرا نہیں چاہیئے۔ ساٹھ ہزار صحابہ کو ختم کرنے والو، ان کے مزارات کو شہید کرنے والو! ہم کو تمہارا اندھیرا نہیں چاہیئے

ہمیں مدینے کا نور مل چکا ہے، روشن بلب چاہیئے بجھے ہوئے بلبوں سے کیا لینا دینا۔

بجھے ہوئے بلب

ہاں بجھے ہوئے بلبوں سے ایک بات یاد آ گئی۔ ہر بلب کو نہ لے لینا کچھ فیوز بھی ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کر شکل دیکھ کر کے گھر لے آؤ، شکل دیکھ کر گھر مت لاؤ، تار لگا کے دیکھ لو صحیح ہے تو لے لو ورنہ چھوڑ دو۔

فیوز کی بھی دو قسمیں ہیں ٹوٹا ٹپ والا فیوز بلب، دو قسمیں ہیں فیوز کی ایک کیا ہے دو قسمیں ہیں فیوز کی۔ آپ کہیں گے ہاشمی صاحب! کیا آپ کبھی الیکٹریشن رہے ہیں۔ جی نہیں فریقین نے الیکٹریشن بنا دیا کیونکہ وائرنگ کرنی پڑتی ہے نا فیوز بلبوں کی۔ تو فیوز دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بلب ہوتا ہے، کاش آپ سمجھ جائیں میری اردو سے کیونکہ آپ کے پاس بھی وہ بلب ہے نا اس لئے سمجھ جائیں گے۔

کبھی اِدھر کبھی اُدھر

ایک بلب ایسا ہوتا ہے کہ اس کا تار ٹوٹ جاتا ہے، ایک کونہ اس کا ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک کونہ جو اس کا لگا ہے ایک ٹوٹا ہوا ہے اور لٹک کر ادھر ادھر ہو رہا ہے۔ مستقل نہیں ٹوٹا، ایک سرا لگا ہوا ہے اور دوسرا ٹوٹا ہوا ہے۔ دوسے جلتا ہے اب جدھر سے جلا ہوا ہے جھولنے لگا گھڑی کے پنڈولم کی طرح کبھی اِدھر کبھی اُدھر، کبھی اِدھر کبھی اُدھر، گھڑی کے پنڈولم کی طرح۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ کبھی اِدھر ہو جاتا ہے کبھی ادھر ہو جاتا ہے۔ میلاد کر لیں تو کیا حرج ہے، فاتحہ کر لیں تو کیا حرج ہے، گیارھویں کر لیں تو کیا حرج ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے ہم بھی کر لیں تو کیا حرج ہے، نہ کریں تو کیا حرج ہے۔ نبی کے زمانے نہیں ہوا صحابہ کے زمانے میں نہیں ہوا، صحابہ کے بعد نہیں ہوا، بہت بعد میں ہوا ہے نہ کریں تو کیا حرج ہے۔ جب صحابہ نے نہیں کیا تو ہم کیوں کریں؟ لیکن صحابہ نے تو اور بہت سے

کام نہیں کئے اور ہم کر رہے ہیں۔ اگر کرلیں تو کیا حرج ہے اور نہ کریں تو بھی کوئی حرج نہیں یہ بھی ٹھیک ہے وہ بھی ٹھیک ہے۔ ففٹی ففٹی گھڑی کے پنڈولم کی طرح کبھی اِدھر کبھی اُدھر، گھڑی کے پنڈولم کی طرح۔

میلاد کرلیں تو کیا حرج ہے نہ کریں تو کیا حرج ہے۔
گیارھویں منالیں تو کیا حرج ہے نہ منادیں تو کیا حرج ہے۔
حلوہ پکالیں تو کیا حرج ہے نہ پکادیں تو کیا حرج ہے

امام حسین کا فاتحہ دلادیں تو کیا حرج ہے اور نہ دلادیں تو کیا حرج۔ کہا یہ بھی ٹھیک وہ بھی ٹھیک۔ کاہے کو جھگڑے میں پڑیں۔ کاہے کو لفڑے میں جانے کا۔ کاہے کو دنگے میں جانے کا۔ آگے یہ بھی بڑھا دو، کاہے کو جنت میں جانے کا ہم تو دھندے میں رہیں گے۔ کس لئے جھگڑا کریں۔ کاہے کو مرنے کا، کاہے کو قبر میں جانے کا۔ کاہے کو مٹی کے نیچے جانے کا۔ ہم کو تو یہیں افریقہ میں رہنا ہے، یہیں پڑے رہو۔

اسلام کو سب کچھ دو

مرنا ہے تو جینے کا پروگرام کیا۔ جب مرنا ہے تو پھر مرنے کا پروگرام بناؤ۔ مرنا ہے تو لڑکے کے لئے پراپرٹی کیوں بنائی۔ مذہب کے لئے کیوں نہیں بنائی۔ تیری بیوی بڑی کہ فاطمہؓ، تیری عورت بڑی کہ عائشہ، تو بڑا کہ نبی؟ جب تو کچھ بھی نہیں، تو جو کچھ نہیں اسے سب کچھ کیوں دے دیا۔ اولاد کو کچھ دو اسلام کو سب کچھ دو۔ بولو حسین نے اپنی اولاد کو کیا کچھ دیا؟ امت کو سب کچھ دیا۔ بولو میرے مخدوم نے اپنی اولاد کو کیا کچھ دیا؟ بادشاہ تھے تخت و تاج کو لات ماردی اور ہم کو فقیری دے دی۔ اولاد کو کیا دیا مذہب کو سب کچھ دیا۔ مرنے کا پروگرام نہیں ہے تو اولاد کو سب کچھ دے دو اکیلے کاہے کو جاؤ سب کو جہنم میں لے کر جاؤ تاکہ یہاں مزا مارا ہے تو وہاں سزا بھی حاصل کرو میں اس لئے جھنجھوڑ رہا ہوں کہ ایک دل جلے کا کوئی فقرہ تیرے ضمیر کو بیدار کردے اور تو سوچ سکے کہ اس ساٹھ برس کے سینے پر تو اپنے کو کیوں لٹا رہا ہے۔ یہ زندگی

سپنا ہے خواب ہے اس لئے آج جاگ جاؤ، آج کا جاگنا بہتر ہے۔

تو جب بلب کا ایک تار ٹوٹ گیا تو کبھی اِدھر کبھی اُدھر، کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔ میں خیال میں یہ فیوز کم ہے اور کنفیوز زیادہ ہے۔ پھر ایسے بلب کے لئے ہمارے بچے کیا کرتے ہیں۔ وہ ٹوٹے ہوئے سرے کو گھماتے گھماتے، دھیرے دھیرے اسی پوائنٹ پر لے جاتے ہیں جہاں سے وہ ٹوٹا ہوتا ہے۔ اگر جڑ گیا، اگر کنیکٹ ہو گیا تو دس روپے بچ گئے۔ اور ایک بلب ایسا ہوتا ہے جسے لڑکے گھماتے ہیں اور گھماتے گھماتے وہیں لاتے ہیں جہاں سے ٹوٹا ہے اگر جڑ گیا تو پیسے بچ گئے۔

تار جڑ جائے

اس لئے ہمارے علمائے کرام ایسے بلبوں کو گھماتے گھماتے دھیرے دھیرے ایک گھنٹہ تک تقریر ہوتی ہے وہیں پر لے جاتے ہیں جہاں سے ٹوٹا ہے کہ شاید اندر ہی اندر جڑ جائے جہاں سے ٹوٹا ہے تو چہرے پر لائیٹ آجائے گی اور اگر دونوں تار ٹوٹ کر کہیں گر گئے تو میرا باپ بھی اسے صحیح نہیں کر سکتا۔

تو یہ مکمل طور پر فیوز ہے۔ ایسے فیوز بلب کسی کام کے نہیں ہوتے۔ انڈیا میں حکیم لوگ کہتے ہیں کہ کٹورا بوتل میں مت لاؤ، بوتل کا شیشہ موٹا ہوتا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ بلب میں لاؤ۔ تاکہ پیشاب دیکھ کر بیماری بتلا دیں۔ فیوز بلب میں لاؤ شیشہ باریک ہے دیکھنے میں آسانی ہے

پہچان لئے گئے

جب تک فیوز نہیں تھا سروں پر تھا، جب تک فیوز نہیں تھا بلند تھا۔ فیوز ہو جانے کے بعد ٹوائلٹ میں پہنچا دیا گیا تو ان فیوز بلبوں سے کہا کہ تمہاری اصل جگہ کیا ہے؟

آگے بڑھو، جب دیکھو گے کہ تار ٹوٹا ہے تو فیوز بلب اپنے گھر نہیں لاؤ گے کیونکہ پہچان لو گے کہ یہ تو فیوز ہے۔ ارے مولانا نے تجھ کو دیا ہاشمی میاں یہ دیکھو!

یہ بلب: ارے مفتی صاحب یہ تو فیوز ہے؟

جب بھائی قاسم اشرفی نے اٹھا کر دیکھا تو کہا یہ بلب؟ تار دیکھا فیوز ہے لڑکوں نے دیکھا فیوز ہے۔ انٹر کے نوجوان نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ فیوز ہے۔ بی اے کا سٹوڈنٹ ہے۔ ایم اے کا سٹوڈنٹ ہے، میڈیکل کا سٹوڈنٹ ہے تو یہ پہچان لیتا ہے کہ یہ فیوز ہے۔ تو بلبوں کو بڑی فکر ہوئی کہ سب پہچان لیتے ہیں کہ یہ تو اندر سے جان لیتے ہیں، اب تو بچے بھی پہچان لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے سے کہنے لگا کہ بھائی جلدی سے دروازہ بند لو فیوز آ رہا ہے۔

عالمی اجتماع

اب ان بلبوں کو بڑی فکر ہوئی کہ سب پہچان لیتے ہیں۔ اس لئے عالمی اجتماع ہوا۔ دنیا بھر کے لوٹے جمع ہوئے اور سوچنے لگے کہ کیا کریں کہ کوئی پہچاننے نہ پائے۔ ہندوستان کا امیر بول رہا ہے، پاکستان کا امیر بول رہا ہے، قبرستان کا امیر بول رہا ہے۔ اجتماع ہوا۔ چاہے جہاں ہو ہمیں کیا۔

پہچان لیتے ہیں سنی۔ بچوں سے ڈر گئے، عورتوں سے ڈر گئے۔ عورتیں بھی دیکھ دیکھ کر، اوہ یہ تو فیوز ہیں کہ یہ تو نماز پر نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کے چہروں پر روشنی نہیں آتی۔ ان کے دلوں میں روشنی نہیں اس لئے چہروں پر روشنی نہیں اگر دل صحیح ہو تو اس کا تاثر چہرے پر ابھرے گا اگر دل مطمئن ہے تو چہرے سے اطمینان ظاہر ہوگا

ایک عالمی اجتماع ہوا اور یہ سوچا جانے لگا کہ سب پہچان لیتے ہیں کیا کیا جائے؟ تو کوئی ہندوستان سے آیا کوئی پاکستان سے آیا، کوئی بلوچستان سے آیا، کوئی ایران سے آیا، کوئی کہیں سے آیا کوئی کہیں سے آیا۔ کافی مغز ماری رہی۔ اتنا بڑا مغز کام کر کر کے سکڑ کر اتنا ہو گیا لیکن کچھ نتیجہ نہ نکال سکا۔

نجد کے ڈاکوؤں کے سردار نے اٹھا، نجدی غدار نے کہا صحابہ کرام کے مزارات

لوٹا اور مُصلّا

کھودنے والی باطل طاقت نے کہا۔ میری مانو! جماعت نے کہا تیری ہی تو مانتے ہیں۔ رسول کی تیرے آگے نہیں مانی تو اب کلبے کو نہ مانیں گے۔ اے فیوز بلبو! تم چاہتے ہو کر لوگ تمہیں نہ پہچانیں تو ایک کام کرو۔ پوچھا، کیا۔؟ کہا، ملکی ہو جاؤ دودھیا ہو جاؤ۔ ملکی بلب ہونے کا کیا فائدہ ہو گا؟ کہا ملکی بلب فیوز ہوگا تو لوگ اٹھا کر جب دیکھیں گے تو تار نظر نہیں آئے گا۔ ملکی بلب، مصلی ہو ہاتھ میں لوٹا ہو، دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہو، ماتھے پہ داغ ہو، لمبی داڑھی ہو۔ پڑھو چاہے نہ پڑھو ہونٹ ہلتا رہے، ہونٹ اگر نہیں ہل رہا تو تسبیح چلتی رہے۔ تسبیح چلتی نہیں اور ہونٹ چل رہا ہے اور ہونٹ بند ہے تسبیح چل رہی ہے۔ ہونٹ بند ہیں پتہ نہیں کدھر سے پڑھ رہے ہیں۔

ارے جب تسبیح چل رہی ہے تو ہونٹ بھی ہلنا چاہیئے۔ جب اللہ اللہ اللہ کہو، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ الحمدللہ کہوگے تو گنوگے، جب کچھ کر ہی نہیں رہے تو گن کیا رہے ہو۔ جب منہ سے کچھ کہتے نہیں تو گنتی کس کی؟ میں کویت ائرویز سے جا رہا تھا۔ ایک "عربا" بیٹھا ہوا تھا۔ منہ میں سگریٹ تسبیح چل رہی ہے تو ہونٹ بند ہیں ایک ہی وقت میں دو متضاد کام جاری ہیں ہونٹ چالو ہے تو تسبیح بند ہے، تسبیح چل رہی ہے تو ہونٹ بند ہیں۔ ہاتھ میں تسبیح لے لو بغل میں لوٹا لے لو، مصلا لے لو، جیب میں ستونے لو اور لمبا کرتا پہن لو، انھوں نے کہا

چھوٹے بھائی کا پائجامہ بڑے کا کرتہ

رات میں دیر سے گئے تھے اور سو گئے، جب اٹھے تو جلدی سے ملایا تھا، جلدی سے آجاؤ۔ اب جلدی میں تھے۔ پندرہ دن کے لئے گاؤں سے باہر جانا ہے جلدی سے آجاؤ۔ اب یہ جلدی جلدی کیا کئے چھوٹے بھائی کا پائجامہ پہن لیا۔ جلدی میں بھول گئے دیکھا تو چھوٹے بھائی کا پائجامہ پہن لیا اور بڑے بھائی کا کرتہ۔ اب تو یہ ان سے بھول ہوئی۔ ہم سے آپ سے بھول ہو جاتی تو

کوئی باہر سوچتا۔ میاں یہ کونسی بات ہے۔ پائجامہ اتنا اونچا، کرتہ اتنا نیچا۔ ابے اتنا اونچ نیچ تمہارے اندر تو ہم کہہ دیتے بھئی جلدی میں بھول ہوگئی، آدمی ہیں غلطی ہوگئی دراصل ہم رات دیر سے سوئے صبح لیٹ اٹھے۔ جماعت نے کہا جلدی سے آجانا۔ اب جلدی میں چھوٹے بھائی کا پائجامہ پہن لیا اور بڑے بھائی کا کرتہ، ہم آپ ہوتے تو یہ کہتے مگر وہ لوگ ہیں غرور والے ساب بھول تو ہوگئی، گھر میں اب کیسے کہیں کہ بھول ہوگئی تو کہتے ہیں سنت ہے یعنی دو بھائیوں کا کپڑا اچک لینا سنت ہے۔ ایسا بھی کیا معاملہ شکل بدل لو، صورت بدل لو، ملکی بلب ہو جاؤ۔ اب کیسے پہچانیں گے تو سنیوں کے لئے پرابلم ہوگیا یاں یار اب کیسے پہچانیں۔ حنفیوں کی طرح آئے ہیں، حنفیوں کی طرح بولتے ہیں، حنفیوں کی طرح کھاتے ہیں، شافعیوں کی طرح آئے۔ کیا کریں یار نماز ہماری طرح پڑھیں، اذان ہماری طرح ہے، رکوع ہماری طرح ہے، سجدہ ہماری طرح ہے۔ یا یہ پہچانیں کیسے؟ اندر دکھتا نہیں یہ تو ہو گئے دودھیا بلب جن کا تار دکھتا نہیں، ملکی بلب کا تار دکھتا تو جب باہر سے کچھ دکھتا نہیں تو کیسے بولیں یہ کون ہے۔ اب سنیوں کو بھی بڑی پریشانی ہوئی اور ایک عظیم الشان میلاد کے موقعہ پہ ایک سنی نے سوال کر دیا۔ یہ سب تو ملکی بلب ہو گئے پہچانیں کیسے؟ ہمارا جو پیر مرشد تھا کھڑا ہوگیا اور کہا دیکھو ایک کام کرو جب ملکی بلب کو مارکیٹ میں دیکھو، جب ملکی بلب کو مارکیٹ میں دیکھو تو پکڑ کر گھر مت لے جاؤ۔ کیا طریقہ ہے ملکی بلب کے لانے کا تم دکان میں گئے تم نے کہا ایک ملکی بلب دو، جب وہ ملکی بلب دے تو پکڑ کر گھر مت لے جاؤ پگ میں لگاؤ، اور بٹن دباؤ جل جائے تب لاؤ۔ اگر تم کو ملکی بلب راستے میں دکھ جائے تو یا غوث اعظم المدد کے پلگ میں لگاؤ اور اگر چہرے پر مسکراہٹ آجائے اور المدد کہہ دے تو سمجھ لو اپنا ہے اور اگر مرجھا جائے تو سمجھو نجوز ہے (درود شریف)

تو جس طرح سے ساؤتھ افریقہ کے بلبوں میں جو روشنی ہے وہ یہیں کی بجلی سے ہے لیکن اولیاء اللہ میں جو روشنی ہے وہ نور محمدی سے ہے، وہ چراغِ نبوت سے ہے، وہ نبوت کے چراغ سے چمک رہے ہیں، نبوت کے چراغ سے دمک رہے ہیں

کیونکہ اگر انہیں عکسِ نبوّت بنایا گیا ہے تو مصطفےٰ جانِ رحمت کو چراغِ نبوّت بنایا گیا ہے اللہ فرماتا ہے وسراجاً منیراً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وآخر الحمد للہ رب العالمین ـــ اسی وقت صلوٰۃ وسلام کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

شانِ اولیاء

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلاَ اِنَّ اولیاء اللہ لَاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون صدق اللہ العظیم ونحن علیٰ ذٰلک لمن الشاھدین والشاکرین

بارگاہِ رسالتمآب میں ہدیہ درود پیش کیجیے!

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک وسلم

ایک مرتبہ اور ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا جدّ الحسنِ والحسین وعلیٰ آلِ سیدنا جدّ الحسنِ والحسین

نبی اور آلِ نبی پر ایک مرتبہ اور ہدیہ صلوٰۃ پیش کریں۔

تیرے کرم کی بات ہے خواجہ
میری کیا اوقات ہے خواجہ
ہاتھ میں تیرے ہاتھ ہے خواجہ
تیرا میرا ساتھ ہے خواجہ
عارض تاباں گیسوئے برہم!
ایک ہے دن اک رات ہے خواجہ
سب پہ برسے اظہرؔ ترسے
یہ کیسی برسات ہے خواجہ؟

ایک دن اجمیر مقدس میں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بیٹھا تھا ور آستانے پر نگاہ تھی، اور آستانہ پر غور کرنے لگا تو پہلے تو آستانہ

کو دیکھا پھر لفظ آستانہ کو جان گیا، تو آستانہ پر توجہ ڈالی تو ایک مسئلہ بن گیا۔ میرے خواجہ یہ آستانہ ہے اور کیونکہ میں آستانے پر کھڑا ہو کر بول رہا ہوں یہ آستانہ ہے یہ درگاہ ہے۔ تو یہ بات جو آستانے پر فٹ ہوتی ہے لیٹے لیٹے چاہے بیٹھے بیٹھے سُنئے کہ:

میرے خواجہ یہ آستانہ ہے (لفظ آستانہ کو ذہن میں رکھیئے) آس ٹوٹی تو صرف طعنہ ہے۔ آس ٹوٹی تو یہ مت سمجھیئے گا کہ مخدوم صابر کلیری کی وجہ سے آستانہ ہے، یہ مت سمجھیئے گا کہ مخدوم سمنانی کی وجہ سے آستانہ ہے۔ اس آستانہ میں ہماری آس ہے، سُنیوں کی آس ہے اور آس جب ٹوٹ جائے گی تو آستانے میں سے طعنہ بچے گا۔ میرے خواجہ یہ آستانہ ہے۔ (نعرہ)

ہمیں ذات سے محبت ہے

لوگ صفتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں کچھ لوگ صفت کی قدر کرتے ہیں کہ ہاشمی میاں تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہارے اندر تقریر کی صفت ہے اور ایک دوسری جگہ گیا، پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟ کہا میاں آپ کی ذات سے محبت ہے چاہے آپ مقرر ہوتے، چاہے آپ گونگے ہوتے ہم تو آپ کو اس لئے بلاتے ہیں کہ آپ کی ذات سے محبت ہے۔

صفت سے محبت کرنا لباس سے محبت کرنے جیسا ہے اور لباس کو بدلا جا سکتا ہے، ذات بدلی نہیں جا سکتی۔ کسی کو تقریر سے محبت ہے کسی کو مصنف سے محبت ہے۔ کسی کو آدمی سے محبت ہے کسی کو اس کے حسن سے محبت ہے، کسی کو صفت سے محبت ہے، کسی کو جوانی سے محبت ہے ڈھل گئی تو محبت بھی ڈھل گئی، مگر ذات سے محبت ہے تو کبھی نہیں ڈھلے گی، تو ذات کی محبت اور ہے، صفت سے محبت اور ہے۔ اسی فرق کو سامنے

رکھ کر شعر سُنیئے گا ؂

وہ مدبر ہے اور دانا ہے　　جو تیری ذات کا دیوانہ ہے
رشکِ فردوس بن گیا وہ بشر　　جس کے گھر تیرا آنا جانا ہے

خواجہ غریب نواز : جس کے گھر تیرا آنا جانا ہے۔

بے طلبی عطا تیری عادت ہے　　(بے مانگے دینا تیری عادت ہے)
بے طلبی عطا تیری عادت ہے　　تیری شاعری کا کیا ٹھکانہ ہے

اور کچھ اپنے نام سے فائدہ اٹھایا ہے اور دیکھیں کسطرح سے غریب نواز کو خوش کرنے کی کوشش کیگئی ہے کہ :

ھاشمیت کی آبرو رکھنا!

وجہ بھی بتائی خواجہ غریب نواز کیوں رکھیں گے۔ اس کی وجہ مصرعہ ثانی میں عرض کیا ہے ؂

ھاشمیت کی آبرو رکھنا!　　یہ گھرانہ، تیرا گھرانہ ہے

میرے خواجہ تمہیں سلام کیا

ہر آدمی کو اپنے کسی نہ کسی کام پر فخر ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں انگلینڈ سے ڈگری لایا، کوئی کہتا ہے میں نے دارالعلوم بنایا۔ ارے بھئی تم نے کوئی کام کیا۔ ہاں! میں نے ایک درگاہ بنائی۔ کوئی نہ کوئی قابلِ ذکر کام ہر کوئی بتاتا ہے۔ ایک صاحب نے بھی اپنا قابلِ ذکر کام ایک شعر میں کہا ہے۔ ویسے شعر تو بڑا سادا ہے لیکن دل کو چھو گیا ہے۔

حضرت سیّدنا آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پیرو مرشد ہیں۔ ان سے پوچھا گیا۔ انہوں نے خود فرمایا: اگر مجھ سے میرا خدا پوچھے گا کہ تم میرے لئے کیا لائے ہو تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا اور جب سیّدنا آل رسول کی خدمت میں حضرت علی حسین کچھوچھوی

حاضر ہوئے تو انہوں نے انہیں نے خلافت دی اور کہا : علی حسین جب خلافت میں نے تمہیں دے دی ہے۔ تمہارے بعد کسی کو خلافت نہیں دوں گا تاکہ میرے خاتم الخلفاء تم رہو تو کچھ فخر کے دو چار کام کسی کے پاس ہوتے ہیں۔ ایک صاحب بھی فخریہ کہتے ہیں ؎

میرے خواجہ تمہیں سلام کیا
اک یہی عمر بھر میں کام کیا

اَلَا اِنَّا اَولیاءاللہ لَاخَوفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَاھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

وَلی اللہ کو کوئی خوف نہیں

" خبردار ! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے ، نہ کوئی غم۔"

سارے ولیوں کو دیکھ لو ، کسی کو کوئی غم ہے ؟ اور کوئی دکھ کی آواز ملتی ہے وہاں سے ؛ لَاخَوفٌ عَلَیۡہِمۡ ، ولیوں کو کوئی خوف نہیں ۔

یہ بات تو اِنَّ اولیاءاللہ لَاخَوفٌ عَلَیۡہِمۡ سے بھی طے ہے اِنَّ سے کیوں نہیں کہا گیا یہ اَلَااِنَّ کیوں ؟

"اِنَّ اَولیاء اللہ" بے شک اللہ کے ولی ، اِنَّ اولیا اللہ سے بھی بات کہی جا سکتی تھی مگر یہ اَلَا کیوں ؟ — تو یہ "اَلَا" ردِ بلا کے لئے ہے۔

قرآن میں لفظ تو لفظ کوئی حرف بھی خواہ مخواہ نہیں ہے۔ ایک حرف بھی خواہ مخواہ نہیں ہے ، ایک حرف بھی قرآن میں بلاضرورت نہیں ہے۔ ایک حرف بھی عبث و بیکار نہیں ہے بلکہ اس کا اپنا ایک مقصد ہے اور اسے صرف مومن ہی سمجھ سکتا ہے۔

اَلَا اور اِنَّ

اَلَااِنَّ اَوۡلیاءاللہ" میں کہہ رہا ہوں اِنَّ اَولیاءاللہ سے جب بات ہو سکتی تھی تو اَلَا کہنے کی کیا ضرورت؟

کیونکہ جب یہ بات کہی جا رہی ہے کہ اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ غم ،

اللہ کے دلیوں کو کوئی خوف نہیں، کوئی ڈر نہیں، یہ بات کہنی تھی تو الا خبردار کیوں؟ گویا کہ قرآن یہ سبق دے رہا ہے کہ خبردار اسی وقت کہا جاتا ہے جب کوئی بے خبر ہو۔ اگر دنیا میں کوئی بے خبر نہ ہو تو خبردار کرنے کی کیا ضرورت؟ کسی جھاڑ کے اوپر نہیں لکھا ہوتا کہ خبردار کیونکہ جھاڑ کیا کرے گا لیکن 440 وولٹ کے نیچے لکھا ہوتا ہے۔ یہ کھمبا ہے اور ہڈی لگی ہوئی ہے اور کھوپڑی اور نیچے 440 وولٹ لکھا "خطرہ" خبردار، تو جہاں خطرہ ہوگا وہیں خبردار کیا جائے گا اب ایک سڑک جو بالکل صاف ہے، بالکل سیدھی ہے، صحیح ہے اس پہ کوئی لکھے گا خبردار؟ لیکن اگر آگے پل ٹوٹا ہوا ہے تو خبردار بھی کیا جائے گا۔ اور بورڈ بھی لگا دیا جائے گا۔ دائیں سے مڑو۔ بائیں سے مڑو۔ تو جہاں خطرہ ہوتا ہے وہیں خبردار کیا جاتا ہے۔

ولی کی بارگاہ میں کیوں خبردار کیا جا رہا ہے۔ عالم الغیب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ نبی کی بارگاہ میں عزازیل کو بے خبری نے شیطان بنا دیا۔ ذرا سی بے خبری نے اس لئے کہ آدم علیہ السلام کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔ وہ بات قرآن اس انداز سے کہہ رہا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا .... الخ

فرشتوں کو پڑھانے والا جنت بدر ہوا

جب اللہ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لئے سجدۂ تعظیمی بجا لاؤ تو سب سجدے میں چلے گئے سوائے ابلیس کے فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْس سوائے ابلیس کے۔ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ، اس نے بڑائی کی اور ہو گیا کافروں میں سے، اسے اللہ نے کافر کہا کہ نہیں، اللہ نے ابلیس کو کافر کہا کہ نہیں۔ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔ کافر ہو گیا نا۔ کس کو کافر کہا، پہلے مومن تھا جو پہلے جنت میں جاتا تھا، جو پہلے فرشتوں کو پڑھاتا تھا۔ تو فرشتوں کو پڑھانے

والے کو اللہ نے کافر کہا۔ جنت میں آنے جانے والے کو اللہ نے کافر کہا۔ چھ کروڑ برس عبادت کرنے والے کو اللہ نے کافر کہا اور اللہ نے اپنے بندوں کی آنکھ سے پٹی کھول دی کہ جب فرشتوں کو پڑھانے والا کافر ہو سکتا ہے تو یہ بچوں کو پڑھانے والے کیوں نہیں ہو سکتے۔ ارے جب اپنے شاگردوں کی جماعت بنا کر جنت میں جانے والا، ارے جب ملائکہ کی جماعت لے کر جنت میں جانے والا کافر ہو سکتا ہے تو یہ لوگوں کی جماعت بنا کر رائے ونڈ جانے والے ہو جائیں گے تو کونسی حیرت کی بات ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ہم پوچھتے ہیں کہ چھ کروڑ برس سجدے کرنے والا ہو سکتا ہے تو یہ پانچ وقت سجدہ کرنے والے کیوں نہیں ہو سکتے۔ ؟

معلوم ہُوا کفر سے بچانا نہ عبادت کا کام ہے نہ علم کا کام نہ درجے کا کام ہے۔ اگر کفر سے بچانا علم کا کام ہوتا تو ابلیس بھی عالم تھا۔ کفر سے کیوں نہیں بچا اگر عبادت کا کام تھا تو وہ بڑا عبادت گذار تھا، کفر سے کیوں نہیں بچا۔ ؟ معلوم ہُوا کفر سے بچانا عبادت کا کام نہیں ہے۔ کفر سے بچانا محبت کا کام ہے وہ عبادت تو کرنا جانتا تھا، محبت کرنا نہیں جانتا تھا۔

عبادت اور ہے محبت اور ہے۔ رسول کی دی ہوئی عبادت تو یزید کے کیمپ میں بھی تھی لیکن رسول کی دی ہوئی محبت صرف حسین کے سینے میں تھی۔ صرف کربلا کے شہیدوں کی زندگیوں میں تھی اس لئے عبادت کرنا اور ہے، محبت کرنا اور ہے۔ یہ کچھ محبت والے ہو گئے عبادت نہیں کرتے، کچھ عبادت والے ہو گئے، محبت نہیں کرتے۔

عبادت والے اور محبت والے

ہم جلسہ اس لئے کرتے ہیں، عبادت بھی کرو، محبت بھی کرو، کیونکہ عبادت

تجھے فاسق ہونے سے بچائے گی اور محبت تجھے کافر ہونے سے بچائے گی۔ عبادت تجھے وفادار بنائے رکھے گی اور محبت تجھے غدّار نہیں بننے دے گی تو اللہ نے اس کو کافر کہا، اللہ نے کافر کو کافر کہا کہ نہیں ؟

کافر کو کافر کہو

قرآن میں ہے قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ۔ اے میرے محبوب کافر کہو۔ قُلْ اے محبوب کہیے ! یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ۔ اے کافرو ! تو اللہ نے رسول سے کافر کو کافر کہلوایا کہ نہیں اور رسول نے کافر کو کافر کہا کہ نہیں۔ تو اللہ کافر کو کافر کہے، رسول اللہ کافر کو کافر کہیں تو یہ ملّا کون ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ اچھا اگر یہ کہدے نا کافر کو کافر نہ کہو۔ پوچھو کیوں ؟ کافر کو کافر کیوں نہ کہیں۔ آگے چل کر مسلمان ہوگیا تب کافر کو کافر نہ کہیں آگے چل کر مسلمان ہوگیا، تب تو میں کہوں گا مسلمان کو مسلمان نہ کہو آگے چل کر مسلمان، کافر ہوگیا تب ؟ کیا مسلمان آگے چل کر کافر نہیں ہوا۔ ارے آج نہیں رسول کے ہاتھ پر ایمان لایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ایمان لائے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور کافر ہوگئے ۔

جب حضور کے ہاتھ پر کلمہ پڑھنے والے کافر ہوگئے تو پھر آج ملّا کے ہاتھ پر پڑھنے والے کو ہونے میں کتنی دیر لگے گی ؟ واڑے کیا یہ فتویٰ ہے یہ تقویٰ ہے کہ تقویٰ ہے۔ یہ کیا ہے ؟

آگے چل کر اگر مسلمان، یہ قانون کسی نے مان لیا تو تمہارا کام ختم ہوجائے گا۔ اب ایک لڑکے کو بولا۔ کیا نام ہے تیرا۔ عبداللہ۔ تیرے باپ کا کیا نام ہے اسد اللہ۔ تیری قومیت کیا ہے ؟ چپ۔ میں سمجھا قومیت نہیں سمجھا۔ تیری نیشنلٹی کیا ہے، تو چپ۔ میں سمجھا نیشنلٹی نہیں جانتا۔ غصے میں آکر میں نے کہا۔ بول تو پیدا کہاں ہوا۔ ؟ تو بولا۔ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ تو کہتا کیوں نہیں

میں ہندوستانی ہوں۔ کیسے کہوں آگے چل کر جاپانی ہوگیا۔ تب آگے تو کچھ بھی ہو جائے گا، کیا ابھی سے۔ اے تو جوان ہے، آگے چل کر بوڑھا ہوگیا تب؟ رہ تو ہونا ہی ہے۔ کیا ابھی بوڑھا، تو پھر بوڑھا ہی کیوں۔ آگے چل کر مرگیا تب کیا تم زندہ ہو۔ کیا زندہ زندہ لگائی ہے، آگے چل کر مرگیا۔ ہمارا اسلام یہ نہیں کہتا۔

چور کو چور کہو

اگر آج کوئی مسلمان ہے تو ہے، اگر آج کافر ہے تو کافر ہے۔ جب تک جو بولی ہے اسی کے تحت اس پر فتویٰ لگ سکتا ہے۔ مثال دے رہا ہوں۔

جب تک کلمہ نہیں پڑھا دنیا نے انہیں کافر اعظم کہا اور جب کلمہ پڑھ لیا تو دنیا نے انہیں فاروق اعظم کہا۔ کیا کہتے ہیں کافر کو کافر نہ کہو۔ میں کہتا ہوں ابھی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ کافر کو کافر نہ کہو۔ یہی تو کہتے ہیں میں کہتا ہوں کس کو کافر نہ کہیں، کافر کو، کس کو؟ یعنی کافر کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں نہ کہو۔ تم نے کیوں کہا کافر۔ سچی بات تو یہ تھی کہ مسلمان کو کافر نہ کہو۔ صحیح بات یہ ہے، مسلمان کو کافر نہ کہو۔ اس جماعت نے مسلمان کاٹ کر کافر لگا دیا۔ کوئی ملک ایسا نہیں جو چور کو چور نہ کہے، ڈاکو کو ڈاکو نہ کہے، شرابی کو شرابی نہ کہے، جواری کو جواری نہ کہے، عورت کو عورت نہ کہے، مرد کو مرد نہ کہے جنس بدل دیتی ہیں عورتیں۔ میں نے اخبار پڑھا، ایک عورت مرد ہوگئی، مرد ہوگئی کر ہوگیا۔ ابھی اخبار میں آیا کہ دو سہیلیوں میں محبت تھی، ایک سہیلی سہیلا ہوگئی تو پھر لڑکی کو لڑکی نہ کہیں۔ آگے چل کر لڑکا ہوگئی تب۔ ارے دنیا کا طریقہ یہ ہے کر کالے کو کالا کہا جائے گا۔ نیلے کو نیلا کہا جائے گا، ہرے کو ہرا کہا جائے گا پیلے کو پیلا کہا جائے گا۔ سفید کو سفید کہا جائے گا۔ فزکس کو فزکس، کیمسٹری کو کیمسٹری زوالوجی کو زوالوجی کہیں گے مسلمان کو مسلمان کہیں گے، سُنی کو سُنی کہیں گے

ظلمت، ظلمت ہی رہے گی

ہندوستانی کو ہندوستانی کہیں گے، بخاری کو بخاری کہیں وہ چاہے انڈیا میں اور چاہے نہ ہو۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو جیسا ہوتا ہے اس کو ویسا ہی بولا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی اندھیرا اپنا نام ضیاء رکھے، اپنا نام اجالا رکھ لے، ظلمت اپنا نام ضیاء رکھ لے تو ظلمت، ظلمت ہی رہے گی۔ وہ ضیاء نہیں بنے گی، ارے جو دنیا کی ضیا نہیں وہ دین کی ضیا کیا بنے گی۔ یہ تو بڑی موٹی سی بات ہے جس کو ضیاء الدنیا ماننے کو تیار نہیں اس کو ضیاء الدین ماننے کو تیار کیسے ہوں گے۔ (نعرہ)

تو بات یہ تھی مسلمان کو کافر نہ کہو تو کیا کیا، مسلمان کو کاٹ کر کافر لگا دیا۔ اس سے جماعت کا پروگرام معلوم ہو گیا۔ مسلمان کو کافر نہ کہو اور کافر کو لگانا یہ پروگرام ہے ان کا ورنہ اللہ نے فرمایا، وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ اور رسول سے کہلوایا: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ اللہ کہے عبداللہ نہ کہے، اللہ بڑا ہے کہ عبداللہ، ملا کہتا ہے نہ کہو، اللہ کہتا ہے کہو۔ کس کی مانو گے۔ اللہ کی۔ بس اللہ کی مانتے رہو، اللہ والے رہو۔ اسی لئے اللہ والوں کی بات ہو رہی ہے۔

خبردار کیا گیا ہے

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خبردار تو یہ ۴۴۰ وولٹ پر خبردار کھمبے پر انگلی مت لگانا: کھلا ہوا تار ہے جان چلی جائے گی۔ روک دیا گیا۔ یہ ذمہ داری ہے انتظامیہ کی یہ عوام کی فلاح کے لئے اور ان کو بچانے کے لئے ہے۔ یہ حکومت کا انتظام ہے کہ جہاں جہاں خطرہ ہو وہاں عوام کو بتا دیا جائے کہ کرنٹ جان لے لے گا۔ انگلی اٹھایا، توجہ چاہوں گا۔ محاورہ بولنا چاہتا ہوں، انگلی اٹھی اور جان جائے گی۔ تو حکومت خبردار کر رہی ہے، بزرگ لوگ خبردار کر رہے ہیں، ڈیپارٹمنٹ کے لوگ خبردار کر رہے ہیں، دیہات کے لوگ، شہر کے لوگ خبردار کر رہے ہیں کیونکہ جان جانے

کا خطرہ ہے۔ یہ کرنٹ ہے۔ اب یہ بلب ہٹا دو۔ انگلی اٹھ گئی جان چلی جائے گی۔ پہلے تو دور ہی سے بچا لیا۔ تو جہاں جان کا خطرہ ہوتا ہے وہاں خبردار کیا جاتا ہے۔ تم نے اگر چلتے ہوئے کرنٹ پر، جاری وساری کرنٹ پر انگلی اٹھائی تو جان جانے کا خطرہ ہے۔

میرا رب اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو خبردار کیا کہ دیکھو چلتے ہوئے جاری کرنٹ کے دوران اگر تو نے بجلی کی طرف انگلی اٹھائی تو تیری جان جانے کا خطرہ ہے اور اگر اولیاء اللہ کی بارگاہ میں انگلی اٹھائی، گستاخی کی تو تیرا ایمان چلا جائے گا۔ تو یہ ہمارا سماج ہے جو ہماری جان بچانے کے لئے ہمیں خبردار کر رہا ہے اور وہ ہمارا پروردگار ہے جو ہمارا ایمان بچانے کے لئے بارگاہِ ولایت میں حاضری کے لئے ہمیں خبردار کر رہا ہے۔

اسلام سے جہانگیر بنا

اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۝

خبردار! اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔ دیکھو اولیاء اللہ کی بات ہندوستان میں یہ مت سمجھنا کہ جہانگیر سے اسلام بنا ہے، جہانگیر سے بادشاہت کا معیار پھیلا ہے، اکبر کے دین الٰہی کی بکواس پھیلی ہے۔ یہاں اچھے بُرے دونوں قسم کے لوگ ہیں، ہندوستان کے اندر۔ لیکن تم کو سنیوں میں بُرے بھی ملیں گے۔ تم کو ہندوستان کے شہنشاہوں میں شرابی ملیں گے لیکن اولیاء کا قافلہ جب

یہ جماعت اولیاء ہے

بھارت میں آیا تو پوری جماعت اولیا میں تم کو کوئی برا نہیں ملے گا۔ کوئی غریب نواز ملے گا کوئی بندہ نواز ملے گا، کوئی محبوب الٰہی ملے گا، کوئی قطب الاقطاب ملے گا۔ آج بھی جو ماہم میں لیٹا ہے وہ مخدوم ہے آج بھی راج علی کی دھوم ہے

اس جماعت میں نہ کوئی شرابی ہے نہ کوئی جواری ہے نہ کوئی فاسق ہے نہ فاجر ہے نہ کوئی کافر ہے نہ گستاخ ہے، نہ بھٹکا ہُوا ہے۔ یہ عرفان یہ اولیاء اللہ ہے۔

برسوں پہلے آئے۔ کوئی نوسو سال پہلے آیا، کوئی سات سو برس پہلے آیا کوئی چھ سو برس پہلے آیا، کوئی پانچ سو برس پہلے آیا۔ تو اللہ والے نوسو برس پہلے بھارت میں آئے اور یہ جماعت والے سو برس سے ہیں۔ مجھے بتاؤ نوسو برس کا ولی اللہ صحیح ہے یا سو سال کا عبداللہ صحیح ہے۔ آستانے بنے ہوئے ہیں نوسو برس سے عرس ہو رہا ہے۔ نوسو برس سے فاتحہ ہو رہا ہے، نوسو برس سے روکا جا رہا ہے۔ سو برس کو کیا یہ آٹھ سو برس تک گمراہ تھے ان کو نئی ہدایت کس راستے سے ملی ہے؟

جسے غوث الاعظم بھیجیں وہ اسلام کا نمونہ ہے

ایک بات بتاؤ جب غوث الاعظم بھیجیں گے وہ اسلام کا نمونہ ہے نا۔ غوث اعظم نے جس کو بھیجا اس کو تم بھی خوش آمدید کہو۔ اچھا ایک بات بتاؤ کہ ابھی رمضان شریف کا چاند دیکھو گے؟ اور وہ داڑھی منڈے آکر اطلاع دیں گے تو مانو گے، اور ایک بہت بڑی داڑھی والا ہے اور ایک کونے میں بیٹھا غٹا غٹ شراب پی رہا ہے یعنی وہ حرام کام کر رہا ہے تو اس کی گواہی مانو گے یا نہیں؟ یقیناً یہ کھلا حرام ہے تو اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اور داڑھی منڈانا گناہ ہے لیکن گواہی قابل قبول ہے۔

فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں

داڑھی کٹوانا، برے کام کرنا، جوا کھیلنا، یہ عمل کی غلطیاں ہیں۔ اس پر جب گواہی نہیں مانی جاتی کہ چاند نکلا کہ نہیں نکلا، تو جو بدعتی ہو وہ تو گمراہ

ہے تو گمراہ کی گواہی نہیں۔ بالکل نہیں مانی جائے گی۔ ایک گمراہ کی گواہی پر جب چاند نہیں مانا جاتا تو کچھ اور مانا جا سکتا ہے؟

اب یہ کہتے ہیں عرس کرنا بدعت ہے، فاتحہ کرنا بدعت ہے، کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت ہے۔ میلاد شریف بدعت ہے۔ اچھا! بدعت کب سے تم بول رہے ہو؟ برصغیر میں سو برس سے اور دنیا میں ڈھائی سو برس سے، ڈھائی سو برس سے پہلے تم تھے ہی نہیں۔ ڈھائی سو برس پہلے میلاد ڈھائی سو برس پہلے عرس، ڈھائی سو برس پہلے تیجہ، ڈھائی سو برس پہلے چالیسواں، ڈھائی سو برس پہلے گیارھویں، ڈھائی سو برس پہلے چھٹی شریف، ڈھائی سو برس پہلے دسویں، ڈھائی سو برس پہلے سترھویں۔

امام حسین کا فاتحہ
غوث اعظم کا فاتحہ
غریب نواز کا فاتحہ
مخدوم سمنانی کا فاتحہ
محبوب الٰہی کا فاتحہ
صابر کلیری کا فاتحہ
سرکار نقشبند کا فاتحہ

ڈھائی سو برس پہلے اولیاء اللہ کا فاتحہ ہو رہا ہے۔ میلاد ہو رہا ہے۔ چادر چڑھائی جا رہی ہے، عرس ہو رہا ہے اور وہ سب مسلمان کر رہے ہیں۔ عالم ہے تو عرس کر رہا ہے۔
مجدد ہے تو عرس کر رہا ہے
مولوی ہے تو عرس کر رہا ہے۔
سُنی ہے تو عرس کر رہا ہے

کیا یہ سب بدعتی ہیں؟

سبھی کر رہے ہیں۔ اور سب ہو گئے بدعتی اور جب سب بدعتی ہو گئے تو سو برس سے پہلے کے سبھی مسلمان بدعتی ہوئے۔

اب یہ جماعت پیدا ہوئی تو ان کو ملا قرآن۔

پوچھو قرآن کس کے ہاتھ سے ملا، بدعتی کے۔

نماز کس کے ہاتھ سے ملی، بدعتی کے۔

روزہ کس کے ہاتھ سے ملا، بدعتی کے۔

شریعت کس کے ہاتھ سے ملی، بدعتی کے۔

تو جب بدعتی کے کہنے سے چاند نہیں مانا جا سکتا تو بدعتی کے کہنے سے خدا کو مانو گے؟ بدعتی کے کہنے سے رسول کو مانو گے؟ اگر تم نے ہمیں بدعتی کہا تو تمہاری جڑ ہی کٹ جائے گی۔ اور میں نے تو ایسے پیڑ پر پھل ہی نہیں دیکھا جس پیڑ کی جڑ ہی نہ ہو۔

طعنہ زنی کیوں کرتے ہو؟

یہ اپنے باپ کے لئے سوچے کہ جب باپ کے بارے میں اتنا نالائق ہے تو آپ کے لئے کتنا نالائق ہوگا۔ اور طعنہ یہ دیتے ہیں کہ خواجہ اجمیری پر چادر چڑھایا کہا۔ ہاں، غلاف چڑھایا؛

تو طعنہ کیا مارتے ہیں۔ کیا ان کو سردی لگتی ہے۔

ان کا جملہ دیکھو، انداز دیکھو، تیور دیکھو؛

کیا ان کو سردی لگتی ہے، ٹھنڈک لگتی ہے جو تم ان پر غلاف چڑھاتے ہو؟ — اس کا جواب دو طرح سے ہے۔ ایک جاہلانہ جواب ہے ایک عالمانہ جواب ہے۔

کونسا جواب دوں؟ دونوں، اچھا جمع میں دونوں سن نا :

جاھلانہ جواب۔ لا اصل لہ، اس کی کوئی اصل نہیں۔ کوئی ثبوت نہیں جیسے کو تیسا۔

کیا اولیاء کو سردی لگتی ہے

سوال کرتے ہیں۔ اولیا کو سردی لگتی ہے؟ جواب۔ ہاں! لگتی ہے (حالانکہ وہاں کیا سردی لگتی ہے۔ وہ تو بہت راحت بخش ہے) لیکن جیسے کو تیسا۔ کیا تمہارے خواجہ صاحب کو سردی لگتی ہے جو تم غلاف چڑھاتے ہو۔ تمہارے پیر صاحب کو سردی لگتی ہے کیا؟

بولو۔ ہاں لگتی ہے۔ ارے بھئی ہمارے بزرگ نے ستر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ تو مثال کے طور پر وہ بمبئی میں ہے۔ تو بمبئی میں سخت تر گرمی۔ اور ستر برس کی عمر کو جھیلے ہوئے، اب جب وہ قبر میں گیا تو پہلی بار جنت کی کھڑکی کھلی اور جنت سے جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آتی تب سوچا اوپر سے غلاف چڑھا دو (یہ ہے جاہلانہ جواب)

اور تمہارا بزرگ جب مرتا ہے اور قبر میں لیٹا تو جہنم کی کھڑکی کھلی اور اندر سے تو پہلے ہی جل رہا ہے تو اوپر سے کیا اور غلاف ڈالو گے (جاھلانہ جواب)

جیسے ایک صاحب نے جاہلانہ اعتراض کیا۔ یار یہ جو شبرات میں حلوہ پکاتے ہو اور اپنے بزرگوں کو بھیجتے ہو تو کیا وہ بزرگ کھاتے ہیں؟ (وہ جاہل تھا اس نے یہ نہیں جانا کہ کھانا نہیں جاتا ثواب جاتا ہے ہم ایصال طعام نہیں کرتے ایصال ثواب کرتے ہیں) قرآن کریم جو پڑھا ہے ثواب ہے، جو کھایا ہے ثواب ہے تو جو ثواب ہے ہم اسے بھیجتے ہیں۔ حلوہ تھوڑی جاتا ہے۔ وہ جاہل تھا بولا۔ حلوہ ضرور جاتا ہے۔ تو بولے! جب حلوہ کھاتے ہوں گے تو بعد میں حاجت ہوتی ہو گی کیونکہ پیٹ میں جو چیز جائے گی وہ باہر تو آئے گی۔ تو جب ان کو پاخانہ آتا ہوگا تو قبر میں ہی تو کرتے ہوں گے۔

کہا۔ گندگی ہو جاتی ہوگی؟ — جواب دیا۔ نہیں۔ بولا کہ: جو تمہارے ہاں سے کچھ نہیں جاتا تو تمہارے مُردے بھوکے رہتے ہوں گے۔ وہ اٹھا لے جاتے ہیں۔ یہ ہے جاہلانہ جواب۔

اس لیے جاہلانہ اعتراض مت کرو۔ اس لئے میں اپنی عوام کو ویسا ہی جواب سکھا دوں گا۔

عالمانہ جواب

کیا اللہ کے ولیوں کو سردی لگتی ہے؟ کیا ولی اللہ کو سردی لگتی ہے جو غلاف چڑھا دیا۔ عالمانہ جواب دو کہ تم بتاؤ۔ کیا کعبۃ اللہ کی دیواروں کو سردی لگتی ہے جو غلاف چڑھا دیا ہے؟ کعبہ کے پتھروں کو کیا ٹھنڈک لگتی ہے؟

کیا کعبے کو سردی لگتی ہے

وہ بے جان پتھر جن میں روح نہیں ہے کعبے کی دیواروں پر تم نے غلاف کیوں چڑھایا؟ انڈین نے کہا یہ سعودی عرب والوں نے چڑھایا۔ انہیں سے پوچھو۔

جس نے گنبد خضریٰ سے لَو نہ لگائی ہو۔

جس نے جنت البقیع میں ساٹھ ہزار صحابہ کی قبروں کو کھود کر پھینک دیا ہو۔

ایسی چنگیزی حکومت سے بات کون کرے؟ ان سے تو مقابلہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں کہ سعودیہ والوں سے پوچھو، وہ چڑھاتے ہیں، ہم تو نہیں چڑھاتے تو گھر میں گھس جاؤ اور اسے چھوڑو مت۔ الماری کے پاس چلے جاؤ، قرآن پاک اٹھاؤ۔ پوچھو اس سے کیا قرآن کو سردی لگتی ہے جو اس پر غلاف چڑھا دیا ہے؟

یہ تختی اور کاغذ پر لکھا ہوا قرآن اس کو ٹھنڈک لگتی ہے کیا؟

تو کیا کاغذ کو اس کے کور کو اور ٹائیٹل پیج کو ٹھنڈک لگتی ہے؟

وہ چڑھاتے ہیں ہم چڑھاتے ہیں

اب پھنس گئے کیونکہ گھر میں غلاف چڑھا رکھا ہے۔

اس لئے وہ جواب نہیں دیں گے کیونکہ وہ ہم کو چڑاتے ہیں۔ ان کا کام ہے سُنیوں کو چڑانا اور ہمارا کام ہے غلاف کو چڑھانا۔

ہم اولیاء اللہ کے مزارات پر غلاف چڑھاتے ہیں۔

وہ چڑاتے ہیں اور ہم چڑھاتے ہیں۔ الگ الگ قسمت ہے۔ ہم غلاف چڑھاتے ہیں، وہ دیکھ دیکھ چڑاتے ہیں مگر اس چڑھانے اور چڑانے میں ایک توجہ طلب بات ہے۔

ہم زبر ہیں وہ زیر ہیں

اگر اللہ نے ہماری تقدیر میں غلاف چڑھانا رکھا اور ان کی قسمت میں چڑانا ہے تو ان کو چڑانا مبارک ہمیں چڑھانا مبارک، توجہ چاہوں گا۔

چڑھانے میں زبر ہے۔ چڑانے میں زیر۔ ہم زبر ہیں وہ زیر۔

اس لئے ہم جواب دیں گے۔ ہم تو غلاف چڑھاتے رہیں گے کیونکہ ہم کو پیسہ ملتا ہے، ڈالر ملتا ہے، کچھ کو ریال سے ملتا ہے، ریال والوں کو آل سے ملتا ہے۔

(نعرہ تکبیر، نعرۂ رسالت)

اس لئے یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم بتائیں کہ ہم کیوں چڑھاتے ہیں مثال کے طور پر میں نے ایک انگلش کے پروفیسر سے کہا، ڈسکوری آف انڈیا، (DISCOVERY OF INDIA) لے آؤ، وہ گیا چالیس منٹ میں آیا۔ میں نے کہا آپ انگلش کے پروفیسر ہیں آپ نے چالیس منٹ لگادیئے۔؟ وہ بولا ہاشمی میاں آپ کی لائبریری میں گیا تو وہاں کتابوں کا جنگل تھا ایک الماری کھولی اور ایک موٹی سی کتاب نکالی، پلٹ کر دیکھا' داس کیپٹل، کتاب واپس رکھ دی پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی، پلٹ کر کے دیکھا۔

قرآن پاک کی شناخت

تو میں نے مولینا وارث سے کہا جا کر کے جلدی سے بخاری شریف لیتے آؤ۔ مولانا وارث گئے

تو پینتالیس منٹ میں آئے۔ میں نے کہا مولانا پانچ منٹ زیادہ لئے آپ جیسا پڑھا لکھا آدمی: بولے کیا کرتے۔ ایک موٹی سی کتاب نکالی پلٹ کر دیکھا سنن ابن ماجہ ہے۔ اندر رکھی، پھر ایک موٹی کتاب نکالی۔ پلٹ کر کے دیکھا ابوداؤد ہے، اندر رکھی پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی پلٹ کر کے دیکھا جامع ترمذی ہے، اندر رکھی پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی پلٹ کر دیکھا موطا امام مالک ہے، اندر رکھ دی۔ پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی پلٹ کر کے دیکھا فتح الباری ہے، واپس رکھی۔ پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی ارشاد الساری ہے اسے بھی واپس رکھا، پھر ایک موٹی سی کتاب نکالی، پلٹ کر کے دیکھا، عمدۃ القاری ہے۔ اندر رکھ دی۔ ہم سمجھ گئے خروج بخاری آگئیں۔ بخاری آجائے گی۔ پھر کتاب نکالی، دیکھا بخاری ہے تو لے کے آرہا ہوں۔ میں نے کہا مولانا وارث صاحب جیسا علمی ذوق رکھنے والا صاحب قلم 45 منٹ میں بخاری شریف لے کر آیا۔ تو میرے گھر کا ایک خادم ہے جمن خاں۔ ہمارے ہاں یوپی میں نام رکھنے میں کوئی پرابلم نہیں ہے۔ پیر کو پیدا ہو جائے تو پیرے، منگل کو پیدا ہو جائے تو منگلو ہے، بدھ کو ہو جائے تو بدھیا، جمعرات کو ہو جائے تو جمعراتی اور جمعہ کو ہو جائے تو جمن، نو پرابلم۔ جمن خان! "جی حضور" کیا کر رہے ہو؟ "ظہر کی نماز پڑھ کے آرہا ہوں" وضو سے ہو؟ "ہاں!" جاؤ قرآن شریف لے کے آؤ۔

وہ گیا اور پانچ منٹ میں لے کے آگیا۔ میں بولا۔ جمن خان تم کو پڑھنا نہیں آتا۔ گویا اچھا بھینس برابر تم، ان پڑھ بلا تعلیم اور پانچ منٹ میں آگیا۔ مولانا وارث جمال صاحب بخاری لینے گئے اور پچاس منٹ میں آئے مگر تو پانچ منٹ میں قرآن لے کر آگیا۔؟ بولا۔ حضور ہم کو کوئی الٹ پلٹ کر دیکھنا تھا؟ الماری کھولی جس پر غلاف دیکھا لے کر چلا آیا۔ اب تو تم سمجھ گئے ہو گے کہ غلاف کیوں چڑھاتے ہیں۔ اللہ کے رسول کا کلام ہے بخاری۔ اللہ کے رسول

قرآن ڈھونڈنا نہیں پڑا

کا کلام ہے مسلم ترمذی، لیکن ڈھونڈنا پڑا۔ بہت بڑا نیشنل لیڈر ہے لیکن اس کی کتاب کو ڈھونڈنا پڑا۔ مگر قرآن کو ڈھونڈنا نہیں پڑا سینکڑوں کتابوں میں جس پر غلاف دیکھا لے کر چلے آئے۔

اب سمجھ گئے ہو گے کہ غلاف کیوں چڑھاتے ہیں۔ غلاف اسی لئے چڑھاتے ہیں کہ اے قرآن تو دنیا کی کسی کتاب کی طرح نہیں ہے۔ لیکن رہنا ہے دوسری کتابوں کے ساتھ۔ اے قرآن کہیں تجھے دنیا کسی کتاب کے برابر نہ سمجھ لے۔ اس لئے کتاب اللہ پر غلاف چڑھا دو۔ اور اے کعبہ تو مسجد ہے تو کہیں دوسری مسجدوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے دوسری مسجدوں کے برابر نہ سمجھ لیں۔ اس لئے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھا دو اور اے اللہ کے ولی! تجھے دوسرے مُردوں کے ساتھ لیٹنا ہے۔ کہیں دوسرے مُردوں کے برابر نہ سمجھا جائے، ولی اللہ پر غلاف چڑھا دو۔

کعبہ پر غلاف ولی پر غلاف

ایک بات اور اچھی طرح سے سمجھ لیجئے کہ کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھا دو تب بھی وہ کعبہ ہے، نہ چڑھاؤ تب بھی کعبہ ہے۔ کتاب اللہ پر غلاف چڑھاؤ تب بھی وہ کتاب اللہ ہے، نہ چڑھاؤ تب بھی وہ کتاب اللہ ہے۔ ولی اللہ پر غلاف چڑھاؤ تب بھی وہ ولی نہ چڑھاؤ تب بھی وہ ولی ہے۔ مطلب یہ ہے ولی اللہ کو غلاف کی ضرورت نہیں، کتاب اللہ کو غلاف کی ضرورت نہیں، کعبۃ اللہ کو غلاف کی ضرورت نہیں، ہمیں غلاف کی ضرورت ہے کعبۃ اللہ کے لئے غلاف نہیں، حاجیوں کے لئے ہے۔ کتاب اللہ کے لئے غلاف نہیں ہے قاریوں کے لئے ہے۔ ولی اللہ پر غلاف ولی اللہ کے لئے نہیں ہے، لوگوں کے لئے ہے۔ کعبے کا غلاف بتا رہا ہے کہ غلاف آواز دے

رہا ہے، یہ تمہارا گھر نہیں ہے، یہ عام مسجد نہیں ہے، اللہ کا خاص گھر ہے۔

ایک مثال بے مثال

کتاب اللہ کا غلاف دیکھو۔ ایک بات بتاؤں ایک لڑکا جو پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتا۔ مسجد سے نکلا، اپنے دوست سے کہا میری کتاب کاپی پکڑو میں پیشاب کرنے جا رہا ہوں، سڑک کے کنارے کھڑے کھڑے۔۔۔ خیر یہ انڈیا ہے یہاں کچھ کھانے پینے کا بھی سلسلہ کھڑے کھڑے ہوتا ہے، یورپ گیا پتہ نہیں کیا کیا کھڑے کھڑے ہوتا ہے۔ وہ لڑکا اسی حالت میں گھر آیا، لائبریری آیا، کتاب نکالی رکھ دی، کتاب نکالی رکھ دی۔ ایک موٹی سی کتاب نکالی، کھولی تو تھر تھر کانپنے لگا۔ اس لئے کہ وہ کوئی دوسری کتاب نہ تھی۔ وہ قرآن تھا اس نے جلدی سے الماری میں رکھ دیا۔ اس کا دل کانپنے لگا کیونکہ وہ نوجوان لڑکا گنہگار تھا مگر غدار نہیں تھا۔ سیدھا اپنے باپ کے پاس پہنچا۔ کہا، ابا جان! آپ نے میری الماری میں قرآن پاک رکھا، اچھا کیا، لیکن اس پر غلاف کیوں نہیں چڑھایا؟ کہا بیٹا قرآن کو غلاف کی ضرورت ہے؟ "نہیں نہیں قرآن کو غلاف کی ضرورت نہیں مجھ جیسے ناپاکوں کو غلاف کی ضرورت ہے، اس لئے کہ میں پاکی کی حالت میں نہیں تھا۔ میں نصاب کی کتاب ڈھونڈ رہا تھا کہ قرآن کو چھو بیٹھا کیونکہ اس پر غلاف نہیں تھا۔ اگر غلاف ہوتا تو میری ناپاک انگلیاں دیکھ کر کترا جاتیں اور ناپاکی میں غلاف کو چھونے کی غلطی نہ ہوتی۔

قرآن کو نہیں، ہم کو غلاف کی ضرورت ہے

لہٰذا غلاف اس لئے چڑھایا جاتا ہے تاکہ ناپاکی میں قرآن کے پاس نہ جاؤ۔ غلاف اس لئے چڑھایا کہ ناپاک لوگ قریب نہ جائیں۔ تو کعبۃ اللہ پر غلاف اس لئے ہے کہ ناپاکی میں قریب نہ جانا، ولی پر غلاف اس لئے ہے کہ ناپاکی میں اسے نہ چھونا کیونکہ جو پاک انگلیاں ہیں وہ چھوئیں۔ تو غلاف اسی لئے چڑھایا جاتا

ہے تاکہ ناپاک کی پہنچ نہ ہو سکے۔

ناپاکی میں تم داس کیپٹل چھو سکتے ہو۔

ناپاکی میں تم ڈسکوری آف انڈیا چھو سکتے ہو

ناپاکی میں تم جونس وین دی پوائنٹ چھو سکتے ہو

ناپاکی میں تم ولیم ارکاٹ ولیم ورڈ ورڈ تھ اور شیکسپیئر کی تحریروں کو چھو سکتے ہو لیکن ناپاکی میں قرآن نہیں چھو سکتے اسی لئے اس پر غلاف چڑھا دیا تاکہ ہر کتاب سے وہ الگ ہو جائے اور ناپاکی میں کوئی اسے چھو نہ سکے تو ظاہر ہے ناپاکی کو غلاف نے دُور کیا۔ ناپاکوں کو تکلیف نہیں ہوئی اب آپ کی انگلی اگر پاک نہیں ہے اور تمام دنیادار مصنفوں کی کتابوں کو اگر آپ چھوتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اگر بیچ میں قرآن آیا تو کترا جاؤ گے کہ نہیں۔ غلاف کو دیکھ کر انگلی کترا جائے کہ نہیں اور اگر انگلی پاک ہے تب چھوتی ہوئی چلی جائے گی اور ناپاک ہے تو غلاف کو دیکھ کر کترا جائے گی۔ جملہ سنو۔ اگر تمہاری انگلی پاک ہے تو قرآن کو بھی چھوتی ہوئی آگے نکل جائے گی لیکن اگر ناپاک ہے تو غلاف کو دیکھتے ہی کترا جائے گی تو ولیوں پہ غلاف ضرور چڑھاؤ تاکہ جو پاک ہوں وہ چھوتے ہوئے چلے جائیں اور جو ناپاک ہوں وہ کترا کر نکل جائیں گے تو انہیں کترانے دو۔ اسی سے تو ہم پہچانیں گے کہ یہ کیا ہیں۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد

اب رہی بات چومنے کی۔ جیسے ہی ہم نے اٹھا کے غلاف چوما ایک بم ہمارے اوپر گرا شرک ہے۔

کیا قرآن چومنا شرک ہے؟

ہم نے مزار بھی نہیں چوما بس اس کا غلاف اٹھا کر کے چوم لیا اس کا غلاف اٹھا کر کے آنکھ سے لگا لیا ہمارے اوپر بم ڈال دیا گیا شرک۔

اگر کوئی تھوڑا پڑھا لکھا ہے تو شرک بولتا ہے اور اگر چالیس دن میں مولوی

ہُوا ہے تو بولتا ہے گَیرُاللہ کو چومنا۔ غیراللہ نہیں گَیرُاللہ کو چومنا سرک ہے گیراللہ کو چومنا سِرک ہے۔ یوپی والوں نے سوچا کیا بولا۔ گیراللہ کو چومنا سِرک ہے تمہارے اس سِرک کو ہم شُرک لیں گے۔

غیراللہ کو چومنا شرک ہے

مولوی نے ایک اجتماع کیا اور اجتماع میں اس نے بڑا لمبا چوڑا لیکچر دیا۔ غیراللہ کو چومنا شرک۔ غیراللہ، ماسوائے اللہ غیراللہ کیا ہے جو اللہ نہیں ہے وہ غیراللہ تو غیراللہ کو چومنا شرک ہے۔ پوری رات بولتا رہا۔ گیا گھر میں اور سوگیا، فجر کے لئے اٹھا۔ گلا خراب ہے۔ بیوی کے پاس گیا۔ غور کرو، مولوی اجتماع کے بعد گھر گیا، بیوی سو رہی تھی، مولوی سوگیا، بیوی سود ہی تھی۔ فجر کے لئے مولوی اٹھا بیوی سو رہی تھی۔ مولوی نے وضو کیا، بیوی سو رہی تھی، مولوی نے فجر پڑھی، بیوی سو رہی تھی۔ سورج نکل آیا۔ بیوی سو رہی تھی۔ یہی ہے نا گھر کا حال تو پھر یہ باہر کیسے نماز پڑھانے جاتے ہیں۔ جب گھر ہی میں نہیں پڑھا پا رہے۔

پہلے گھر صحیح کرو

ارے پہلے اپنا گھر صحیح کرو پھر ہمارا گاؤں صحیح کرنا اور اب بیوی کے پاس گیا۔ بیگم ادب سے دھیرے دھیرے بیگم! اب وہ اتنی آواز میں کہاں اٹھنے والی ہے۔ بیغم غم تو غم بیغم اونچی آواز سے بولا۔ تب وہ ہڑبڑا کر کے اٹھی۔ "کیا بات ہے؟ بیگم ذرا کافی پلا دو۔ رات تقریر بہت تیز تیز کی۔ گلا خراب ہوگیا۔ ابھی یہ بات کی تھی کہ دیکھا گڈو رو رہا ہے۔ گڈو جو رونے لگا۔ "ای ای ای! وہ مولوی صاحب لڑکے کو لے

بیٹے کو چومنا بھی شرک ہے

کر باہر نکل گئے کہ بیوی ڈسٹرب نہ ہو اور کافی بن جائے۔ گڈو کو لے کر باہر گئے، کوئی دُکان کھل رہی تھی وہاں سے بسکٹ لیا بسکٹ لے کر کے کہا:۔

"لے بیٹا! لے میرے کلیجے۔ میرا دل، میرا گُردہ۔ میری اوجھڑی، نہ رو میرے

چاند، میرا تارا، میری گنگا، میری جمنا! اب اس کو چمکار رہے ہیں، پھسلا رہے ہیں اور اس کے منہ میں بسکٹ ڈال دیا۔ اور جب بسکٹ ڈل گیا تو وہ تھوڑا سا رونا بھول گیا۔ تو جب رونا بھول گیا تو چہرہ کھل گیا، چہرہ جب کھل گیا تو باپ میں محبت کا جوش آیا اور ماتھا چوما، گال چوما، گلا چوما۔ ایک سُنّی دیکھ رہا تھا آکر اس نے پکڑا مولانا عبداللہ، اب بول عبیداللہ۔ اے بولو! تمہاری گود میں کون ہے؟ اس نے پوچھا۔ مولوی صاحب بتاؤ تمہاری گود میں کون ہے؟ "میرا لڑکا ہے۔" نہیں یہ سوال نہیں ہے۔ "تمہاری گود میں اللہ ہے کہ غیر اللہ۔ بول گود میں کون ہے؟ اللہ ہے کہ غیر اللہ ہے" بولے ـــ استغفراللہ: معاذاللہ! یہ تو غیر اللہ ہے۔" سُنّی نے کہا۔ رات تم نے اجتماع میں کہا تھا "غیر اللہ کو چومنا شرک ہے اور کہہ رہے ہو یہ غیر اللہ ہے، تو صبح ہی صبح شرک! کیوں پہلی بار لڑکے کو چوما ہے۔ یہ پہلا شرک ہے یا پرانا ہے۔

سُنّی کو موقعہ مل جائے تو چھوڑتا نہیں۔ وہ کون ہے جس نے اپنے بیٹے کو نہیں چوما۔ تو کیا غیر اللہ کا چومنا شرک ہے تو شرک بہت پرانا معاملہ ہو جائے گا۔" اب جب پکڑا گیا تب مولوی صحیح صحیح بولتا ہے۔

چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں محبت سے ہے

عبداللہ بھائی سن! میں نے اس کو چوما ہے نا۔ ہاں چوما ہے۔! چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں ہے محبت سے ہے۔ اب صحیح بول رہا ہے۔ جب پکڑا گیا تب صحیح بول رہا ہے۔ چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں ہے۔ میں نے عبادتاً نہیں چوما ہے۔ یہ میرا بیٹا ہے محبت سے چوما ہے۔ چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں ہے۔ محبت سے ہے۔ جب صحیح بولا تب سُنّی نے کہا! مولوی صاحب!

اس مسئلہ میں اب ہم اور تم ایک ہوگئے ہیں۔ ہمارا اختلاف ختم ہوگیا۔ تم کہتے ہو چومنے کا تعلق محبت سے ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ چومنے کا تعلق محبت سے ہے۔

ہم اللہ والوں کو چومتے ہیں

مگر ہماری تمہاری قسمت کا فرق یہ ہے کہ تمہیں گھروالوں سے محبت ہے تم گھروالوں کو چومتے ہو۔ ہمیں اللہ والوں سے بھی محبت ہے۔ ہم اللہ والوں کو چومتے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ، ہم چومیں کہ نہ چومیں۔

کالا کالا چومو

تو مجھ سے حج نے کہا جو آنے والا ہے، لوگ جانے والے ہیں حج بولا کون نہیں چومتے غیر اللہ کو۔ میں نے کہا کچھ جماعت والے ہیں جو کہتے ہیں نہیں چومنا چاہیئے۔ "بھیج دو میرے پاس" حج بولا۔ جو مولوی کہے اسے میرے پاس بھیج میں بغیر غیر اللہ چومائے حاجی نہیں بننے دوں گا۔ تم ہندوستان میں سفید سفید نہیں چومتے تھے۔ جاؤ کعبے میں کالا کالا چومو، حجر اسود یعنی پتھر اسود یعنی کالا۔ تو وہ کہتے ہیں دیکھو میاں ہم حجر اسود کو اس لئے چومتے ہیں کہ جنتی حجر ہے۔ یہ جواب دیں گے۔ تو تم اس کو جواب دو کہ مولوی صاحب تمہاری نادانی کی بھی کوئی حد ہے

جنتی پتھر چومتے ہیں جنتی بشر نہیں

کہ جنتی حجر چومتے ہو جنتی بشر نہیں، جنتی حجر چومتے ہو جنتی بشر نہیں۔ مجھے بتاؤ جنتی حجر بڑا کہ جنتی بشر، بھئی جنتی جنتی برابر، حجر بڑا کہ بشر، اشرف المخلوقات پتھر ہے کہ آدمی۔ جب چھوٹے کو چوم لیا تو بڑے میں کیوں جھجک رہے ہو۔ تب وہ کہتے ہیں۔ رسول نے چوما ہے، اس لئے چومتا ہوں، رسول نے چوما ہے، رسول کا لب لگا ہے اس لئے چومتا ہوں۔ اگر یہ کہیں تو تم جواب دینا۔ ایک لفظ میں جواب کہ نادان! جس پتھر کو رسول کا لب لگے اسے تم چومتے ہو اور گنبد خضریٰ میں رسول کا سب کچھ لگے۔ وہاں لب لگا ہے،

قبر میں سب لگا ہے۔ جب لب کا یہ حال ہے تو سب کا کیا حال ہوگا۔

نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت، نعرۂ غوثیہ

رسول نے بشر کو چوما ہے

ایک بات اور میں آپ کو بتا دوں کہ کہیں گے کہ رسول نے پتھر کو چوما، ہم پتھر کو چومیں گے۔ رسول نے حجر اسود کو چوما ہے، ہم حجر اسود کو چومیں گے۔ رسول نے بشر کو نہیں چوما کہ ہم بشر کو چومیں۔ رسول نے آدمی کو نہیں چوما کہ ہم آدمی کو چومیں رسول نے انسان کو نہیں چوما کہ ہم انسان کو چومیں۔ تو تم بھی اسی جھٹکے میں جواب دینا کہ :۔

رسول نے آدمی کو بھی چوما ہے، رسول نے بشر کا بھی بوسہ لیا ہے، رسول نے انسان کا بھی بوسہ لیا ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں امام حسین کو چوما ہے کہ نہیں، امام حسن کو چوما ہے کہ نہیں۔ رخسارِ حسنین علیہ السلام کو چوما ہے کہ نہیں۔ میرے رسول نے پتھروں میں اگر حجر اسود کو چوما ہے تو انسانوں میں حسن اور حسین کو بھی چوما ہے۔ (نعرہ تکبیر)

حجر اسود کو بھی چومو اور جنتی بشر کو بھی

اور دونوں کو چوم کر رسول نے انسانوں کو ذہن دے دیا "اے میرے وفادارو! ایسا حجر ملے تو حجر چومو، ایسا بشر ملے تو بشر چومو۔" ایک لمحے کے لئے میں توجہ چاہوں گا۔ میرے دوست! انہوں نے کہا ہے کہ چومنا شرک ہے۔ میں کہتا ہوں چومنا شرک شکن ہے، وہ کہتے ہیں چومنا

شرک سے بچنا ہے تو چومو

شرک ہے، میں کہتا ہوں چومنا شرک توڑ ہے۔ شرک سے بچنا ہو تو چومو۔ یہ ثابت کرنا میرا کام ہے۔ کیسی عجیب بات ہے جو چیز شرک کہی جا رہی ہو اسے شرک توڑ کہنا، وہ شرک شکن ہو۔ ایک بات بتاؤ۔ اللہ کو چھو سکتے ہو اگر کوئی بسیار

اللہ کو چھو دے تو پانچ لاکھ میری طرف سے لے لے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اگر میں ایک مرید سے کہہ دوں دے دیں گے۔ مگر اللہ کو چھو کے بتاؤ، اللہ کو پکڑ کے بتاؤ اسے جس کو چھو لیں وہ اللہ ہی نہیں۔ وہ ملا ہو سکتا ہے اللہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ کو پکڑا نہیں جا سکتا، اللہ کو چوما نہیں جا سکتا۔ اللہ کا بوسہ لے سکتے ہو کوئی بھی اللہ کا بوسہ سکتا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، وجہ اس لئے کہ:

چومنا شرک شکن ہے

اللہ
مکان مکانیات سے پاک ہے۔
تعین، تعینات سے پاک ہے۔
حد اور حدود سے پاک ہے۔
جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔
زمان و زمانیات سے پاک ہے۔

اللہ لامحدود ہے اسے چوما نہیں جا سکتا، اسے چھوا نہیں جا سکتا اسے پکڑا نہیں جا سکتا۔ اللہ کو چھو نہیں سکتے اس کو چوم نہیں سکتے۔ یہ طے ہے جب یہ طے ہے کہ خدا کو چوما نہیں جا سکتا تو یہ بھی طے ہو گیا کہ جسے ہم چوم لیں گے وہ اللہ ہو سکتا تو جس طرح سے عیسیٰ کی عظمتوں کو دیکھ کر ان کے معجزات کو دیکھ کر لوگوں نے انہیں اللہ کہہ دیا، کہیں ایسا نہ ہو کر غوث اعظم کی عظمتوں کو دیکھ کر، غریب نواز کی کرامتوں کو دیکھ کر، مخدوم سمنانی کی عظمتوں کو دیکھ کر، ان کی کرامتوں اور چمکار کو دیکھ کر کہیں لوگ غوث و خواجہ کو خدا نہ کہہ دیں۔

اس لئے انہیں چوم لو۔ جب تم چوم لوگے تو دل کہے گا ہم نے انہیں چوم لیا ہے یہ اللہ ہو نہیں سکتے اس لئے کہ اللہ کو چوما نہیں جا سکتا اور جسے چوم لیں گے وہ اللہ ہو نہیں سکتا۔ تو چومنے نے ہمیں شرک سے بچا لیا۔

رہ گئی بات اولیاء اللہ پر سجدے کی تو تم کیا حسد کرو گے۔

تم کیا جانو ولی کی شان کیا ہے۔
تم کو کیا معلوم اسلامک سٹیٹ کیا ہیں۔
تم کو کیا معلوم یہ صوفی کیا ہوتا ہے۔
یہ عارف باللہ کیا ہوتا ہے۔ اس کے لئے تو پروردگار نے اپنے ذمے لے لیا

ماضی کا ڈر نہیں مستقبل کا ڈر ہوتا ہے

لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ

" یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم"۔

ایک بات اچھی طرح سے یاد رکھو! آدمی ماضی سے ڈرتا نہیں، دکھی ہوتا ہے بھوک کال سے۔ دکھ پہنچتا ہے گذرے ہوئے دنوں سے، بیٹا مرگیا اس کا دکھ ہے اور ڈر جو ہے وہ مستقبل کا ہوتا ہے۔ ڈر کا تعلق مستقبل سے ہے آدمی آنے والے دنوں سے ڈرتا ہے اور گئے ہوئے دنوں سے دکھی ہوتا ہے دکھ کا تعلق ماضی سے ہے اور ڈر کا تعلق مستقبل سے ہے۔ لڑکا مرگیا اس کا دکھ ہے، کہیں مر نہ جائے اس کا ڈر ہے۔

جنگل میں ایک شیر تھا، ایک خانصاحب تھے انہوں نے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا پیٹ چیر دیا۔ ماردیا شیر کو۔ ڈر لگا شیر آرہا ہے۔ ڈر جاؤ گے نا۔ اتنا بھیانک واقعہ ہے۔ مذاق نہیں ہے۔ گپ شپ نہیں ہے۔ وہ فرید خان ہے۔ جنگل میں شیر کو مارا تو شیر خان ہو گئے اور جب وہ بادشاہ ہوئے شیر شاہ ہو گئے، شیر شاہ ہو گئے۔ یہ گپ نہیں ہے واقعہ ہے۔

تو خطرناک سے خطرناک واقعہ بیان کیا جائے تم ڈرو گے نہیں کیونکہ وہ گذرے ہوئے زمانے کا ہے۔ کربلا کا ذکر کریں تو دل دکھی ہو جائے گا، ڈر نہیں لگے گا دکھ ہو گا، غم ہو گا۔ لیکن کہیں کربلا کا واقعہ پھر دہرا نہ دیا جائے، اس کا ڈر ہو گا۔

باپ مرگیا اس کا غم ہے، کہیں مر نہ جائے اس کا ڈر ہے تو ڈر کا تعلق مستقبل سے ہے۔ مستقبل ڈراتا ہے۔ اور ماضی غم دیتا ہے۔

اللہ کے ولی کو دکھی نہیں کہہ سکتے

اللہ فرماتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے نہ غم۔ اور غم کا تعلق ماضی سے ہے۔ خوف کا تعلق مستقبل سے ہے اور خدا کہتا ہے انہیں خوف نہیں، خدا کہتا ہے انہیں دکھ نہیں۔ تو جسے دکھ نہیں، ماضی نے کچھ دیا نہیں اور جسے ڈر نہیں وہ مستقبل سے ڈرا نہیں۔ تو مستقبل میں اتنی طاقت نہیں کہ ولی کو ڈرا سکے اور ماضی میں اتنی طاقت نہیں کہ اللہ کے ولی کو دکھی کر سکے تو اللہ کا وہ ولی جو زمانوں سے نہیں ڈرتا اس کا یہ جماعت کیا بگاڑے گی۔ یہ ٹکڑے کے محتاج کیا بگاڑ لیں گے۔

جو خدا کی نصرت پر ہو۔

جو خدا کے بھروسے پر ہو۔

اس کو ریال کی بنیاد پر

یہ عرب کے غنڈوں کی بنیاد پر

یہ نجدی سرپھروں کی بنیاد پر۔ تم رسول پاک پر غداری کی جو بنیاد ڈالے ہوئے ہو۔ یہ نجد میں تمہیں مبارک ہو لیکن بھارت کی دھرتی پہ

سرکار نقشبند کے ماننے والے

محبوب الٰہی کے ماننے والے

گنج شکر کے ماننے والے

غریب نواز کے ماننے والے

مجدّد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی کے متوالے، امام احمد رضا کا وفادار اپنی جان دے سکتا ہے اپنا ایمان نہیں دے سکتا اپنے عقیدے کا سودا نہیں کرسکتا۔

یہ ہندوستان خواجہ غریب نواز کا ہندوستان ہے۔ یہ بھارت ولیوں کی سرزمین ہے یہ اللہ کے پہچاننے والوں کی دھرتی ہے، یہ اللہ والوں کی دھرتی ہے۔ یہ انسانیت کے نوازنے والوں کی دھرتی ہے۔ ارے تخت وتاج کو مخدوم اشرف نے چھوڑا تو انہیں ایران پسند نہیں آیا۔ ہندستان پسند آیا ہمارا بھارت پسند آیا۔ بھارت ہمارے مرشد کی دھرتی ہے اس لئے ہمارا بھارت ہم سے کوئی چھین نہیں سکتا۔

جب تک غریب نواز رہیں گے بھارت میں غریب رہے گا، جب تک بندہ نواز رہیں گے بھارت میں بندہ رہے گا، جب تک اشرف ہیں اشرفیت رہے گی، جب تک امام رضا ہے رضویت رہے گی اور جب تک ہم سب ہیں سنیت رہے گی۔ (نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت)

اگر پٹرول ڈالر پر ان کو غرور ہے۔

اگر عرب کے روپے پیسے پر ان کو گھمنڈ ہے اور ہم کو ہماری غریبی کو للکارتے ہیں تو

مخدوم اشرف ہماری طاقت ہیں۔
غوث اعظم ہماری طاقت ہیں۔
غریب نواز ہمارے لئے طاقت ہیں۔

سُنّی نوجوانو! اُٹھو

اولیاء کرام کا سہارا لے کر سنّی نوجوانو اٹھو بلکہ جس طرح انسانیت کو بچانے کے لئے تخت وتاج کو مخدوم اشرف نے ٹھوکر ماردی اور مخدوم سمنانی نے دنیا کو درس دیا کر کسی کے

کے لیے بندہ نہیں ہے بلکہ خدمت کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہدایت کے لیے بنایا گیا ہے۔

اقتدار کے لئے نہیں بنایا گیا، پروردگار کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس لئے انسان کی خدمت کریںگے۔

سُنّیو! تمہیں غریبی مُبارک

جماعت کو اگر امیری پر ناز ہے کروہ دولت مند ہے، اس کے پاس ڈالر ہے، اس کے پاس پونڈ ہے، اس کے پاس سعودی ریال ہے، اس کے پاس کویت کا دینار ہے تو ان کو دولت مبارک ہو، ان کو امیری مبارک ہو اور ہم بمبئی کے غریب مسلمانوں کو غریبی مبارک ہو۔

اے سُنّیو! تم اپنی غریبی پہ شرمندہ مت ہونا۔ تم اپنی غریبی کو کمزوری مت سمجھنا۔ اپنی غریبی کو بے بسی مت سمجھنا، اپنی غریبی کو مجبوری مت سمجھنا یہ غریبی طاقت ہے، یہ غریبی سرمایہ ہے، یہ غریبی میرے رسول کی پسند ہے یہ غریبی صوفیائے کرام کی محبت کی علامت ہے۔ اس غریبی سے ڈرنا مت، غریبی سے جھکنا مت، غریب کو گلے لگاؤ غریبی پہ فخر کرو۔ اگر جماعت کے امیروں کو اپنی امیری پہ ناز ہے تو اعلان کردو کہ بمبئی کے غریب مسلمانوں کو اپنی غریبی پہ ناز ہے اور وہ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ توجہ چاہوں گا۔

اے جماعت کے امیرو ہم تم سے نہیں ڈرتے کیونکہ اگر تم جماعت کے امیر ہو تو کان کھول کر سن لو، جماعت کے امیرو! تمہارے پاس کوئی امیر نواز نہیں ہے، ہم غریبوں کے پاس غریب نواز ہے اور جب تک غریب نواز رہیں گے اس وقت تک کوئی غریب کسی امیر کی چوکھٹ پر نہیں جھکے گا اس لئے کہ غریب نواز ولی اللہ ہیں اور ولی اللہ نہ ڈرتا ہے نہ دکھی ہوتا ہے تو میرا خواجہ مخدوم اشرف جن کا عرس ہو رہا ہے سرکار مخدوم سلطان سید جہانگیر

اللہ کے ولی کو خوف نہیں

سمنانی سلطنت سمنان ہیں جو غوث الاعظم ہیں جو جہانگیر ہیں۔ جو عالم پناہ ہیں، جو غوثِ وقت ہیں۔ جنہوں نے غوثیت پر فائز ہو کر:

نظام کائنات کو چلایا ہو
جو تمام ولیوں کا سردار رہا ہو
جو اپنی صدی کا مجدد رہا ہو
جو شیخ الاسلام والمسلمین رہا ہو
جو مجدد اسلام رہا ہو۔
جو مجتہد فی الطریقت رہا ہو۔

جس وحدت الوجود کے فلسفے کی تبلیغ بھی کیا ہو وہ عظیم ترین ہستی جب ہماری نگہبان ہوگی اس لئے کہ رب خود فرماتا ہے کہ اللہ کے ولی کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم گویا مخدوم اشرف کو نہ کوئی غم ہے نہ کوئی خوف۔ جب اشرف کو غم نہیں تو اشرفی کو کیا غم ہے۔ جب اشرف نہیں ڈرتے تو اشرفی کیوں ڈرے گا۔ اس لئے کہ:

الا انّ اولیاء اللہ لَاخوفٌ عَلَیْھِمْ ولا ھُمْ یَحْزَنُون

اللہ کے ولی کو جب خوف نہیں ہے تو اُن کے ماننے والوں کو کاہے کا خوف ہو۔ تو نہایت بے خوفی سے کھڑے ہو جایئے اور بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام پیش کیجیے!

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن دُرود گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
نورِ عینِ لطافت پہ اَلطف دُرود زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام
سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام
نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا دُرود مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصلِ ہر بُود و بہبودِ تخمِ وُجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام
فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام
بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزّت پہ لاکھوں سلام
سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود
عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام
ماہِ لاہُوتِ خلوت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ ناسُوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام
کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر دُرُود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
پرتوِ اسمِ ذاتِ اَحَد پر درود
نسخۂ جامعیّت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام
مُجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں دُرود
مجھ سے بے بس کی قوّت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ دَنیٰ ھُوْ میں گم کُنْ اَنَا
شرحِ متنِ ہویّت پہ لاکھوں سلام
انتہائے دُوئی ابتدائے یکی
جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
کثرتِ بعدِ قلت پہ اکثر دُرود
عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام
ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ دُرود
حق تعالیٰ کی مِنّت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام
سببِ ہر سبب منتہائے طلب
علّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام
مصدرِ مظہریّت پہ اظہر درود
مظہرِ مصدریّت پہ لاکھوں سلام
جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گُلِ پاکِ مَنْبَت پہ لاکھوں سلام
قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِّ ممدودِ رأفت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام
وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام۔

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں   اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا   لکّہ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام
لَیْلَۃُ الْقَدْرِ میں مَطْلَعِ الْفَجْرِ حق   مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لختِ دلِ ہر جگر چاک سے   شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام
دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان   کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال   اُس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا   اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی   اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ   ظلّہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباریٔ مژگاں پہ برسے درود   سِلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام
معنیٔ قَدْ رَاٰی مقصدِ مَا طَغٰی   نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا   اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود   اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے   اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
اُن کے خد کی سہولت پہ بیحد درود   اُن کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے   اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود   نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق   اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن   سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
ریش خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل   ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں   اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا   چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں   اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جان بنے   اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اُس کی پیاری فصاحت پہ بیحد دُرود   اُس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اُس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود   اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول   اُس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے   اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں   اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں   اُس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام
دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف   ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام
حجرِ اسود و کعبہ جان و دل   یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام
رُوئے آئینۂ علم پشتِ حضور   پشتیٔ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا   موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں   ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون   ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم   اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں   اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال   ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود   شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں   غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام
کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا   اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی   اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور   زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم   شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے دُرود
یادگاریٔ اُمّت پہ لاکھوں سلام
زرعِ شاداب و ہر ضرعِ پُرشیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام
بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دُودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام
مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درود
بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اُس خدا بھاتی صُورت پہ لاکھوں سلام
اُٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام
فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ دُرود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ اَدا پر ہزاروں درود
بے تکلّف ملاحت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروروں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
روزِ گرم و شبِ تیرۂ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اُس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
اندھے شیشے جھلاجھل دمکنے لگے
جلوہ ریزیٔ دعوت پہ لاکھوں سلام
لطفِ بیداریٔ شب پہ بے حد درود
عالمِ خواب راحت پہ لاکھوں سلام
خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود
گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
نرمیٔ خوئے لینت پہ دائم درود
گرمیٔ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام
شورِ تکبیر سے تھرتھرائی زمیں
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ   ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں   اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
شمع تابانِ کاشانۂ اجتہاد   مفتیٔ چار ملت پہ لاکھوں سلام
جاں نثارانِ بدر و اُحد پر درود   حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام
وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا   اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
خاص اُس سابقِ سیرِ قربِ خدا   اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا   عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اُس افضل الخلق بعد الرسل   ثانیٔ اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین   چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر   اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امام الہدیٰ   تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی   جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام
زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود   دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ منثور قرآں کی سلک بہی   زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ   حلہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین!   ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خُدا   بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج   چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن   پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج   حامیٔ دین و سنت پہ لاکھوں سلام
مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سب   اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
جس مسلماں نے دیکھا انھیں اِک نظر   اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی   اُن سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

نعرہ ہائے دلیراں سے بن گونجتے   غرّشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام
وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا   مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں   شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام
الغرض اُن کے ہر مُو پہ لاکھوں دُرود   اُن کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام
ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود   ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود   اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس   اہلِ بیتِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے   اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیر الرّسل سے ہے جن کا خمیر   ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ   حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے   اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ   جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
وہ حسن مجتبیٰ سیّد الاسخیا   راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ   رُوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی   چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام
اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا   بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ دُرجِ نجف مہرِ بُرجِ شرف   رنگِ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام
اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق   بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
جلوگیانِ بیت الشّرف پر درود   پردگیانِ عفت پہ لاکھوں سلام
سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں   حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی   اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
مَنْزِلٌ مِن قَصَبٍ لَا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ   ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام
بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی   اُس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

باقی ساقیانِ شرابِ طہور   زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام
اور جتنے ہیں شہزادے اُس شاہ کے   اُن سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درُود   اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف   چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
کاملانِ طریقت پہ کامل دُرود   حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام
غوثِ اعظم امام التقیٰ و النقیٰ   جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب و ابدال و ارشاد و رُشد الرّشاد   محیِ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام
مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود   فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء   اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاہ برکات و برکات پیشینیاں   نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام
سیّد آلِ محمد امام الرشید   گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرت حمزہ شیرِ خدا و رسُول   زینتِ قادریّت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال   سب میں اچھّے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطرِ مجموعۂ آلِ رسُول   میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیبِ سجّادہ سجّادِ نوری نہاد   احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب   تا ابد اہلِ سنّت پہ لاکھوں سلام
تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خُدا   بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن   اہلِ وُلد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں   شاہ کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور   بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

صلی اللہ علیہ وسلم

وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃ

بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پیش فرمائیں!

ابھی مجھے اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے چند منٹ بھی نہیں ہوئے، کرسی سنبھالے دیر نہ لگی کہ لوگوں نے ہار اور پھول میرے گلے میں ڈالنا شروع کیے۔ جنہیں میں نام سے جانتا ہوں اور ان لوگوں نے بھی پھول چڑھائے جن کو میں نام سے نہ جان سکا۔

ایک بات بتائیے کہ یہ جو پھول میرے گلے میں ڈالے گئے شرعاً صحیح ہیں یا نہیں۔ کسی نے اس کو حرام کہا۔ کسی کو پھول پیش کرنا ناجائز ہے۔ کسی فرقے اور کسی ٹائپ کے مولوی نے آج تک یہ بات نہیں کہی ہوگی کہ گلے میں پھول ڈالنا یا ہاتھ میں پھول لینا حرام ہے ورنہ تو سارے باغیچے ویران ہو جائیں گے۔ یہ جو ہار آپ نے میرے گلے میں ڈالا اس کو شرعاً نہ تو کسی نے ناجائز کہا نہ بدعت اور نہ حرام۔ بلکہ سنت تو یہ ہے کہ جو کوئی اسے سونگھے وہ درود شریف پڑھے کیونکہ خوشبو سرکار کو پسند اور یہ پھول خوشبودار تو پسندیدۂ سرکار، اب جو بیکار وہی برسرِ پیکار

پھول ڈالنا جائز ہے یا نہیں

اچھا یہ پھول میرے گلے میں جو ڈالے گئے ہیں، مجھے کیا سمجھ کر ڈالے گئے۔ مجھے کیا سمجھتے ہوئے ڈالے گئے؟ زندہ یا مُردہ! بھئی یہ مجھے زندہ سمجھ کر ہی تو چڑھائے گئے ہیں۔ یہ جو میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں، میں زندہ ہوں یا مردہ۔ یہ تو کوئی بحث کی بات ہی نہیں تو ایسا زندہ ہوں کہ مولوی نبی کو تو مردہ کہہ سکتا ہے لیکن مجھے مردہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے

یہیں سے سنیوں کا عقیدہ واضح ہوگیا کہ ہم پھول ہمیشہ زندوں پر چڑھاتے ہیں۔ اسی چھوٹی سی بات سے بات کلیئر ہورہی ہے کہ ہم پھول ہمیشہ زندوں پر چڑھاتے ہیں۔ زندہ چاہے زمین پر ہو یا زمین میں، پھول ہمیشہ زندوں پر ہی چڑھائے جاتے ہیں، زندہ چاہے زمین پر ہو یا زمین میں ہو، زندہ چاہے زمین پر ہو یا کرسی پر ہو۔ مردہ ہو تو ہم گھاس بھی نہیں ڈالیں گے۔ صرف زندوں پر ہی پھول چڑھائے جاتے ہیں، جبھی تو مُردوں کو اعتراض ہورہا ہے۔

نماز قائم کرنے کا مطالبہ ہے

میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا سیدھا سادا ترجمہ تو یہ ہے کہ "نماز قائم کرو" وَاَقِیمُوا الصَّلوٰۃ نماز کو قائم کرنے کا مطالبہ ہے۔

یہ نہیں کہا کہ نماز پڑھو، یہ نہیں کہا کہ نماز شروع کرو، یہ نہیں کہا کہ نماز کے لئے چل پڑو۔ واقیموا الصّلوٰۃ، نماز قائم کرو۔

نماز قائم کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں کہ نماز قائم ہی نہیں ہو سکتی اگر ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بھی کم ہو۔ قرآن نماز قائم کرنے کا آرڈر دے رہا ہے۔ اوّل یہ کہ نماز پڑھنا ضروری اور دوسری بات یہ کہ پڑھی ہوئی نماز کا بچانا ضروری۔ اگر نماز پڑھی نہیں تو بچاؤ گے کیا

اس لئے کہ اگر تم نماز پڑھتے گئے، اور گنواتے گئے۔

نماز پڑھتے گئے اور لٹاتے گئے،

"نماز پڑھتے گئے اور برباد کرتے گئے، تو قائم کب ہوگی۔

دولت کمائے بھی اور بچائے بھی

اس لئے کہ یہ مثال سمجھ لیں کہ اگر کوئی شخص دولت مند بننا چاہے تو وہ پہلے تو دولت کو کمائے، پھر اسے بچائے۔ اگر

آپ ایک کروڑ کمائیں اور سوا کروڑ اڑائیں تو دولت مند کیسے بنیں گے۔ آپ سے اچھا تو وہ رکشے والا ہے جو دس روپے کماتا ہے اس میں سے پانچ روپے خرچ کرتا ہے اور پانچ بچالیتا ہے۔

نماز پڑھنا ضروری اور بچانا ضروری

تو اس مثال سے واضح ہوا کہ نماز کو قائم کرنے کے لئے دو بات ضروری ہیں:

۱۔ نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔
۲۔ نماز کو بچانا ضروری ہے

اس لئے ضروری ہے کہ جو سجدہ کرو اسے بچاؤ
جو رکوع کرو اس کو بچاؤ
جو اقامت کرو اس کو بچاؤ

قیام کو بچاؤ، سجود کو بچاؤ، قرأت کو بچاؤ۔ پہلی رکعت ہو۔ دوسری رکعت ہو۔ تیسری رکعت ہو۔ چوتھی رکعت ہو۔ فجر کی چار رکعتوں کو بچاؤ، عصر کی آٹھ رکعتوں کو بچاؤ، ظہر کی بارہ رکعتوں کو بچاؤ۔ عصر کی آٹھ رکعتوں کو بچاؤ۔ مغرب کی سات رکعتوں کو بچاؤ، عشاء کی سترہ رکعتوں کو بچاؤ۔ پڑھتے بھی رہو اور بچاتے بھی رہو۔

نمازیں برباد ہو گئیں تو کیا ہوگا

اگر تم نے نماز پڑھنا شروع کر دی تو یہ اچھا کیا لیکن اگر نماز بچانے کا ڈھنگ نہیں ہے تو سب کچھ برباد ہوتا چلا جائے گا

سجدے برباد ہو گئے تو پھر کیا ہوگا؟
نمازیں برباد ہو گئیں تو پھر کیا ہوگا۔
ایک عقل والے نے سوال کیا کہ کیا نمازیں برباد ہو سکتی ہیں؟

کیا عبادتیں برباد ہو سکتی ہیں ؟
کیا ریاضتیں برباد ہو سکتی ہیں ؟
کیا سجدے برباد ہو سکتے ہیں ؟
کیا ذکر و تسبیح برباد ہو سکتی ہے ؟
کیا ہم اللہ کی عبادت پہ عبادت کریں اور یہ برباد ہو جائے گی ؟
کیا ہم ریاضت پہ ریاضت کریں یہ برباد ہو جائے گی ؟
کیا تقویٰ برباد ہو سکتا ہے۔ ؟
کیا طہارت برباد ہو سکتی ہے۔
کیا نمازیں برباد ہو سکتی ہیں ؟
کیا سجدے برباد ہو سکتے ہیں ؟
کیا عبادت برباد ہو سکتی ہے۔ ابھی تو ہم یہ سوال کر رہے تھے تب تک اسلام نے کہا چپ رہو۔
عبادتیں برباد ہو چکی ہیں۔
ریاضتیں برباد ہو چکی ہیں۔
تقویٰ برباد ہو چکا ہے۔
ابھی تو سوچ ہی رہا ہے یہ تو بہت پہلے ہو چکا ہے۔
سجدے پہ سجدے کرتا رہا مگر بچا نہ سکا۔
ریاضت پر ریاضت کرتا رہا مگر بچا نہ سکا
تقوے پر تقویٰ کرتا رہا مگر بچا نہ سکا

کچھ نہ بچا سکا

پوچھا، کون ؟ کہا وہی جس نے چھ کروڑ برس تک سجدے پہ سجدہ کیا مگر جب نبی کے آگے جھکنے کا حکم دیا گیا تو وہ اپنا سجدہ نہ بچا سکا، اپنی ریاضت نہ بچا سکا

اپنی عبادت نہ بچا سکا، ریاضت نہ بچا سکا۔ اپنا تقویٰ نہ بچا سکا۔

میرے دوستو جب اتنا بڑا استاد۔ اتنے علم والا۔ اتنی عبادت والا۔ اتنی ریاضت والا — اتنا تقوے والا — فرشتوں کو پڑھانے والا جب فرشتوں کو پڑھانے والا نبی سے غدّاری کر سکتا ہے تو یہ۔ بچوں کو پڑھانے والے نبی سے غداری کر جائیں تو یہ کونسی حیرت کی بات ہے۔

چالیس کروڑ برس کا عبادت گذار

میرے دوستو جب یہ بات آ ہی گئی ہے تو ہم اسے گیئر میں کیوں رکھیں۔ ٹاپ گیئر لگا کے آگے کیوں نہ بڑھ جائیں اس لئے آسانی سے سمجھنے کے لئے میرے دوستو اس نے ایسی عبادت کی۔ وہ کیسا عبادت گذار ہے۔ ایک ہفتے کا نہیں — چالیس دن کا عبادت گذار نہیں — اسی دن کا — نہیں، گھر بھر کا — نہیں، — محلے بھر کا — نہیں، جماعت بھر کا؟ — نہیں، ملک بھر کا؟ نہیں، سینکڑوں برس کا عبادت گذار؟ — نہیں، ہزاروں برس کا؟ — نہیں — چھ کروڑ برس، چھ کروڑ برس لگاتار۔ ابلیس نے مستقل چھ کروڑ برس عبادت کی۔ چھ کروڑ برس پہلے مذہب ہی نہیں تھا — چھ کروڑ برس پہلے جھگڑا ہی نہیں تھا۔ چھ کروڑ برس پہلے لفڑا ہی نہیں تھا۔

جھگڑا سو برس سے ہے

یہ جھگڑا تو صرف سو برس کا ہے یہ مذہب تو سو برس ہی سے ہے — اسلام چودہ سو برس سے ہے — تو یہ اور تو سب کچھ ہو سکتے ہیں اسلام نہیں ہو سکتے — اسلام پہلے سے ہے جماعت بعد میں ہے — مثلاً اگر کوئی کہے کہ میں مکان گراؤں گا — پتہ چلا کہ مکان پہلے ہے — گرانے والا بعد میں ہے — اسی طرح اگر کوئی کہے میں میلاد نہیں

ہونے دوں گا — عرس نہیں ہونے دوں گا — تو اس سے ظاہر ہوا — نہیں والا بعد میں ہے — جو بعد میں ہے تو وہی بدعت ہے — اور بعد میں تو یہی ہیں دوستو۔

تعظیمِ نبی سے انکار

وہ، یعنی ابلیس عبادت کرتا رہا جب تک اللہ نے کروائی۔

جب تک اللہ نے اپنا سجدہ کروایا، تب تک وہ کرتا رہا۔

جب تک اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کروایا ابلیس کرتا رہا۔

مگر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعظیم کا حکم دیا تو انکار کر دیا۔ اور ابلیس کا یہ انکار قرآن کے اندر اسی طرح موجود ہے:

وَ اذقلنا لِلمَلَائکۃ اسجُدُوا لِآدمَ فَسَجَدُوْ
اِلّا ابلیس اباوا ستکبر وکان مِنَ الکافرین

"جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمام فرشتے آدم کو سجدۂ تعظیم بجا لائیں تو سب سجدے میں گر گئے سوائے ابلیس کے۔"

اللہ کی عبادت کریگا نبی کی تعظیم نہیں

اس نے نبی کی تعظیم سے انکار کر دیا۔ یہیں سے شیطان کا مزاج معلوم ہو گیا — ابلیس کی سوچ معلوم ہو گئی — اس کا مزاج معلوم ہو گیا — اس کی فطرت معلوم ہو گئی — ابلیس کی نیچر معلوم ہو گئی کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے عبادت کروائی — تب تک وہ عبادت کرتا رہا — مگر جب نبی کی تعظیم کا حکم دیا تو انکار کر دیا۔ چھ کروڑ برس وہ اللہ کی عبادت کرتا رہا مگر ایک سیکنڈ کے لئے نبی کی تعظیم نہیں کر سکا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابلیس کی یہ فطرت ہے کہ اگر اللہ عبادت کرائے تو کرو

اللہ عبادت کہے تو کرو
اللہ ذکر کرائے تو کرو
اللہ تسبیح پڑھائے تو کرو
اللہ پاکی بیان کرائے تو کرو
اللہ اپنا سجدہ کروائے تو کرو
اللہ اپنی عبادت کرائے تو کرو
اللہ اپنی ریاضت کرائے تو کرو
اللہ اپنا ذکر کرائے تو کرو

لیکن اگر نبی کی تعظیم کا حکم اللہ تعالیٰ دے تو نہ کرو ـــــ یہی مزاج ہے یہی اس کا ماضی ہے ـــــ یہی اس کا حال ہے ۔

شیطان توحید کا منکر نہیں

شیطان نے اللہ کی عبادت سے کبھی انکار نہیں کیا ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ابلیس نہ تو لاالٰہ الا اللہ کا منکر تھا، وہ خدا کی توحید کا منکر نہیں تھا ـــــ نہ خدا کی صمدیت کا منکر ـــــ نہ خدا کی قدرت کا منکر ـــــ نہ اللہ کی ناصریت کا منکر ـــــ نہ اللہ کی حاکمیت کا منکر، نہ اللہ کی ذات کا منکر ـــــ

اس نے اللہ کی صفات کا انکار نہیں کیا ۔
اس نے اللہ کی توحید کا انکار نہیں کیا ۔
اس نے اللہ کی الٰہیت کا انکار نہیں کیا ۔
اس نے اللہ کی الوہیت کا انکار نہیں کیا
اس نے اللہ کی معبودیت کا انکار نہیں کیا
اس نے خدا کے مسجود ہونے کا انکار نہیں کیا ۔

یہ چلہ کشی کیسی ؟

اس نے اللہ کی عبادت ایک برس نہیں دو برس نہیں، ایک چلہ نہیں — دو چلہ نہیں — تین چلہ نہیں — چھ کروڑ برس تک وہ اللہ کی عبادت کرتا رہا — ذکر پہ ذکر کرتا رہا — عبادت پہ عبادت — ریاضت پہ ریاضت کرتا رہا — مگر جب نبی کی تعظیم کا حکم دیا تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہ کیا۔

اے اللہ میں تیری عبادت کرنے کو تو تیار ہوں مگر تیرے نبی کی تعظیم کو تیار نہیں۔

یہیں سے شیطان کی فطرت معلوم ہوگئی۔ یہیں سے شیطان کا مزاج معلوم ہوگیا۔ شیطان عبادت کے لئے تو تیار ہے مگر نبی کی تعظیم کے لئے تیار نہیں۔

جو شیطان کا انکار وہی ان کا انکار

عبادت کرنے کے لئے یہ بھی تیار ہیں — فجر پڑھاؤ تو پڑھیں گے — ظہر پڑھاؤ تو پڑھیں گے — عصر پڑھاؤ تو پڑھیں گے — مغرب پڑھاؤ تو پڑھیں گے — عشاء پڑھاؤ تو پڑھیں گے — نماز کہو تو پڑھیں گے — روزہ کہو تو رکھیں گے — حج کہو تو کریں گے — زکوٰۃ کہو تو دیں گے — عبادت چاہے جتنی کرا لو کریں گے — مگر ان سے نبی کی تعظیم کا کہہ کر دیکھ لینا، انکار کر دیں گے۔ اس لئے کہ جتنے پر استاد تیار ہے — اسی انکار پر شاگرد تیار ہیں جہاں اس کا انکار ہے وہیں ان کا بھی انکار ہے — جہاں اس کا اقرار ہے — وہیں ان کا بھی اقرار ہے — تو جو اس کا رزلٹ ہے وہی ان کا رزلٹ ہے۔

کیا جنّت ابلیس کیلئے نہ تھی؟

میں ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ جنّت کے دروازے ابلیس کے لئے کھُلے ہوئے تھے یا نہیں ـــ ؟ یقیناً اس کے لئے دروازے کھلے تھے، چوبیس گھنٹے کھلے تھے ـــ وہ جب چاہتا تھا جنت میں چلا جاتا تھا۔ جھولے پر مسٹر ابلیس پڑا رہتا ـــ رعب سے بیٹھا کرتا ـــ فرشتے اس کی ڈوری پکڑ کر جھولا جھلاتے تھے ـــ جنت میں جا چکا ہے ـــ جھولے پر بیٹھ چکا ہے ـــ جنت کی ہوا کھا چکا ہے ـــ جنت کا مزا لے چکا ہے ـــ لیکن بتاؤ جنت سے نکالا گیا ہے یا نہیں ـــ جرم بتاؤ غلطی بتاؤ کیا تھی ـــ وہ تو اللہ کی عبادت سے کبھی نہیں رکا ـــ پھر کیوں جنت سے نکلا ـــ ؟

اس کا ایک ہی جواب ہے کہ نبی کی تعظیم سے انکار کر دینے پر اس کی عبادت اس کے کام نہ آئی ـــ نبی کی توہین کے بعد اس کے سجدے اس کے منہ پر مار دیئے گئے ـــ کتنے سجدے ؟ ان گنت سجدے جب چھ کروڑ برس کا سجدہ ہوگا تو کتنا لمبا ہوگا ـــ اے غیرت مند مسلمانو! نبی کی توہین کرنے والے کے منہ پر اگر چھ کروڑ برس کے سجدے مارے جا سکتے ہیں ـــ اگر چھ کروڑ برس کے سجدے بیکار ہو گئے تو یہ گنتی کے پانچ سجدے کیا کریں گے ـــ ؟ جب ان گنت کا یہ حال ہے تو گنتی والوں کا کیا حال ہوگا !

اس غلطی کو مت دہراؤ

اس لئے اس غلطی سے ڈرو جس نے سجدوں کو برباد کر دیا۔ اس غلطی کو مت دہراؤ۔ فجر پڑھو تو اسے بچاؤ ـــ ظہر پڑھو تو اسے بچاؤ ـــ

وہ غلطی مت دہراؤ جس کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ــــ وہ غلطی جس پر کہا گیا "نکل جنت سے چل جہنم میں" ــــ وہ اندر تھا باہر ہوگیا نبی کی تعظیم کے انکار پر ــــ کیا وہ کوئی اور غلطی تھی فَسَجَدُوا اِلَّا اِبلیس سب سجدے میں چلے گئے سوائے ابلیس کے ــــ تو قرآن نے جو غلطی بتائی وہ انکارِ تعظیم نبوت ہے ــــ آدم علیہ السلام کی تعظیم کے انکار پہ وہ جنت سے باہر کر دیا گیا ــــ وہ اندر تھا باہر ہوگیا ــــ تو یہ لوگ تو پہلے ہی باہر ہیں ــــ بولو یہ لوگ دنیا میں ہیں جنت میں تو نہیں ــــ تو جو پہلے ہی باہر ہیں وہ اندر جائیں گے کیسے ــــ ؟ جس غلطی سے وہ نکلا ہے وہی دہراؤ گے تو اندر کیسے جاؤ گے ؟

سجدوں سے ؟ سجدہ تو اس کے پاس بھی تھا وہ کیوں نہ رہ سکا

عبادت سے ؟ عبادت تو اس کے پاس بھی تھی وہ کیوں نہ رہ سکا

ریاضت سے ؟ تو ریاضت تو اس کے پاس بھی تھی ۔

وہ عبادت، عبادت ہی نہیں

نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عبادت، عبادت ہی نہیں جو نبی کی توہین اور نبی کی تعظیم کے انکار پر مبنی ہو۔ وہ عبادت اللہ کو پسند ہی نہیں ــــ اسی لئے سب سے پہلے نبی کی بارگاہ میں اکڑنے والے کو سزا دے دی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل فرمایا کہ جیسے ہی پہلا نبی بھیجا تو اس کے سامنے جو اکڑا اسے رسوا کر دیا تاکہ میرے محبوبوں کے آگے کوئی اکڑے نہ ۔

نہ اپنے علم کے غرور پر ــــ نہ اپنی عبادت کے غرور پر ــــ
نہ اپنے سجدوں کے غرور پر ــــ نہ اپنی ریاضت کے غرور پر ــــ
نہ اپنی عبادت کی طاقت پر ــــ میرے محبوبوں کے آگے تم اکڑو گے

تو آدم کے آگے اکڑنے والے کا جو حشر ہوا وہ ان کے سامنے ہے — میں بڑے چکر میں پڑ گیا کہ جب آدم کے دشمن کے لئے پناہ نہیں ہے — تو رسول اعظم کے دشمن کو کیا پناہ ملے گی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سجدہ جانتا تھا لیکن تعظیم نہیں

اب نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ابلیس سجدہ کرنا جانتا تھا — تبھی تو چھ کروڑ برس سجدہ کیا — لیکن سجدہ کو بچانا نہیں جانتا تھا — جو بچانے کا معاملہ آیا تو فیل ہو گیا۔

اس لئے اے مسلمانوں تم سجدہ کرو تو اسے بچاؤ — فجر پڑھو تو اسے بچاؤ — ظہر پڑھو تو اسے بچاؤ — عصر پڑھو تو اسے بچاؤ — مغرب پڑھو تو اسے بچاؤ — عشاء پڑھو تو اسے بچاؤ — اور جب پڑھتے رہو گے اور بچاتے رہو گے تو نماز ان شاء اللہ قائم ہو گی — وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی نماز قائم کرنے کا مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ صرف پڑھنے سے پورا نہیں ہو گا — بچانا پڑے گا۔

ایک مثال

مثلاً جیسے آپ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ صحت کے لئے ڈاکٹر نے درد دیکھا — بلڈ پریشر چیک کیا اور جنرل چیکنگ کے بعد کہا — دیکھو یہ انجکشن لگوا لینا — یہ کیپسول کھانا — یہ گولی لینا — یہ شربت پینا جب مریض جانے لگا تو اسے کہا دیکھو! اور بھی سنتے جاؤ — کھٹا نہ کھانا — کڑوا نہ کھانا — ڈالڈا نہ کھانا — کسی کچھ منع کیا — یہی تو پرہیز ہے۔

اللہ تعالےٰ نے تم کو ایمان اور عمل دینے کے لئے کہا۔ دیکھو روزہ رکھنا — نماز پڑھنا — حج کرنا — زکوٰۃ دینا — چار ڈاکو ڈرنے دیا چار اسلام نے دیا۔ نماز پڑھنا — روزہ رکھنا — حج کرنا — زکوٰۃ دینا — اور نماز پڑھنا — اور جب ہم چلنے لگے تو کہا سُنو!

رسُولؐ کی بے ادبی نہ کرنا

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی نہ کرنا، اور اگر کبھی یہ بد پرہیزی کر دی تو نماز، نماز نہ رہے گی، حج، حج نہ رہے گا — زکوٰۃ، زکوٰۃ نہ رہے گی — تو رسول کی گستاخی سے بچتے رہنا — یہ پرہیز ہے وہ دوا ہے — تو یہ لوگ دوا کھانا تو جانتے ہیں مگر پرہیز کرنا نہیں جانتے اسی لئے تو پرہیز گاروں سے لڑ رہے ہیں۔

غریب نواز بہت بڑے پرہیز گار تھے۔
غوث اعظم بہت بڑے پرہیز گار ہیں
محبوب الٰہی بہت بڑے پرہیز گار ہیں
بتاؤ کہ یہ پرہیز گار ہیں کہ نہیں — ؟
صدیقین پرہیز گار ہیں کہ نہیں ؟
شہدائے کرام پرہیز گار ہیں کہ نہیں ؟
صالحین پرہیز گار ہیں کہ نہیں ؟

نماز پڑھتے جاؤ اور بچاتے جاؤ

ان سے بڑا پرہیز گار کون ہوگا — ان سے زیادہ عزّت والا کون ہوگا — ان سے زیادہ عظمت والا کون ہوگا — ؟

اب میرے دوستو جو بد پرہیز ہوگا، اس کی لڑائی پرہیز گار سے ضرور ہو گی۔ اسی لئے میرے دوستو! کہیں بھی جاؤ تو چپ رہتے ہیں —

اجمیر جاؤ تو برداشت نہیں ہوتا ـــــ کلیئر جاؤ تو برداشت نہیں ہوتا۔ اسی لئے بد پرہیز کی لڑائی پرہیزگار سے ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے ہم کو نماز جیسی نعمت دی ہے تو اس کو بچانے کا بھی حکم دیا ہے ـــــ جب نماز پڑھتے چلے جاؤ گے اور اسے بچاتے چلے جاؤ گے تو نماز انشاء اللہ قائم ہوگی اور ضرور قائم ہوگی۔

پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز ہے کیا؟ ـــــ کون بتائے کہ نماز کیا ہے ـــــ؟ پھر ہم کس سے پوچھیں کہ نماز کیا چیز ہے؟ یہ کس سے پوچھیں ـــــ انہوں نے کہا ان سے پوچھو ـــــ ان سے پوچھو ـــــ اِس سے پوچھو ـــــ اُس سے پوچھو ـــــ میں نے کہا جانے دو یار ـــــ جو لایا ہے اسی سے پوچھو ـــــ نماز نہ میرا باپ لایا نہ آپ کے باپ لائے ـــــ جو لایا ہے وہی جانتا ہے ـــــ دینے والا اللہ لینے والے رسول ـــــ اللہ نے رسول کو دیا ـــــ رسول نے آکر لوگوں کو دیا۔

وسیلہ کیوں ضروری ہے؟

میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا یا اللہ تو نے لوگوں کو ڈائریکٹ کیوں نہیں دیا۔ اے اللہ تو قادر ہے تو مالک ہے۔ تو پاور فل ہے تو قادر مطلق ہے۔

رسول کے ذریعہ دوں گا

نماز ملے تو رسول کے ذریعے ـــــ رسول کے وسیلے کے بغیر خود دیدے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم جو کام کریں گے نبی کے وسیلے سے کریں گے ـــــ اے رسول ہم چاہتے ہیں کہ نماز گھر گھر پہنچے مگر تمہارے

وسیلے سے ـــ اے رسول پورا قرآن تم کو دوں گا ـــ اے جبریل!

ابوبکر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
عمر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
عثمان کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
علی کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
طلحہ کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
زبیر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
سعد کے ہاں نہیں جانا ہے
سعید کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
بلال کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
سلمان کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
ابوذر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
صہیب کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
ابن عباس کے ہاں نہیں جانا ہے
ابن عمر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
ابن ابوبکر کے ہاں نہیں جانا ہے ۔
ابن مسعود کے ہاں نہیں جانا ہے

اے جبریل! سن لو! یہ سارا قرآن صرف اور صرف میرے رسول کو دینا۔ الحمد کی الف سے لے کر وَالنّاس کی سین تک اللہ نے پورا قرآن رسول کو دیا ۔

قرآن کس پر نازل ہوا

بولو کس پر نازل ہوا ـــ صرف رسول پر ـــ اے اللہ ہمیں کیوں نہیں

بغیر وسیلے کچھ نہیں ملتا

ڈائرکٹ اللہ سے لیا ہو۔ نہ رستے میں اللہ کے ولی ملے ہوں
نہ رستے میں رسول اللہ ملے ہوں ڈائریکٹ اللہ سے لیا ہو
نہ جبریل کا کوئی احسان ہو ڈائریکٹ اللہ سے لیا ہو
نہ رسول کا کوئی احسان ہو
نہ صحابہ کا کوئی احسان ڈائریکٹ اللہ سے لیا۔

تو سنو بہت سی چیزیں ہیں جو ڈائرکٹ اللہ نے بنا دیں جیسے زمین کو۔ کُنْ یَکُوْنَ کہہ دیا اور ہو گئی۔ زمین کو ڈائریکٹ بنایا اللہ نے۔
آسمان کو ڈائریکٹ بنایا اللہ نے
ہوا کو ڈائریکٹ بنایا اللہ نے

تو یہ جو ایک دنیا ہے جس کو ڈائریکٹ بنایا وہ زمین ہے اور وسیلے سے دیا ہے دین۔

ڈائریکٹ دیا زمین اور وسیلے سے دیا دین۔ تاکہ دین والا میرے حبیب کا محتاج رہے۔ اور ڈائریکٹ آنے کی بات نہ کرے۔

اسلام بغیر وسیلے کے نہیں ملے گا

تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پروردگار عالم نے ڈائریکٹ اسلام عمر ابن خطاب کو جب نہیں دیا کیونکہ جب تک وہ رسول اللہ تک نہیں گئے، اللہ تک نہیں پہنچ پائے۔

صحابہ کرام کو اللہ اس وقت ملا جب رسول اللہ ملے

صحابہ کرام کو اسلام اس وقت ملا جب رسول اللہ ملے

سبھی صحابہ کرام اللہ کو پانے کے لئے رسولُ اللہ کے پاس جارہے ہیں

کوئی حجرِ اسود کے پاس نہیں جارہا ہے۔

کوئی کعبہ کے پاس نہیں جارہا ہے

کوئی وطاف کے پاس نہیں جارہا ہے

اس لئے کہ کعبہ میں تو پتھر ہیں ہم نہیں جائیں گے۔

اللھم صلِ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلِ محمد

اللہ کی حکمت رسول کی مصلحت

اللہ کی جو حکمت ہے وہ میں بتاؤں گا۔

رسول کی مصلحت کیا ہے وہ بھی میں بتاؤں گا

اس لئے کہ ہم اللہ والے بھی ہیں اور رسول والے بھی ہیں ۔ اس لئے کہ دونوں کی بات بتانا اور دونوں کی وضاحت کرنا۔ کیونکہ ہم دونوں کے وکیل ہیں اللہ کے بھی اور اُن کے بھی اس لئے کہ ان کا بھی اور اُن کا بھی (Di FRENCE) کریں گے اور رسول کی مصلحت وہ بھی بتائیں گے۔

اللہ کی حکمت اس وقت سمجھ میں آئے گی جب موسیٰ کلیم اللہ کو دیکھو گے حضرت موسیٰ یہ سننے کے بعد کہ پچاس نمازیں سرکار لے کر آئے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام! آپ کو نماز سے کیا دلچسپی ہے۔ آپ کی قوم کے لئے تو جا نہیں رہی ہیں۔

کیونکہ بنی اسرائیل کو تو پڑھنا نہیں۔ رسول اپنی قوم کے لئے پچاس لادیں یا سو لادیں آپ کیوں اس میں دلچسپی لے رہے ہیں سرکار!

موسیٰ علیہ السلام نے کہا

توحضرت موسیٰ زبانِ حال سے کہیں گے ،

اُن کا واقعہ زبان حال سے کہے گا ، ہاشمی تم نے سمجھا نہیں یہ جو رسول آرہا ہے

یہ اعلیٰ ہے میں ادنیٰ ہوں
یہ اعلیٰ ہے میں ادنیٰ ہوں
یہ افضل ہے میں مفضول ہوں
یہ مقتدیٰ ہے میں مقتدی ہوں
یہ آگے آگے میں پیچھے پیچھے
میں وجود تو یہ سبب وجود
میں موجود تو یہ وجہ موجود
میں اگر نبی تو یہ ہے جانِ نبوت
میں ہوں اگر حسن تو یہ ہے وجہ حسن
میں کلیم تو یہ حبیب
میں یہاں تو یہ لامکاں
میں کہاں یہ کہاں
میں ادنیٰ یہ اعلیٰ

نبی بھی حضور کو اپنی مثل نہیں سمجھا

کل تک تو رسولوں نے رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھا کیونکہ موسیٰ رسول ہیں ، حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول ہیں ، صاحب کتاب ہیں ، صاحب مذہب ہیں ، کلیم اللہ ہیں

اللہ کا رسول ہے لیکن میرے رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھا

اور آج کے مولوی رسول کو اپنی طرح سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ سے ڈرو۔ میں بہت ڈرتا ہوں۔ تم بھی ڈرو۔

حضرت موسیٰ سے ڈرو

ملک الموت اٹھ تجھے پوچھنے کے لئے کر روح لے جاؤں۔

تو موسیٰ نے طمانچہ دے مارا اور آنکھ پھوٹ گئی، یہ جلال موسوی ہے۔

حضرت موسیٰ نے جب ایک ہاتھ فرشتے کو مار دیا تو فرشتہ برداشت نہیں کر سکا جب موسیٰ علیہ السلام دیکھیں گے کہ یہ میرے آقا کو اپنی طرح کہہ رہے ہیں۔ اور اگر ایک ہاتھ مار دیا تو کیا یہ برداشت کر لیں گے۔

اگر فرشتے کی آنکھ نکل گئی تو مسلمان کا بھیجا نکل جائے گا۔

حضرت موسیٰ سے ڈرو، کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ کے بھی رسول ہیں اور کوئی بھی اپنے رسول کی توہین کو برداشت نہیں کرے گا۔ اور جب دریائے نیل موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کو برداشت نہ کر سکا تو یہ کیا کر پائیں گے وہ بندے جو چندے پر زندہ ہیں جو باہر کے پیسوں پر تحریک چلا رہے ہوں جو باہر کے پیسے سے اپنے ضمیر کا سودا کر رہے ہوں۔

حضرت موسیٰ نے یہ تعلیم دی ہے

وہ عصائے موسیٰ کی تاب کیا لا سکیں گے۔

ارے عصائے موسیٰ تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ تو دُرّۂ فاروقی کی تاب نہیں لا سکتے۔

ذوالفقار حیدری کی آنچ میں پگھل جاؤ گے

چہ جائیکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ ذہن دے رہے ہیں کہ دیکھو آنے والا اعلیٰ ہے

آنے والا سرکار ہے
سرکاروں کا سرکار
بادشاہوں کا بادشاہ
راجاؤں کا راجا
نبیوں کا نبی
رسولوں کا رسول
بڑوں کا بڑا
اعلاؤں کا اعلیٰ
بزرگوں کا بزرگ
سب سے بڑوں کا بڑا۔

جب آئیں گے تو جلوۂ ربانی دیکھوں گا

میں چھوٹا یہ بڑے۔ کس منہ سے کہوں کہ چلئے۔ کیسے کہوں کہ یا رسول اللہ پھر لوٹ جائیے۔

میری دل چسپی ان کے لوٹنے میں ہے کیونکہ یہ جب لوٹیں گے اور لوٹیں گے تو خدا کو دیکھیں گے اور پلٹیں گے تو میں ان دیکھنے والی اور پلٹیں گے تو میں ان دیکھنے والی آنکھوں کو دیکھوں گا۔

آنکھوں میں تجلی دیکھوں گا

میری دل چسپی نماز سے زیادہ ان کی آنکھوں میں تجلی دیکھنے میں ہے۔ اب میں کیسے بلٹاؤں۔ یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ آپ پلٹیں۔ یہ چیز ادب کے خلاف ہے

تو موسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول کو اور کوئی چیز واپس جانے پر مجبور کرے یا نہ کرے اگر میں اُمت کا ذکر چھیڑ دوں گا تو خیال اُمت میں نبی پلٹ جائیں گے اس لئے کہ امت سے پیار کرنے والا ایسا نبی نہ پیدا ہوا ہے نہ پیدا ہوگا۔ ایسا نبی دنیا میں نہیں جو امت سے اتنا پیار کرے۔

موسیٰ کا جذبہ

تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ پچاس وقت کی نماز آپ کی اُمت پر بار ہے۔ بوجھ ہو جائے گی۔ اُمت کے بوجھ کا خیال آتے ہی رسول پلٹ گئے۔ اب پلٹ کر کے بارگاہِ کبریا میں نماز کم کروائے تو اللہ نے موسیٰ کا جذبہ دیکھتے ہوئے کہ اگر میں یکبارگی کم کر دوں تو موسیٰ ایک بار دیکھیں گے اور دھیرے دھیرے کم کروں گا تو موسیٰ بار بار دیکھیں گے،

تو موسیٰ کے شوق دید کو دیکھ کر،
موسیٰ کی طلب دید کو دیکھ کر
موسیٰ کو درشن کا بھکاری پاکر۔
درشن کا بھکشک پاکر
درشن کی بارگاہ میں طالب پاکر
رحم آیا کردگار کو

جلوۂ طور دیکھ لیا

رب تعالیٰ نے فرمایا۔ اور پچاس سے پنتالیس کیا پنتالیس کو چالیس کیا۔

رسول آئے تو حضرت موسیٰ نے کہا۔ اور کم کروا آئیے

منہ سے تو نماز کی بات کر رہے اور آنکھوں سے آنکھوں میں دیکھ رہے ہیں

رسول کی آنکھوں میں دیکھ رہے ہیں

رسول کی پتلیوں میں پھیلی ہوئی تجلی دیکھ رہے ہیں۔

رسول کی سفیدی میں اس تجلی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔

پھر حضور جب واپس آئے اور انہوں نے نماز کو کم کروایا۔ خدا کا دیدار کیا اور نماز کم کروا کے واپس آئے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بھی آنکھوں میں دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح نو مرتبہ نگاہِ رسول میں دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ نے کہا میں ڈائرکٹ نہ دیکھ سکا

آپ قوم سے فرما رہے ہیں کہ میری تقدیر میں ڈائریکٹ دیکھنا تو نہیں ہے، طور پر جو میں نے دیکھا تھا وہ ذات کی تجلی نہ تھی۔ جنت کی تجلی تھی۔ اور محمد عربی جو دیکھ کر آ رہے ہیں، ذات دیکھ کر کے آ رہے ہیں تو میرے مقدر میں جو وسیلہ ہے اس سے پہلے میں نے طور کے واسطے سے دیکھا تھا اور آج نور کے واسطے سے دیکھ رہا ہوں۔

تو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تجلی دیکھ رہے ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام بار بار دیکھیں گے

حضور صاحب اختیار ہیں

اس بات سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت سمجھ میں آگئی۔ لہٰذا اب رسول کی مصلحت بھی سنتے چلو۔

اے میرے اُمتیو! میری طاقت دیکھو۔ میرا اختیار دیکھو، میرا پیار دیکھو۔ یہ بات مت سمجھنا کہ میں جبریل کا محتاج ہوں۔ یا میں رُف رُف کا محتاج ہوں۔ یا میرے اندر جانے کی طاقت نہیں۔ ایک بار مجھے خدا لے گیا۔
سبحان اللہ الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ
ایک بار خدا لے گیا تو بار خود جارہا ہے اور جب خود جارہا ہے جبریل ساتھ نہیں ہیں۔

جب خود جارہا ہوں تو جبریل ساتھ نہیں ہے
جب خود جارہا ہوں تو براق ساتھ نہیں ہے
جب خود جارہا ہوں تو رف رف ساتھ نہیں ہے۔

ضرورت نہیں شان وشوکت تھی

تو یہ جو جبریل آئے تھے یہ میری ضرورت نہیں میری شان وشوکت تھی
تو یہ جو براق بھیجا گیا تھا شان وشوکت کے لئے
تو انبیاء کی جو جماعت دی گئی تھی شان وشوکت کے لئے تھی۔
تو جبریل نے جو لگام پکڑا تھا وہ میری شان وشوکت دکھانے کے لئے تھا
اس لئے کہ میں بغیر جبریل کے دیکھو گیا ہوں۔
تو خداوند تعالیٰ نے پچاس سے پنتالیس کیا۔ تو پھر گیا تو چالیس سے پینتیس۔

اور ایک بار خدا لے گیا تو نو بار خود گیا۔

تو خدا میں لے جانے کی قدرت ہے

تو میرے اندر جانے کی صلاحیت ہے۔

تحفۂ معراج نماز ہے

ایسے حسین موقع پر یہ نماز تحفہ ملی۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تک پہنچنا میری معراج ہے اور نماز تک پہنچنا تیری معراج ہے۔

اسی لئے فرمایا۔ **الصلوٰۃ معراج المومنین**

نماز مومنوں کی معراج ہے۔

نماز معراج کی یاد ہے

نماز معراج کا جشن ہے

نماز معراج کا ثمرہ ہے

نماز جب بھی پڑھو گے معراج یاد آئے گی

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھو اور رسول یاد نہ آئیں۔

میں کہتا ہوں کہ معراج کا مال ہے۔ نماز کیوں نہ یاد آئے۔

دینے والے کو بھی یاد رکھو

ایک مثال کے ذریعہ سمجھ لیں کہ اگر کوئی تمہیں روپیہ دے تو روپیہ یاد رکھو دینے والا نہیں

اور میں کہتا ہوں جب تک تنخواہ یاد آئے گی تب تک گورنمنٹ یاد آئے گی۔

اور جب اذان ہوگی تو فجر یاد آئے گی
اور جب اذان ہوگی تو ظہر یاد آئے گی
اور جب مال لوگے تو دینے والا بھی یاد آئے گا
کھانا کھاؤگے تو رزاق یاد آئے گا
دنیا میں رہوگے تو خلاّق یاد آئے گا
جب تم ہوا لوگے تو ہوا بنانے والا یاد آئے گا۔
ایسا نہیں ہوتا کہ مکان میں جاؤ اور مکان بنانے والا یاد نہ آئے۔
اب ایسا ہونا تو ممکن نہیں کہ مسجد جاؤ تو مسجد والا یاد نہ آئے
ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ نماز پڑھو اور نماز والا یاد نہ آئے۔

معراج نہ ذہن میں آئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز بندگی کے لئے نہیں۔ نماز پڑھتے پروپیگنڈہ کے لئے پڑھتے ہیں۔

نماز دینے والے کو یاد کرو۔

اگر بندگی کے لئے پڑھتے ہو تو یقیناً دینے والا بھی یاد ہوتا ہے
یہ تو ایسے ہے۔ نماز کے لئے چلے گئے
روزہ لے کر چلے گئے
زکواۃ لے کر چلے گئے
جس نے دیا ہے اس کی پرواہ بھی نہیں کیا۔
اس کا جشن مناؤ تو حرام ہے۔
اس کی یاد مناؤ تو حرام ہے۔
اس کا دن مناؤ تو حرام ہے۔

اس کا جشن کرو تو حرام ہے

دینے والے کا ہر معاملہ حرام ہو جائے اور

ارے میرے دوستو! جو مل جائے وہ جائز ہے

لینے والے دو قسم کے ہیں

لینے والے دو قسم کے ہوتے ہیں

میرے پاس ایک آدمی آیا۔ میں اپنے علاقے کی بات کر رہا ہوں

میں یوپی کی بات کرتا ہوں۔

محسن کا احسان یاد رکھنے والا

ایک تو وہ کہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے، ہاشمی میاں! پانچ ہزار روپے دے دیجئے۔ یا کوئی عبدالرحمٰن سیٹھ سے پانچ ہزار روپے لے دیجئے۔

اب وہ گیا! عبدالرحمٰن سیٹھ کے پاس اور پانچ ہزار روپے لے کر اپنا کام چلایا۔

کسی نے پوچھا! تیری گاڑی پھنسی تھی اب چلی کیسے؟

کہنے لگا! اللہ عبدالرحمٰن کو اچھا رکھے۔ بڑے موقع پر پانچ ہزار دیا۔ اللہ اس کے بچوں کو اچھا رکھے۔ انشاء اللہ میں ایک ہفتے کے اندر پانچ ہزار لوٹا دوں گا۔ مگر میں لوٹا کے بھی احسان ادا نہیں کر سکتا، اس لئے کہ جب میری گاڑی پھنس گئی تھی، تب دیا تھا۔ اگر وہ نہ دیتا تو میری عزت برباد ہو جاتی۔ اللہ عبدالرحمٰن۔ کے بچوں کو، اس کی اولاد کو، اس کے کاروبار کو اچھا رکھے، بڑے موقع پر کام آیا تو مال بھی لیا لیکن مال والے کو بھول نہیں رہا۔ بھلایا نہیں یاد رہا۔ احسان سے

دیا جارہا ہے۔

مال کا ذکر ایک بار کرتا ہے دینے والے کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

پانچ ہزار کا ذکر ایک بار کیا
لیکن عبدالرحمٰن اچھے رہیں
عبدالرحمٰن کے بچے اچھے رہیں
عبدالرحمٰن کا گھرانہ اچھا رہے
عبدالرحمٰن کا دھندا اچھا رہے

عبدالرحمٰن پچاس مرتبہ اور مال ایک مرتبہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شریف آدمی ہے۔

ڈاکہ ڈال کے لے جانے والا

ایک اور ہمارے علاقے میں لینے والے بہت ہیں۔ دو بجے رات کو آتے ہیں۔ دروازے توڑ کے دس پندرہ آدمی بندوق لے کر آتے ہیں۔

پوچھتے ہیں بولو مال کدھر ہے،
سونا کدھر ہے
چاندی لاؤ
مال لاؤ
روپیہ لاؤ
پیسہ لاؤ۔
تجوری کہاں ہے۔
کنجی کہاں ہے۔

پھر لوٹ مار کر کے سارا مال لے کر چلے گئے۔

جب پولیس آئی تو وہ جا چکے تھے۔

اب وہ جب جا کے جنگل میں مال بانٹتے ہیں تو مال ہی پران کی نظر ہے، مال والے پر کوئی نظر نہیں۔

مال والے سے کوئی محبت نہیں

مال والے کا کوئی ذکر نہیں۔

ایسے لوگوں کو لوگ ڈکیت کہتے ہیں جو مال لے کے چلے جائیں لیکن مال والے کی پرواہ نہ رکھیں۔

ایک ہم لوگ ہیں کہ رسول سے نماز لیا

رسول سے روزہ لیا۔

رسول سے حج لیا

رسول سے زکوٰۃ لیا۔

ہم رسول کو یاد کرتے ہیں

اب کوئی پوچھتا ہے کیا حالات ہیں تو کہا خدا رسول کو اچھا رکھے۔

وہ نہ ہوتے تو نماز نہ ملتی

وہ نہ ہوتے تو روزہ نہ ملتا

وہ نہ ہوتے تو حج نہ ملتا

وہ نہ ہوتے تو زکوٰۃ نہ ملتی

وہ نہ ہوتے تو شریعت نہ ملتی۔

وہ نہ ہوتے تو خدا نہ ملتا۔

وہ نہ ہوتے تو کعبہ نہ ملتا۔
وہ نہ ہوتے تو قبلہ نہ ملتا
وہ نہ ہوتے تو ایمان نہ ملتا۔
اللہ رسول کو اچھا رکھے
اللہ رسول کے گھر والوں کو اچھا رکھے
رسول کی آل اولاد کو اچھا رکھے۔
رسول کے ساتھیوں کو اچھا رکھے۔
بدر والوں کو اچھا رکھے
اُحد والوں کو اچھا رکھے
خیبر والوں کو اچھا رکھے۔
گھر والوں کو اچھا رکھے
کربلا والوں کو اچھا رکھے۔
غوثِ اعظم کو اچھا رکھے۔
غریب نواز اچھے رہیں
محبوب الٰہی اچھے رہیں۔
کہا کیوں؟

رسول نے ہمیں اللہ سے ملایا!

فرمایا! یہ سب رسولؐ والے ہیں کیونکہ رسولؐ نے ہم کو پتھروں کے آگے جھکنے کے بجائے خدا کے آگے جھکایا۔

اگر رسول نہ ہوتے تو پتھروں کے آگے جھکتے۔

اگر رسول نہ ہوتے تو درختوں کے آگے جھکتے۔
اگر رسول نہ ہوتے تو سمندروں کے آگے جھکتے
اگر رسول نہ ہوتے تو دریاؤں کے آگے جھکتے
اگر رسول نہ ہوتے تو ہواؤں کے آگے جھکتے۔

ہم رسول کو یاد کریں گے

کیونکہ نماز ملی رسول سے
روزہ ملا رسول سے
حج ملا رسول سے
زکوٰۃ ملی رسول سے۔
شریعت ملی رسول سے
حلال ملا رسول سے
حرام کا پتہ ملا رسول سے
خدا ملا رسول سے
عقیدت ملی تو رسول سے
لا الٰہ الا اللہ رسول سے
محمد رسول اللہ رسول سے
کلمۂ طیبہ رسول سے
کلمۂ شہادت رسول سے
ضروریات دین رسول سے
آئین اسلام رسول سے

پورا قرآن رسول سے
تو رسول نہ ہوتے تو کچھ نہ ملتا۔
اے رسول آپ چمکتے رہیں۔ اے رسول
چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
تو سلامت رہے تو زندہ رہے
تیری انجمن آباد رہے
تیری اُمت آباد رہے
تیری قوم آباد رہے
تیری ملت آباد رہے

وہ نماز لے کے بھاگ گئے

ایک وہ لینے والا ہے جو کہ کہہ رہا ہے رسول نہ ہوتے تو نماز نہ ہوتی اور دوسرا وہ لینے والا ہے۔

نماز لے لیا۔
روزہ لے لیا
حج لے لیا
زکوٰۃ لے لیا
اور جنگل میں جا کر آپس میں بانٹنے لگے۔
نماز بھی لے لو
روزہ بھی لے لو

تم اپنا ملجٔی لے لو
تم اتنی زکواۃ لے لو
پوچھا کہاں سے لائے ہو۔
تو کہا! ان کا ذکر بدعت ہے
ان کا ذکر حرام ہے
ان کا ذکر مت کرنا
ان کا ذکر جائز نہیں۔
مال لے لیا اور دینے والے کا تذکرہ ہی غائب ہے۔

جو جان مانگو تو جان دیں گے

تو کیا مسلمانوں کو اتنا اندھا سمجھ رکھا ہے۔
کیا تم نے مسلمانوں کو بالکل نابینا سمجھ رکھا ہے
کیا ان کی ماتھے کی آنکھیں ہی نہیں ہیں کیونکہ مدد کرنے والا محسنِ اعظم ہوتا ہے

کیونکہ دنیا کے مددگاروں کو جب ہم نہیں بھول سکتے۔ تو اس رسول کو کیسے بھولیں گے جس نے نماز کے ذریعہ خدا سے ملایا ہو۔ ہم بندوں کو خدا سے ملایا ہو۔ ہم رسول کے اس احسان کو نہیں بھول سکتے۔ یہ رسول کا اتنا بڑا احسان ہے کہ

جو جان مانگو تو جان دے دیں
جو مال مانگو تو مال دے دیں
مگر یہ ہم سے کبھی نہ ہو گا۔

نبی کا جاہ و جلال دے دیں

رسول کی یاد نہیں چھوڑیں گے

پیغمبر کی یاد ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ رسول کی عزت و آبرو کو لٹتا ہوا ہم دیکھ نہیں سکتے، کیونکہ یہی پیغمبر ہیں جنہوں نے ہمیں خدا سے قریب کیا ہے، خود حبیب ہے ہمارے قریب ہے تو دو طرح کے لینے والے ہوتے ہیں۔ ایک لے کر احسان مند ہو جاتے ہیں اور دوسرے لے کر بٹوارہ کر لیتے ہیں تو ایک ہے پانا اور ایک ہے لوٹنا۔ تو پانے والے کے ساتھ رہو لٹیروں کے ساتھ نہ رہو۔

اب رسول اعظم جب نماز لے کے آئے تو اُمت سے کیا بولے۔

فرمایا الصلوٰۃ عماد الدین

نماز دین کا ستون ہے

نماز دین کا ستون ہے

یہ حدیث اتنی مشہور ہے کہ شاید ہی کوئی مولوی ہو جو نہ پڑھتا ہو۔ لیکن پڑھتے تم ہو سمجھائیں گے ہم۔

"الصلوٰۃ عماد الدین" اس کا ترجمہ کیا ہے؟

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز دین کا پلر (PiLLER) ہے نماز دین کا کھمبا ہے اچھا اگر نماز دین کا ستون ہے، تو اس کو دھرتی پہ گاڑو گے۔ اس کے لئے زمین ضروری ہے۔ زمین نہیں ہوگی تو ستون گاڑو گے کہاں؟ زمین کیا ہے؟ اگر نماز دین کا ستون ہے تو زمین کیا ہے؟

زمین ایمان ہے۔

نماز کن لوگوں پر فرض ہے ؟

تین باتیں یہ صرف کہتے ہیں لوگ عاقل بالغ پر،

نماز کس پر فرض ہے ؟ عاقل بالغ پر،

جس کو عقل آگئی جو سیکس کے اعتبار سے میچور ہو گیا۔ بڑا ہو گیا۔ صرف نماز عاقل اور بالغ پر فرض نہیں ہے۔

نماز مومن پر فرض ہے

اگر نماز عاقل و بالغ پر فرض ہوتی۔ تو کہنہ کے وزیر اعلیٰ پر بھی نماز فرض ہوتی۔ کیونکہ نہ پاگل ہیں نہ بچے ہیں، ہندوستان کے پرائم منسٹر پر بھی نماز فرض ہوتی۔ لیکن نہیں تو معلوم ہوا کہ ایمان بھی ضروری اگر ایمان نہیں تو نماز فرض نہیں

یہی تو مجھے تعجب ہے کہ ایمان والوں پر نماز فرض ہے پڑھتے نہیں اور جن پر فرض نہیں وہ پڑھتے ہیں۔

نماز پہ نماز، گاؤں گاؤں، گھر گھر، دیہات دیہات، جن پر فرض بھی نہیں وہ پڑھتے چلے جا رہے ہیں اور جن پر فرض ہے وہ خیال ہی نہیں کر رہے۔

نماز سُنّیوں پر فرض ہے

سُنّیو! نماز تم پر فرض ہے۔ ایمان والوں پر فرض ہے، رسول والو نماز تم پر فرض ہے۔ تم سخت گنہگار ہو رہے ہو نماز چھوڑ کر، تم نے نماز کیوں چھوڑ دی۔ کیا کوئی صحابی کلمہ پڑھنے کے بعد ایک دن کی نماز چھوڑتا تھا، تم نے برسوں کی نماز چھوڑ دی۔

جس مکان میں تم رہنا بند کر دو گے اس مکان میں جنات آباد ہو جائیں گے۔ تم

کہو گے ہاشمی میاں! میرے مکان میں جنات ہیں۔

میں کہوں گا تم نے دکان کو خالی رکھا کیوں؟

سُنّیو! مسجدیں آباد کرو

جب تم نے مسجدیں خالی کر لیں

جب مسجدیں تمہارے سجدوں کا انتظار کرنے لگیں۔

جب نمازیوں کی کثرت بڑھی اور نماز سُنانے میں آئی۔ مسجدیں سنسان ہوئیں۔ تو غیروں نے قبضہ کر لیا۔ اب اگر غیروں کو مسجد سے نکالنا ہے تو صحابہ کرام کا ایمان حسین کا حوصلہ، شہیدوں کا دل، غازیوں کا گردہ۔ نمازی بنو۔ اور مسجدوں کو اپنے سجدوں سے بھر دو۔ تاکہ جتنے بھی فُضلہ ہیں۔ باہر ہو جائیں

سُنّیو! نماز پڑھا کرو

یہ بات نہ ہو کہ سٹیج پر اُن کے خلاف بول کر خاموش ہو جاؤ۔ بلکہ تمہیں اپنے سجدوں سے مسجدوں کو بھرنا ہے۔ یہی صحیح طریقہ ہے۔ ان کو باہر نکالنے کا، تم بے نمازی رہو اور شکوۂ مسجد بھی کرو۔

کس نے تم سے کہا تھا بے نمازی ہونے کو،

صبح کا ناشتہ تم نے نہیں چھوڑا۔

دوپہر کا کھانا نہیں چھوڑا۔

رات کا کھانا نہیں چھوڑا۔

رات کی نماز کیوں چھوڑ دی

عشاء کی نماز کیوں چھوڑ دی۔

فجر کی نماز کیوں چھوڑ دی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم دنیا کے بن چکے ہو۔ خدا کے نہ رہے۔

اس لئے ایمان ضروری ہے عقل ضروری ہے: بلوغت ضروری ہے: یہ تین باتیں جس میں ہوں گی۔ اس کے لئے نماز ضروری ہے۔ اس لئے ایمان بنیادی چیز ہے۔

پہلے کلمہ، پھر روزہ، پھر نماز، پھر زکوٰۃ، پھر حج۔

الصلوٰۃ عماد الدین

نماز دین کا ستون ہے۔ اس لئے ایمان زمین۔

نماز کے ستون کو ایمان کی زمین چاہیئے

اب مختصراً سمجھ میں آگیا۔ ایمان زمین ہے دھرتی ہے اب ایمان کی زمین پر نماز کا ستون گاڑ دو۔

ایمان کی زمین پر نماز کا کھمبا گاڑ لو

تو ہم سُنی مسلمانوں کے پاس ایمان ہے اس لئے نماز کے ستون کو ایمان کی زمین پر ہم گاڑ چکے ہیں۔ اور جن کے پاس ایمان کی زمین نہیں ہے وہ نماز کا کھمبا لے کر شہر شہر، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، گھر گھر، محلہ محلہ، صوبہ صوبہ، ملک ملک پھر رہے ہیں۔

دلی سے آ رہے ہیں

کویت سے آ رہے ہیں

سعودیہ سے آ رہے ہیں

فلاں جگہ جا رہے ہیں

بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ زمین ملے تو گاڑیں۔ زمین ملے تو گاڑوں۔

بس نے کہا توبہ کرلو تو زمین مل جائے گی۔

نماز کیا ہے رسول نے بتایا

کیونکہ نماز کیا ہے رسول بتائیں، وہی لائے ہیں تو وہی بتائیں۔

آپ نے فرمایا ! الصلوٰۃ عماد الدین نماز دین کا ستون ہے

حضور نے نماز کے بارے میں بڑی پیاری بات کہی۔

صلوا کما رایت ۔ نماز پڑھو اس سے پہلے کہ تمہاری نماز پڑھی جائے

یہیں سے نماز شروع ہوگی۔

نماز کیسے پڑھی جائے۔

جیسے مجھے دیکھو ویسے پڑھو

فرمایا ! جیسے مجھے دیکھتے ہو ویسے پڑھو۔

جیسا نظر آتا ہوں ویسا پڑھو۔

جیسا مشاہدہ کرتے ہو ہو ویسے پڑھو۔

جیسے میں تمہیں نظر آتا ہوں ویسے پڑھو۔

رسول نے یہ نہیں کہا کہ ایسے پڑھو، ویسے پڑھو۔ بلکہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے نظر آرہے ہیں ویسے پڑھو۔

کما رایتمونی

رویت کہتے ہیں دیکھنے کو جیسے چاند دیکھنے والی کمیٹی کو رویت ہلال کمیٹی کہتے ہیں۔

رویت معنی دیکھنا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کما رایتمونی۔

جیسے کہ تم دیکھتے ہو میرا پڑھنا۔

جیسا میں پڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔

دکھائی پڑنے کی طرح پڑھو۔

جیسا میں نظر آتا ہوں اس نظر آنے کی طرح پڑھو۔

جیسا مشاہدہ ہوتا ہے اس مشاہدے کی طرح پڑھو۔

ہم نہیں پڑھ سکتے۔ اگر رسول کی طرح نماز پڑھ پاتے تو کہتے۔

صلوا کما صلیت

کہ نماز پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں۔

رسول کی طرح نہیں پڑھ سکتے

رسول نے یہ نہیں کہا کہ میری طرح پڑھو۔ بلکہ یہ کہا کہ

جیسا میں نظر آتا ہوں ویسے پڑھو۔

جیسا مشاہدہ ہوتا ہے ویسا پڑھو۔

میں جس فرق کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں اسے سمجھو۔ ایک یہ ہے کہ جیسا میں بیٹھا ہوا بیٹھوں ایک تمہاری طرح بیٹھوں۔ جیسے ایک آدمی دوڑتا ہوا گیا اور نظر آیا۔ تو جیسا نظر آیا۔ ویسا دوڑوں۔ اور ایک ہے اسی کی طرح دوڑوں۔ دونوں میں فرق ہے۔

ایک نکتہ

ایک جیسے میں تحریر کر رہا ہوں ویسا بولو۔ ویسا بولنا، جیسے نظر آ رہا ہوں ویسا بولنا اور ایک ہے میری طرح بولنا۔ دونوں میں فرق ہے۔

ایک ہے رسول کو نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر پڑھنا
اور ایک ہے رسول کی طرح پڑھنا

تو اگر ہم رسول کی طرح پڑھ سکتے تو رسول کہتے میری طرح پڑھو۔

اس لئے رسول نے یہ نہیں کہا کہ میری طرح پڑھو۔ بلکہ یہ فرمایا۔ جیسا مجھے دیکھو ویسے پڑھو۔

میں نے سوال کیا ! اے رسول آپ نے نماز کو ہماری نظر پر کیوں ڈال دیا
آپ نے نماز کو ہمارے دیکھنے پر کیوں چھوڑ دیا۔

تو عشق اور وجدان نے رہبری کی۔ نماز کو رسول پر اس لئے ڈال دیا کہ جس کی نظر رسول پر اچھی ہوگی اس کی نماز اچھی اور جس کی نظر رسول پر خراب ہوگی اس کی نماز خراب ہوگی۔

بے مثل نماز پڑھو

جو بے مثال رسول کو سمجھے گا اس کی نماز بے مثال ہوگی اور جو رسول کو اپنی شل سمجھے گا اس کی نماز ویسی ہی ہوگی

رسول کو بے مثال سمجھنے والا اپنی نماز کو بے مثال بنا رہا ہے۔
رسول کو لاجواب سمجھنے والا اپنی نماز کو لاجواب بنا رہا ہے۔
رسول کو بے نظیر سمجھنے والا اپنی نماز کو بے نظیر بنا رہا ہے
اس لئے بے نظیر نماز پڑھو۔
لاجواب نماز پڑھو
بے مثال نماز پڑھو
بے شل نماز پڑھو۔

اس لئے کہ بے مثل نماز اسی وقت ہوگی۔

جب بے مثل رسول کو بے مثل سمجھو۔
لاجواب رسول کو لاجواب سمجھو۔
بے نظیر رسول کو بے نظیر سمجھو۔

رسولؐ بے مثال ہیں

کیونکہ قرآن کا جواب جب کتابوں میں نہیں ہے۔ صحابہ کا جواب جب پہلے نبیوں کے اصحاب میں نہیں ہے۔ ازواج مطہرات کا جواب پہلے نبیوں کی بیویوں میں نہیں۔

تو میرے رسول کا جواب کہاں سے لاؤ گے۔
رسول کو جو دھرم ملا دھرموں میں بے مثال
رسول کو جو مذہب ملا وہ مذہبوں میں بے مثال۔
رسول کو جو قوم ملی وہ قوموں میں بے مثال
رسول کو جو بیویاں ملیں وہ بیویوں میں بے مثال
رسول کو جو بیٹیاں ملیں وہ بیٹیوں میں بے مثال
رسول کو جو گھر ملا وہ گھروں میں بے مثال
رسول کو جو کعبہ ملا وہ مسجدوں میں بے مثال
رسول کو جو دھرتی ملی وہ دھرتیوں میں بے مثال
رسول کو جو جنت ملی وہ باغوں میں بے مثال
رسول کو جو کتاب ملی وہ کتابوں میں بے مثال
رسول کو جو تعلیم ملی وہ تعلیموں میں بے مثال

رسول کو جو شریعت ملی وہ شریعتوں میں بے مثال
رسول کو جو طریقہ ملا وہ طریقوں میں بے مثال
رسول کو جو عبادت ملی وہ عبادتوں میں بے مثال

رسول کیا ہے کون بتائے؟

تو جب رسول کو ملنے والے کا جواب نہیں تو رسول کو پانے والوں کا جواب کہاں سے لاؤ گے۔

نماز کیا ہے یہ تو رسول نے ڈنکے کی چوٹ پر بتایا۔

مگر رسول کیا ہیں۔ یہ کون بتائے؟

رسول کے بارے میں بھی معلومات ہونی چاہیں کیونکہ نماز کو بے مثال بنانے کے لئے رسول کی بے مثالی سمجھنا ضروری ہے۔

دیکھو جو جس سے ملے گا وہ وہی ہو جائے گا۔

بے مثل میں گم ہو جاؤ

مثلاً ایک قطرہ پانی ایک بوند پانی، دریا میں گر جائے تو دریا ہو جاتی ہے زم زم میں گرا دو تو زم زم ہو جائے۔ اگر زم زم میں ہندوستانی پانی شامل کر دیا جائے تو آب زم زم ہو جائے۔

اگر ہم اپنی نماز کو بے مثل رسول کی نماز میں گم کر دیں۔ تو کون ہے جو اس نماز کی بے مثلی کو چھین سکتا ہو۔ اس لئے اب نبی کا جاننا ضروری ہے۔ کیونکہ اب ہماری نماز رسول پر منحصر ہے۔

ابلیس کے سجدے اس لئے رجیکٹ (مسترد) ہو گئے کہ اس نے نبی کو

نہیں سمجھا۔

ابلیس کی چھ کروڑ برس کی عبادت برباد ہوگئی۔ کہ وہ نبی کو نہ سمجھ سکا۔ تو یہ
اسّی سال کی عبادت کیوں نہ برباد ہوگی۔

اگر ہم نے نبی کو نہ سمجھا۔ تو ہماری عبادت برباد ہو جائے گی
اس لئے نماز بچانے کے لئے نبی کا سمجھنا ضروری ہے۔

(وما علینا الا البلاغ المُبین)

تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

، ہمارے گجرات کے سُنی مسلمان اتنے بڑے اجتماع کو دیکھ کر حیران نہ ہوں گے لیکن اِسی گجرات کے بعض لوگ ہند مہاساگر کی چھاتی سے گزر کر کسی اور ساگر میں چلے گئے۔ افریقہ میں یا یورپ میں وہ سوچتے ہوں گے۔ تین تین مہینے کے اعلان کے بعد ہال میں اتنے لوگ نہیں ہوتے جتنے تین چار دن کے اعلان کے بعد پالج میں اتنے آ گئے۔ انگلینڈ کی بڑی سے بڑی کانفرنس جو سال بھر کی تیاری سے ہوتی ہے۔ اتنا مجمع اس میں بھی نہیں ہوتا۔

اب ذرا سوچیئے شارٹ نوٹس پر جب اتنا بڑا طوفان آ سکتا ہے تو بڑے پروگرام پر کیا عالم ہوگا۔ یہ گجرات کے مسلمانوں کی بیداری ہے اور مذہب کے تعلق سے ان کے جاگنے کا صحیح ثبوت ہے۔

آج پالج کے اس جلسے کو پالج نہیں بنانا ہے کالج بنانا ہے یہ بات لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رف سٹڈی سے نالج نہیں ہوتی رف سٹڈی سے جماعت بنتی ہے کچھ گاؤں میں پھرنے والے لوگ بن سکتے ہیں لیکن عالم بنتا نہیں۔ جان اور بے جان کے لئے کالج ضروری ہے تو آؤ آج کے اس جلسے کو کالج بنائیں اور جو سو برس میں ایک بات کہتے ہیں لوگ اس کو اسی ایک ڈیڑھ گھنٹے تک بتائی جائے۔

یعنی آج کی تقریر ایسی ہو کہ جو جو لے کے چلا جائے وہ جس مسئلے کو چاہے کھول کے دیکھ لے۔

آج میں جنرل کتاب دے کر اس کی چابی بھی دے دینا چاہتا ہوں۔ دیکھیے بات یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ جب تک اللہ نے نبی بنایا نہیں کہ جب کوئی بھی اللہ کا رسول اس دنیا میں آیا ہی نہیں تھا کوئی نبی نہیں تھا تو کوئی کافر بھی نہیں تھا۔ چیلنج ہے میرا یہ کافر اللہ کی دشمنی میں نہیں بنے ہیں ورنہ اللہ تو ہمیشہ ہی سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ مگر جب تک معاملہ اللہ کا تھا۔ جب تک بات اللہ کی تھی۔ جب تک بندگی اللہ کی تھی، جب تک ذکر اللہ کا تھا کوئی کافر نہیں ہوا، اور جب ذکر آدم کا آگیا جب بات آدم کی آگئی۔ تو فوراً ایک کافر ہو گیا اور یہ بات مُلا نہیں کہہ رہا۔ یہ بات اللہ کہہ رہا ہے۔

فرشتوں کو سجدے کا حکم

جب اللہ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کا سجدۂ تعظیمی بجا لائیں تو سارے سجدے میں چلے گئے سوائے ابلیس کے۔ اس نے بڑائی کی اور گھمنڈ کیا اور ہو گیا کافروں میں

وکان من الکفرین

اور کافر ہو گیا۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ لا الٰہ الا اللہ کا پرچار کر رہے ہیں جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کے لئے جماعت بنا ڈالی ہے جنہوں نے اللہ کی معبودیت کے ثبوت میں پمفلٹ لکھے ہیں جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کے لئے ایک موٹی سی کتاب جس کا نام ہے تبلیغی نصاب۔ بغیر کسی حساب اس کو دیا چھاپ۔ اور چھوڑ کے اللہ کی کتاب بغل میں دبا لیا مُلا کا نصاب، حرکت اتنی غلیظ اور نام اس کا تبلیغ میں۔

یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اللہ کی کتاب بڑی ہے یا مُلا کا نصاب بڑا ہے۔ نصاب، بکھ

گے کہ کتاب دیکھو گے لیکن ہم آپ سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہارا ضمیر زندہ ہے تو یہ بتاؤ کہ ابلیس اللہ کے ذکر پر

اللہ کی عظمت پر
اللہ کی معبودیت پر
اللہ کی توحید پر
اللہ کے یکتا ہونے پر

اس بات پر کہ خدا لامحدود ہے صرف اللہ ہی پوجا کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اس بات پر کوئی کافر نہیں ہوتا۔

اللہ کی ذات سے انکار نہیں

کسی نے اللہ کی ذات سے انکار نہیں کیا۔
اللہ کی صفات سے انکار نہیں کیا۔
اللہ کی جلالت سے انکار نہیں کیا
اللہ کی عظمت سے انکار نہیں کیا۔

دنیا کا پہلا کافر

ابلیس جو دنیا کا پہلا کافر ہے سب سے پہلا مذہب سے باہر نکلنے والا ہے۔ اس لئے کہ خدا کی ذات سے انکار نہیں۔ کیا خدا کی صفات سے انکار نہیں کیا۔ نہ لا الٰہ الا اللہ سے انکار کیا

نہ توحید سے انکار کیا۔
نہ وحدت سے انکار کیا۔

نہ عبادت سے انکار کیا

اور اللہ فرماتا ہے۔ شیطان جو ہے وہ انسانوں کا کھلا دشمن ہے جب شیطان کھلا دشمن ہے پہچاننا ضروری ہے یا نہیں۔ ہم شیطان کو دیکھتے ہیں کہ جب اللہ نے حکم دیا میری عبادت کرو تو وہ عبادت کرتا رہا۔

بندگی پہ بندگی
سجدے پہ سجدہ
ذکر پہ ذکر
تسبیح پہ تسبیح
پاکی پہ پاکی۔

لاکھوں برس نہیں چھ کروڑ برس شیطان نے اپنی زندگی کے بہترین چھ کروڑ برس اللہ کی عبادت میں لگا دیا۔ اللہ کی عبادت پہ کتنا تیار تھا۔ چھ کروڑ برس گجرات کے مردو عورتو! میری ماؤں بہنوں! شیطان عبادت کے لئے چھ کروڑ برس تیار رہا لیکن اسے جب نبی کی تعظیم کا حکم دیا تو ایک سیکنڈ تیار نہیں ہوا۔

فسجدو االا ابلیس

ابلیس نے سجدہ نہیں کیا

سب سجدے میں چلے گئے سوائے ابلیس کے کیا مطلب شیطان کا نیچر معلوم ہو گیا شیطان کی فطرت معلوم ہو گئی کہ عبادت کراؤ تو کرے گا اور تعظیم کراؤ تو نہیں کرے گا اور یہی پہچان اس کے شاگردوں کی ہے۔ عبادت کراؤ تو کریں گے۔

نماز کہو تو پڑھیں گے
روزہ کہو تو رکھیں گے۔

نبی کی تعظیم نہیں کریں گے

حج بھر کریں گے

زکواۃ کہو تو دیں گے

نماز کے لئے بہت تیار ہیں گاؤں گاؤں جانے کو تیار ہیں۔ شہر شہر جانے کو تیار ہیں۔ گھر گھر جانے کو تیار ہیں۔ بیوی بچہ چھوڑنے کو تیار ہیں۔ کاروبار چھوڑنے کو تیار ہیں۔ دوکان چھوڑنے کو تیار ہیں۔ ان سے چاہے جتنی عبادت کراؤ عبادت کے لئے بھی تیار ہیں لیکن جب نبی کی تعظیم کا کہو تو یہ بھی انکار کر دیتے ہیں۔ یعنی جتنے پہ وہ تیار تھا اتنے پر یہ بھی تیار ہیں جہاں اس کا انکار ہے وہیں ان کا بھی انکار ہے جو اس کا رزلٹ ہے وہی ان کا رزلٹ ہے۔

تو میرے نبی کی تعظیم سے انکار کرنا اس نے سکھایا انہوں نے نقل کیا نبی کی تعظیم سے انکار کرنے پر صلواۃ وسلام نہیں پڑھیں گے، مسجد میں یا نبی سلام علیک نہیں کہیں گے نبی کو نہیں پکاریں گے۔ ہم مسجد میں سلام پڑھنے نہیں دیں گے، کون ہوتے ہو تم نماز میں سلام پڑھنے والے اور ادھر مُلا اکڑا ہے کہ ہم مسجد میں سلام پڑھنے نہیں دیتے اور اللہ نے یہ طے فرمایا ہے کہ ہم مسجد میں پڑھوائیں گے تجھ کو نہیں معلوم ہم نے نماز کو ایسا فٹ کروایا ہے۔ اے مُلا میں نے اپنے محبوب رسول اللہ سے ایسی نماز فٹ کروائی ہے کہ جی چاہے تب بھی تمہیں سلام پڑھنا ہے اور جی نہ بھی چاہے تب بھی تمہیں سلام پڑھنا ہے۔

اللہ کی عبادت کرے گا

دل لگے تب بھی تمہیں سلام پڑھنا ہے اور نہ دل لگے تب بھی پڑھنا ہے۔ تم اپنی

کتاب میں لکھتے رہو بدعت ہے۔ بدعت ہے حرام ہے حرام ہے لیکن پھر بھی پڑھتا ہے میں اپنے محبوب پر سلام پڑھوالوں گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جب وہ سلام نہیں پڑھنے کا جب تو سلام پڑھنے کو بدعت کہے گا۔

جب تو سلام پڑھنے کو حرام کہے گا تو میں تجھے نمازی بنادوں گا

جب تو میرے محبوب پر سلام پڑھنے کو حرام کہے گا تو میں تجھے نمازی بنادوں گا اور نمازی اس لئے نہیں بناؤں گا کہ تیری بندگی میں کوئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے نمازی بنادوں گا تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ کتنا بڑا جھوٹا ہے تجھ کو اس لئے نمازی بناؤں گا۔ تاکہ سمجھ جائے کتنا بڑا جھوٹا ہے ہم سے کہتا ہے سلام نہیں پڑھوں گا اور پانچوں ٹائم پڑھ رہا ہے۔ منہ سے کہتا ہے سلام بھیجنا حرام ہے اور پانچوں ٹائم بھیج رہا ہے تو میں کیا کروں گا تجھ کو نمازی کر کے تیرے گھر سے اٹھا کر اپنے گھر میں لاؤں گا اور حوض پہ بٹھا کر کے وضو کراؤں گا اور جب تو پہلی رکعت پڑھے گا رکوع میں جائے گا۔ کھڑا ہو گا اور سجدے میں جائے گا۔ تو کھڑا ہونے دوں گا۔ اور جیسے ہی دوسرا رکوع کرے گا کھڑا ہو گا اور پھر سجدے میں جائے گا کو کھڑا نہیں ہونے دوں گا۔ ادب سے بٹھوادوں گا۔

نبی کو نماز میں کیا دو گے

پہلے تم سورۃ فاتحہ پڑھ چکے، فاتحہ سے انکار کرتے تھے نہ تو شروع میں تم سے فاتحہ پڑھوایا۔ اب آخر میں نبی پر سلام بھیجو۔ پہلے فاتحہ پڑھو اور آخر میں سلام بھیجو اور جب تم نہیں بھیجو گے تو میں زبردستی یہ فرض کرادوں گا کہ سب چھڑوادوں گا۔ التحیات نہیں چھوڑی جاسکتی۔ سب چھوڑا جاسکتا ہے۔ التحیات نہیں چھوڑی جاسکتی اگر تم درود گول کر جاؤ گے التحیات گول نہیں کرسکتے۔

التحیات للّٰہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی،

میں سلام بھیجا کے رہوں گا تم نے سمجھا کیا ہے

ارے ملا نہ پڑھنا یہ تیری طبیعت ہے اور پڑھوالینا میری مشیت ہے۔ اور تم کہتے ہو میں نبی پر سلام نہیں بھیجوں گا۔ اُن پر سلام اُن پر تم اسے کہتے ہیں۔ جو حاضر ہو تم اسے کہتے ہیں جو ناظر ہو۔ اگر میں بولوں تم سنو اگر میں کہوں اے لوگو تم سنو

حاضر ناظر اسی کو کہتے ہیں

تو اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں غیر حاضر لوگوں سے کہہ رہا ہوں تم کا مطلب ہے کہ جو سامنے ہو ان سے کہہ رہا ہوں، تو تم اُسی کو کہتے ہیں۔ جو سامنے ہو مخاطب ہو حاضر ہو۔ جب حاضر ہے اور محسوس نہیں ہے یعنی کچھ لوگ ایسے ہیں جو حاضر تو ہیں ناظر نہیں ہیں۔

کیوں فاروقی صاحب موجود ہیں۔ دیکھتے نہیں حاضر ہونا اور ہے ناظر ہونا اور لیکن جیسے ہمارے غلام سید صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ مولانا بیٹھے ہیں سادات کرام بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو الحمدللہ حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں تو اگر کوئی پرابلم نہیں اور اگر پرابلم ہے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ آنکھ نہیں مگر ایسا ایسا منظر دیکھ لیتے ہیں پتہ نہیں کیسے اندھے ہوتے ہوئے کرشن کے بچپنے کا جھوٹ دیکھ لیا۔ کیسے جھوٹ بولتے تھے کرشن، میں جس انداز کا سلام پسند کرتا ہوں۔ وہ تم سے کرداں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے محبوب پر سلام بھیجو تو غیر حاضر نہ سمجھو میری پسند یہ ہے کہ میرے محبوب کو سلام بھیجو تو غیر حاضر نہ سمجھو حاضر سمجھو سامنے سمجھو۔ اور اس کے لئے السلام علیہ، نہ کہنا السلام علیک، سلام ہو تم پر اور پھر ایسا نہ کرنا تم کہہ کر کسی اور کو پکارنا۔ انہی کو پکارنا بھی۔

السلام علیک ایھا النبی اے نبی تو ترجمہ ہوا۔

السلام علیک ایھا النبی کا سلام علیک یا نبی ترجمہ ہوا۔

تم بھی سلام پڑھوگے

سلام علیک یا نبی اور میلاد میں ہم یہی کہتے ہیں۔

یَا نبی سَلَامُ عَلَیکَ ۔

ارے جو تم نے صلوٰۃ میں کہا ہے وہی ہم نے حیات میں کہا ہے اور یہ جو تیرا مولوی کہتا ہے فاتحہ پڑھنا بدعت ہے فاتحہ پڑھنا حرام ہے فاتحہ نہیں پڑھیں گے۔ بڑے اکڑ خان ہو تمہاری یہ ہمت!

میرا دیا ہوا کھاتے ہو، فاتحہ سے انکار کرتے ہو

میری دی ہوئی زمین پہ چلتے ہو، فاتحہ سے انکار کرتے ہو۔

فاتحہ کا انکار کرتے ہو تو نہ پڑھو

بڑے مرد ہو اگر ہمت ہو تو فاتحہ نہ کرو، تو جانے لیکن سُن

یہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنے مکان میں فاتحہ نہ پڑھے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنی دکان میں فاتحہ نہ پڑھے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ تو اپنے دار العلوم میں نہ پڑھے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ کسی قصبے میں تو سلام نہ پڑھے۔ فاتحہ نہ پڑھے۔

یہ ہو سکتا ہے تو اپنے اجتماع میں فاتحہ نہ پڑھے۔

لیکن سُن! جب تو اپنے گھر میں فاتحہ نہیں پڑھے گا تو تجھ کو تیرے گھر سے اٹھا کر اپنے گھر میں لاؤں گا۔ اور

فجر میں چار فاتحہ پڑھواؤں گا
ظہر میں بارہ فاتحہ پڑھواؤں گا
عصر میں آٹھ مرتبہ فاتحہ پڑھواؤں گا
مغرب میں سات مرتبہ فاتحہ پڑھواؤں گا
عشاء میں سترہ مرتبہ فاتحہ پڑھواؤں گا۔

ایک جمعرات سے انکار کیا تھا۔ ڈیلی اڑتالیس مرتبہ فاتحہ پڑھواؤں گا تمہاری چلے گی کہ میری چلے گی۔ بڑے ہیں نہیں فاتحہ پڑھنے والے۔ فاتحہ وہ بھی پڑھتے ہیں فاتحہ ہم بھی پڑھتے ہیں۔

ظہر میں وہ بھی پڑھتے ہیں
عصر میں ہم بھی پڑھتے ہیں
مغرب میں وہ بھی پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں اور نبی پر سلام وہ بھی بھیجتے ہیں۔

التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی

سلامتی ہو تم پر اے نبی تو نبی پر سلام وہ بھی بھیجتے ہیں۔ خطاب وہ بھی کرتے ہیں۔ ندا وہ بھی کرتے ہیں۔ نماز میں نبی کو وہ بھی پکارتے ہیں ہم بھی پکارتے ہیں ارے بے وقوفو! ان کے چکر میں کیسے آگئے وہ کہتے ہیں نبی کو مت پکارو، پھر خدا کے سامنے نبی کو کیوں پکارا۔

وہابی کی حکومت نہیں مانیں گے

اے سنی مسلمانو!
یہ شراب کی بوتل میں ڈوبا ہوا عرب

یہ دلدل میں سسکتی ہوئی انسانیت

امام حسین کے ارمانوں پر تخت شاہی کا جنازہ نکالنے کا ارادہ نہیں کرنا یہاں حسین کی آرزوؤں کا جنازہ نکالو گے۔

ارے سن! حسین اس یزید سے ٹکرا گیا تھا جو ایک صحابی کا نامزد تھا۔ حسین نواسہ بادشاہ سے ٹکرا گیا۔

سن! اگر صحابی کی دی ہوئی بادشاہت کا احترام نہیں کیا جائے گا۔

ارے جب صحابی کی دی ہوئی بادشاہت کو حسین نے پسند نہیں کیا تو یہ وہابی کی بادشاہت کو حسینی بھی پسند نہیں کریں گے۔

یہ نجد کی ریت نہیں
یہ سعودیہ کا علاقہ نہیں ہے
یہ انڈیا ہے۔
یہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری کی دھرتی ہے
یہ حضرت نظام الدین اولیاء کا وطن ہے
یہ حضرت مخدوم سمنانی کی پسند ہے
یہ حضرت بہاؤ الحق کی دھرتی ہے
یہ شاہ رکن عالم قطب عالم کی مادر وطن ہے۔

یاد رکھنا مولانا وجیہ الدین کا علم گجرات نہیں ہے ان کا علم مدینہ ہے۔ اس لئے گجرات ہمارے لئے مدینہ ہے یہ دھرتی ہمارے لئے مدینہ ہے اس لئے کہ جو مدینے کا زینہ ہو جائے وہ حقیقت میں مدینہ ہو جاتا ہے

اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی
آل محمد و بارک و سلم

ہمیں غریبی پہ ناز ہے

ہم جنگلوں میں اور ریت میں رہنے والے جانور نہیں ہیں۔ جماعت والو! تمہیں عرب کا چندا مبارک ہو۔ تم کو سعودیہ کا چندا مبارک۔ ہم غریب ہیں اس لئے غریبوں کو چندے کے جال میں مت پھنساؤ۔ ہم غریب ہیں تو ہمیں اپنے غریب ہونے پر شرمندگی نہیں ہے بلکہ اگر غریب مجھے اجازت دیں تو میں یہ بھی کہوں کہ غریب ہونے پر مجھے (Proud) فخر ہے۔

اے جماعت کے امیرو تم کو تمہاری امیری مبارک ہو۔ ہم غریب سنیوں کو غریبی مبارک ہو۔ اور وہ اس لئے کہہ رہا ہوں

اے جماعت کے امیرو! میں تم سے ڈرتا نہیں۔ غریب کی پاور سے ڈرو، غریب کی طاقت سے ڈرو، غریب اگر بھٹک جائے تو ماسکو بدل جاتا ہے اور اگر سنور جائے تو مدینہ سنور جاتا ہے۔

جب غریب کو بگڑنے میں ترقی ہے تو سنورنے میں کتنی ترقی ہوگی۔ تم غریب کی طاقت سے ڈرو، غریب کی آہ سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے، اس لئے ہم غریب ہونے پر ڈرتے نہیں۔ اور غریب ہونے پر مست ہیں کہ ہم غریب ہیں۔

اے جماعت کے امیرو! یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تمہارے پاس کوئی امیر نواز نہیں ہے۔ ہم غریبوں کے پاس غریب نواز ہے کون کہتا ہے کہ فاتحہ نہیں پڑھیں گے، چلایا کریں اپنی بیوی کو ماریں اپنے بچوں کو ڈانٹیں اور بیوی سے کہیں نہیں فاتحہ ہوگا۔ لیکن بہ اندر تو ڈانٹتے ہیں اور جسے کہتا ہے نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض وقت فجر واسطے اللہ تعالٰی کے منہ طرف کعبہ شریف ۰ اللہ اکبر۔

درُود پڑھو سلام پڑھو

پہلا کام فاتحہ پڑھنا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین پہلے ہی پڑھتا ہے تو پڑھتے یہ بھی ہیں پڑھتے ہم بھی ہیں۔ دونوں پڑھتے ہیں

لیکن سُنی مسلمانوں

سلام وہ بھی بھیجتے ہیں سلام ہم بھی بھیجتے ہیں
رسول کو مخاطب وہ بھی کرتے ہیں ہم بھی مخاطب کرتے ہیں
نبی کو وہ بھی پکارتے ہیں نماز میں نبی کو ہم بھی پکارتے ہیں نماز میں
التحیات میں وہ بھی ندا کرتے ہیں ہم بھی پکارتے ہیں۔

وہ بھی فاتحہ پڑھتے ہیں مگر ایسا مت سمجھنا کہ ہم دونوں برابر ہیں۔ پڑھتے دونوں ہیں مگر دونوں میں فرق ہے۔

نبی پر سلام بھیجتے ہیں وہ بھی نبی پر سلام بھیجتے ہیں ہم بھی
نبی کو پکارتے وہ بھی نبی کو پکارتے ہم بھی
مگر دونوں میں فرق ہے۔
ہم نبی کو مسرور ہو کر پکارتے ہیں
وہ مجبور ہو کر پکارتے ہیں۔

سلام نماز سے نکال دو

اس لئے میرے دوست جب نماز سے نبی پر سلام نکالا نہیں جا سکا۔ نماز سے ارے جب نماز کے نماز کے اندر،

مولویو! پانچ بھارت کے غیور مسلمانو اور اپنی ماں کے دودھ کے ساتھ عقیدت

اولیا پی لینے والو۔ مجھے بتاؤ۔ اگر تیرے بدن میں کسی مومناں عورت کا دودھ ہے۔ تیرے جسم میں باپ کی صورت میں کسی مومن کا خون ہے تو اتنی موٹی سی بات پر فیصلہ ابھی لینا ہے کہ جب نماز سے سلام نہیں نکالا جا سکا۔ جب نماز سے سلام کو کوئی نہیں نکال سکا تو آج میں قسم کھاتا ہوں کہ کسی مسجد سے بھی سلام نکالا نہیں جا سکتا۔

ہاں مسجد سے وہ نکالے جائیں گے جنہیں کبھی رسول نے نکالا ہے

ایک مرتبہ میرے رسول خطبہ دے رہے تھے جن کو چاہیے فتح الباری شرح بخاری میں یا مولانا عبدالحئی کے مقدمے میں اس حدیث کی مکمل وضاحت ہے بخاری کی شرح عینی میں بھی ہے وضاحت کے ساتھ یہ حدیث ہے میں نے اس لئے کتاب کا نام لے لیا تھا کہ نصاب کی سمجھ میں کتاب بھی آجائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے ہیں جمعہ کا دن ہے۔ مسجد پاک میں سرکار دو عالم جلوہ افروز ہیں اب اللہ کی مشیعت میرے مصطفےٰ کی طبیعت اللہ کی مشیعت نبی کی طبیعت دیکھو پڑے ہوئے چہرے پر پردے چہرے پر جو پردہ پڑا ہوا تھا۔ اٹھنے لگا

اور میرے رسول نے نام لے کر ایک سے کہا۔ فاخرج۔ اے فلاں فالکا منافق فاخرج اے فلاں فانا کا منافق ۔ اے مسجد سے باہر جا۔ اس لئے کہ تو منافق ہے اے تو بھی باہر جا۔ اس لئے کہ تو بھی

کئی لوگوں کو اٹھایا پوری جماعت اٹھی۔ یہ جماعت اسی بات کا بدلہ لے رہی ہے۔

واہ جماعت نے بدلہ کیا لیا۔

اچھا رسول! تم نے نماز کی حالت میں مجھ کو مسجد سے نکالا ہے۔

میں سلام مسجد سے نکال دوں گی۔

میں تمہارا ذکر مسجد سے نکال دوں گی۔

انہیں رسول نے نکال دیا تھا

شائد لوگ اسی لئے مسجد میں سلام ہونے نہیں دیتے کیوں کہ رسول نے انہیں مسجد سے نکالا تھا یہ بدلہ لے رہے ہیں۔ مگر بھول رہے ہیں کہ جب بہتر کا یزید کچھ نہ بگاڑ سکا تو کروڑوں کا پلید کیا بگاڑ لیں گے۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل محمد

اور جب کئی آدمی باہر نکال دیئے گئے تو جس کو رسول اٹھاتے ہیں!

اٹھ جا باہر تو منافق ہے۔ تو مُنہ نیچے کر کے جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہتا

اے رسول منافقت تو اندر کی چیز ہے تم نے کیسے دیکھا بولا نہیں۔

یہ علم غیب والا ہے ابھی تو ایک پول کھولا ہے۔ بحث کروں گا تو سارا پول کھول دے گا۔

منافق علم غیب سے ڈرتے تھے

منافق تو وہ تھے لیکن ہوشیار تھے رسول کے علم غیب سے ڈرتے تھے یہ تو بڑا بے دھڑک ہے رسول کے علم غیب سے بھی نہیں ڈرتا۔

جب کئی نکالے گئے تو بڑے شرمندہ سے ہوئے آج اللہ نے رسوا کر دیا۔

منافقین کے چہرے پر پڑے ہوئے پردے کو نکال دیا۔

جیسے ہی یہ کئی لوگ باہر نکلے۔ مسجد سے ادھر حضرت عمر آ رہے ہیں حضرت عمر کو افسوس ہوا شاید جماعت ختم ہو گئی۔ میں کچھ لیٹ جا رہا ہوں کچھ دیر سے میں جا رہا ہوں۔ شاید سرکار نے جماعت مکمل کر لی۔

اتنا افسوس ان کو تھا اور ادھر یہ منافق افسوس کر رہے تھے کہ کسی نے نہیں دیکھا تھا اب اس نے بھی دیکھ لیا ہے ہم کو نکلتے ہوئے دیکھ لیا ہے

انہیں نکالنا رسول کی سُنت ہے

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا جو رسول سے محبت نہ کرتے ہوں اور دکھاوے کا کلمہ پڑھتے ہوں ان کو مسجد سے نکالنا سنت رسول ہے تو اگر بے وقوفی سے کوئی جماعت آوے اور یہ کہے کہ ہم مسجد میں آپ کے آئے ہیں۔ اللہ رسول کی بات بنانے کے لئے کچھ سنت بتانے کے لئے۔

کیا کیا سنت بتاؤ گے۔

سنت نمبر ۱ یہ ہے۔

سنت نمبر ۲ یہ ہے۔

سنت نمبر ۳ یہ ہے۔

اور جب بیسیوں سنت بتائے جائیں تو ان کو دھکیل کر باہر کرو اور کہو آخری سنت یہ ہے۔

میں آپ کو کنجی دے دوں گا

میں نے کہا تھا کہ میں آپ کو کنجی دوں گا کہ ان کے ہر اعتراض کا جواب عبادت سے دیا جائے

انہوں نے کہا ہم فاتحہ نہیں پڑھیں گے
قرآن کہتا ہے پڑھو!
یہ کہتے ہیں نہیں!
نماز کہتی ہے میں پڑھوا لوں گی
میں نبی پہ سلام بھیجوں گا نہیں۔

نماز کہتی ہے میں بجوالوں گی۔

عبادت آگے بڑھ کے بول رہی ہے۔

یں کرالوں گی۔ میں نبی کو مخاطب کرواؤں گی۔

نماز نے ذمہ داری لے لی کہ میں ہر نمازی کو مجبور کر دوں گی کہ وہ رسول پر سلام بھیجے وہ رسول کو مخاطب کرے

وہ رسول کو پکارے

اور اس فرض پے بھی مجبور کروں گی۔ کہ وہ فاتحہ پڑھے۔

میں نے کہا۔

کہنے لگے نماز بڑی مخصوص عبادت ہے جو بات نماز میں ہو نماز سے باہر ویسا نہ کرنا۔

تو ہم نے بھی طے کر لیا کہ جو کام ہم نماز میں کرتے ہیں ہم باہر اس طرح سے نہیں کریں گے ہم نماز میں جب فاتحہ پڑھتے ہیں تو کھڑے ہو کر اسی لئے جب کھانا رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں تو بیٹھ کر نماز میں کھڑے ہو کر کیا ہے نہ تو نماز کے باہر بیٹھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور نبی پر سلام بھیجا ہے۔ نماز پہ بیٹھ کے نہ،

ہم کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں

اس لئے میلاد میں ہم کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں نہ تاکہ نماز کی طرح نہ ہونے پائے نماز بھی الگ نظر آوے اور پیار بھی الگ نظر آوے۔

رسول ہماری طرح ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے ہماری طرح اور ایسا آدمی کہتا ہے جس کو گھر سے طعنہ ملتا ہے گھر والی ہمیشہ طعن کرتی ہے کیا میری قسمت خراب تھی میرے ماں باپ نے کیا اس کا رنگ بھی نہیں دیکھا۔ کیسے آدمی سے میری شادی

ہو گئی میرے ماں باپ نے اس کی ناک بھی نہیں دیکھی۔

عورت کو شکایت ہے کہ یہ دیکھنے کے لائق نہیں اور باہر نکل یہ آدمی کہے کہ رسول
میری طرح ہیں ارے جو گھر میں مسترد ہو وہ باہر کیسے تسلیم ہو۔ تو

کیا رسول بھائی کی طرح ہیں

یہ کہتے ہیں کہ رسول ہماری طرح ہیں۔ کہتے ہیں انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
ایک فارمولا بنایا انہوں نے انسان انسان بھائی بھائی ہیں۔ اللہ نے جس کو بڑائی
دی وہ بڑا بھائی ہے ایسا فارمولا کیوں بنایا انہوں نے؟

ایسا فارمولا اس لئے بنایا کہ پہلے لوگوں کو منوا لو

انسان انسان بھائی بھائی

اور جب پبلک مان لے گی۔ انسان انسان بھائی بھائی ہے تو رسول کو انسان مانو
جب پبلک یہ مان لے گی کہ رسول انسان ہیں پہلے تو یہ مان لیا انسان بھائی بھائی
ہے پھر یہ مان لیا رسول انسان ہیں تو خود بخود ماننا پڑے گا۔ رسول بڑے بھائی
ہیں۔

میں کہتا ہوں کون کہتا ہے انسان انسان بھائی بھائی ہیں سارے میں انسان
ہوں تم انسان ہو نہ۔ اور تیرا باپ بھی انسان ہے اور تیری اماں بھی انسان ہے
تو اگر سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو کہاں گیا ابا اور کہاں گئی مائی۔

جب سب بھائی بھائی ابا ہو گئے۔ بھیا اماں ہو گئی۔ بھوی۔

ارے بھائی بھائی ہے نہ تو یہ ماں باپ کا احترام غائب اب بھائی اور بھوجائی

اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ اگر انسان انسان بھائی بھائی ہے تو

ابو جہل بھی انسان ہے۔

ابولہب بھی انسان ہے
فرعون بھی انسان ہے
نمرود بھی انسان ہے
شداد بھی انسان ہے
ہامان بھی انسان ہے
یزید بھی انسان ہے
رامڑ بھی انسان ہے

مولانا انسان جب بھائی بھائی ہیں تو مولانا رامڑ بھائی بھائی مولانا اور رام کرشن بھائی بھائی ہیں۔ سب ادھر ہی ان کے بھائی بھائی ہیں۔ جب رام بھائی ہیں تو زندگی میں ملائی ہے کیونکہ رام بھائی ہے۔

کیا فرعون تمہارا بڑا بھائی ہے

آپ سوچو! سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اگر مولانا تم نے اگر تھیوری بنالی جماعت والوں نے یہ تھیوری "تقویۃ الایمان" میں بنائی ہے لہذا فرعون نمرود سب انسان ہیں تو مولانا تقویۃ الایمانی جو ہیں یہ بھی انسان ہیں۔ فرعون بھی انسان ہے بتاؤ فرعون بڑا ہے کہ مولانا!

اللہ نے بڑائی کس کو دی۔ جماعت والے کہیں گے ہمارے امیر کو تو اس کا مطلب ہے جماعت کا امیر فرعون کا بڑا بھائی ہے
جماعت کا امیر ابوجہل کا بڑا بھائی ہے
ابولہب کا بڑا بھائی ہے
نمرود کا بڑا بھائی ہے۔

کیونکہ نمرود بھی انسان ہے

جماعت کا امیر بھی انسان ہے۔

فرعون کا بڑا بھائی

انسان بھائی بھائی ہیں لہٰذا فرعون اور امیر جماعت دونوں بھائی بھائی ہیں۔ اب اللہ نے بزرگی امیر جماعت کو دی ہے۔ اس لئے جماعت کا امیر فرعون کا بڑا بھائی ہے اب جب فرعون کا بڑا بھائی ہے تو ہم بھی تم سے نہیں ڈریں گے۔

ہم بھی موسیٰ کے غلام ہیں۔

ہم بھی موسیٰ۔ ابراہیم کے غلام ہیں۔

اگر نمرود کی آگ ابراہیم کو جلانے میں ناکام ہے تو نمرودیو تمہاری تبلیغ ہمیں مٹانے میں ناکام ہے۔

عبادت سے ایک سوال

چلو میں اور عبادت سے پوچھتا ہوں۔

رسول ہماری طرح ہیں عبادت تو بتا۔ عبادت۔

اے اللہ کی عبادت آج تیرے نام پہ دھندا ہو رہا ہے۔

اے اللہ کی عبادت! آج تیرے نام پہ عقیدے کی سمگلنگ ہو رہی ہے اے اللہ کی عبادت! آج تجھے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ عبادت کے ٹھیکے دار یہ عربوں کے چندے سے کروڑوں روپیہ جمع کر کے بھارت کے سنی مسلمانوں کے ایمان پر ڈکیتی کرنے والی طاقت ہے۔ یہ محمد رسول اللہ کے دشمنوں کی طاقت ہے۔ یہ اسلام کے شقی یہ امریکہ کے ایجنٹ یہ اسرائیل کے چماروں سے

دسترخوان سجانے والی طاقتیں ہے یہ یہود اور سعود کے مشترکہ سازشوں میں دبے ہوئے ذہن یہ ہم غریب مسلمانوں اور دیہاتی مسلمانوں کے ایمان کو بہلا اور پھسلا کر بدلنے والے لوگ۔ عبادت تو بتا۔

دیکھو عبادت کہے گی یہ جو نماز روزہ حج وزکواۃ لے کر گھوم رہے ہیں یہ مجھے لے کر گھوم رہے ہیں۔

صالحین کو اللہ نے بچایا ہے

یہ جماعت والے جو نماز لے کے گھوم رہے ہیں یہ نماز کو بچانے کی جو بات کرتے ہیں ضرور بچاتے ہوں گے مگر اے میرے چاہنے والو میرے پاس تو وہ ہیں۔ جنہیں میں بچاتی ہوں اور وہ اہل سنت وجماعت کے اولیاء اللہ ہیں۔ وہ اہل سنت وجماعت کے صالحین ہیں جن کو میں نے بچایا ہے۔

کربلا میں حسین کے سجدے کو میں نے بچایا ہے۔

نماز جسے بچاتی ہوگی وہ کتنا اونچا ہوگا۔

زکواۃ جسے بچاتی ہوگی وہ کتنا اونچا ہوگا۔

تو زکواۃ آنے والی ہے۔ زکواۃ کا مہینہ بھی آنے والا ہے۔

زکواۃ سیّد کو نہ دو

اب زکواۃ کے سلسلے میں یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب آپ زکواۃ دیں گے یہ ضرور دیکھیں گے کہ وہ سید نہ ہو۔ سید کو زکواۃ دینا حرام ہے سید کا زکواۃ کھانے کے لئے لینا اور کھانے کے لئے دینا۔ آپ مجھ کو دیں زکواۃ اور میں سمجھ جاؤں کہ زکواۃ ہے اور کھا جاؤں آپ بھی سمجھے تو میں سید ہوں۔

لیجئے! کھائیے،

آپ کے لئے تو یہ حرام ہے۔ اپنے پیر و مرشد کو یا کسی معتبر ذریعے کو یہ کہہ کر یہ زکوٰۃ ہے۔ سید صاحب!

آلِ رسول زکوٰۃ نہ لے

آپ جسے مناسب سمجھئے غریبوں کو اپنے طور پر دے دیجئے گا۔ مگر وہ زکوٰۃ نہیں لیتے اپنے نام اپنے کام اور اپنے پریوار کے لئے زکوٰۃ لینا حرام اور آپ کا دینا بھی حرام ہے۔ لینے والا بھی خطاکار دینے والا بھی خطاکار۔ میں بڑے چکر میں پڑا،

یارسول اللہ! ہم آپ کی اولاد کیا ہوئے اتنا بڑا فنڈ ہم سے کاٹ لیا گیا۔

ارے بھئی زکوٰۃ میں دو چار روپیہ ہوتا ہے دو چار کروڑ نہیں ہے دو چار ملین نہیں ہے روپیہ ملین ملین پاؤنڈ ملین ملین ڈالر دنیا بھر میں جوڑ ڈالو، کھربوں روپیہ زکوٰۃ کا۔ بنی ہاشم کا کوئی فرد نہیں لے سکتا۔

یارسول اللہ! کیا کوئی ضمانت لے گا کہ سید کے گھر چولھا جلتا رہے گا۔

یارسول اللہ! یہ کیا بات ہے۔ ہمیں زکوٰۃ سے کیوں روک دیا گیا۔

شیخ، مغل، پٹھان کوئی برادری ہو غیر ہو، ہاشمی غربت اور مجبوری میں پیسہ لے سکتا ہے اس کا رائٹ ہے حق ہے۔ شرمندگی نہیں ہے اور سید کے لئے حرام ہے ایک تو میں تاریخی پوائنٹ سے آپ کو جواب دوں گا اور ایک روحانیت اور محبت کے پہلو سے۔ رسول کے سائیڈ سے

اے میرے بچو جب میرا اُمتی زکوٰۃ نکالے نا!

تو زکوٰۃ نہ لینا۔

محبت کے رُخ سے سمجھنے کی کوشش کرو یہ جوش کی بات نہیں ہے،

زکوٰۃ سیّد کے لئے حرام ہے

اس لئے صبر کر جانا اور دوسرا معاملہ یہ ہے کہ میں اپنے بچوں کے لئے زکوٰۃ کا ایک پیسہ نہیں رکھوں گا۔ میں اس مال سے اس فنڈ سے اُمت کی اس رقم سے اُمت کے اس فنڈ سے اپنے خاندان کو ایک پیسہ لینے نہیں دوں گا۔ تاکہ کوئی بھی دشمن یہ میرے اوپر الزام نہ لگائے کہ محمد عربی نے اپنے بچوں کی پرورش کے لئے اسلام چلایا ہے۔ اپنے خاندان کے لئے اسلام چلایا ہے۔

ارے وہ اور لوگ ہوں گے جو جماعت کو کاٹ دیتے ہیں
پریوار بچانے کے لئے مذہب کو کاٹ دیتے ہیں۔
اپنا خاندان بچانے کے لئے

مگر میں وہ ہوں جماعت کو بچانے کے لئے اپنی اولاد کٹوا سکتا ہے۔ اپنی اولاد قربان کر سکتا ہوں۔

اس جماعت کو بچانے کے لئے پریوار کا بلیدان دے رہے ہیں تو سید زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن مجھ کو زکوٰۃ دینا پڑتا ہے۔ ہر سال میں زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ مال ہے تو دینا ہی پڑے گا۔ پہلے مال نہیں تھا تو نہ دیتا تھا نہ لیتا تھا

غریب ہونے کی صورت میں بھی نہیں لے سکتا

میں غریبی میں نہیں لے سکتا سیّد نہیں لے سکتا اور تم میں شریعت کی بات کروں گا فقہ کی بات کروں گا۔ عبادت کی بات کروں گا

زکوٰۃ میں دے سکتا ہوں
ہن دے سکتا ہوں زکوٰۃ

اپنے مال سے کیوں نہیں دیتا

اے میرے بچو میری اولادو! جب میرا کوئی اُمتی زکواۃ نکالے تو تم زکواۃ نہ لینا اس لئے کہ چالیس روپیہ میں ایک روپیہ نکالے گا نہ چالیس روپے میں کتنی زکواۃ ہے تو ایک روپیہ۔ جب زکواۃ دے گا تو تم مت لینا۔

اے میرے بچو! رسول کی طرف سے جواب دے رہا ہوں۔

اے میرے بچو اے میری اولادو! جب میرا اُمتی زکواۃ ایک روپیہ دے تو لینا مت، اس لئے کہ ایک روپیہ دے کیوں رہا ہے ایک روپیہ زکواۃ دینے کا مطلب یہ ہے کہ تھرٹی نائن روپیز (انتالیس روپے) اس کے پاس ہیں وہ انتالیس میں سے کیوں نہیں دے رہا۔ میری اولاد کو انتالیس میں سے تم کیوں نہیں دے رہے ہو۔ اور ایک روپیہ جو غریب والا ہے وہ کیوں دے رہا ہے؟

اے میرے بچو! تم صبر کر جانا اگر میرا کوئی اُمتی ایک روپیہ دے رہا ہے وہ انتالیس میں سے نہیں دے رہا ہے تو تم صبر کر جانا، میں محشر میں اس اُمتی کو دیکھ لوں گا۔ میں محشر میں اس اُمتی کو دیکھ لوں گا۔ کہ میرا اُمتی ہے تو انتالیس روپیہ تم نے اپنے بچوں کے لئے رکھا تھا نہ تم نے زکواۃ جب دیا تو انتالیس روپیہ تم نے اپنے بچوں کے لئے تو جو روپیہ تو نے اپنے بچوں کے لئے رکھا تھا اس میں سے میرے بچوں کو کیوں نہیں دیا۔ اور جب تو میرے بچے کو اپنے بچے جیسا نہیں سمجھتا۔

تو میں تیرے بچوں کو
اپنے بچوں جیسا کیوں سمجھوں۔

اگر صاحب نصاب ہوں تو دینا فرض ہے۔
لیکن اگر غریب ہوں تو لینا حرام ہے۔
تم امیری میں دیتے ہو غریبی میں لیتے ہو
اور میں امیری میں دیتا ہوں غریبی میں لیتا نہیں۔
تو میرے اندر کیا گن ہے میں دیتا ہوں لیتا نہیں۔
تم لیتے بھی ہو دیتے بھی ہو
تو کیا تم میری طرح ہوئے، نہیں،
نہیں میں محتاجی میں نہیں لے سکتا۔

جماعتیو! تم آل رسول کی طرح نہ بن سکے

تم لے سکتے ہو میں زکواۃ نہیں لے سکتا۔ تو کیا تم میری طرح ہوئے۔
کیا تم آل رسول کی طرح ہوئے
تو اے جماعت کے سر پھرے لوگو! جب تو گجرات کے سید کی طرح نہیں ہو سکا
ارے آل رسول کی طرح جب نہ ہو سکا تو رسول کی طرح کیسے ہو جاؤگے۔
اور رسول کے بارے میں یہ بات مشہور ہے لیکن میں اس کی صحیح وضاحت کروں گا
اب پتہ چلا سید محمد ہاشمی پر زکواۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے کی
صورت میں زکواۃ دینا۔
لیکن صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکواۃ دینا فرض ہے
شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی پر زکواۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے
کی صورت میں دینا فرض ہے
غریب نواز پر زکواۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے کی صورت میں

دینا فرض ہے

غوث اعظم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے کی صورت میں دینا فرض ہے

مولا علی مشکل کشا خیبر شکن المرتضیٰ پر زکواۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے کی صورت میں دینا فرض ہے۔

حضور پر زکواۃ لینا حرام ہے لیکن صاحب نصاب ہونے کی صورت میں دینا ؟

جی نہیں !

اسی لئے تو میں پیچھے سے چلا تھا یہی تو فرق بتانا تھا کہ تم لیتے بھی ہو دیتے بھی ہو اور آل رسول دیتا ہے مگر لیتا نہیں اور رسول نہ دیتا ہے نہ لیتا ہے۔

یہی تو بتانا تھا کہ میرے رسول پر زکواۃ دینا فرض ہی نہیں، پوری زندگی میرے رسول نے زکواۃ دیا ہی نہیں۔

نماز فرض تھی رسول نے پڑھی۔

روزہ فرض تھا رسول نے رکھا

حج فرض تھا رسول نے کیا

زکواۃ فرض نہیں تھی نہیں دیا

زکواۃ ہے کیا ؟

میرے رسول نے زکواۃ دیا ہی نہیں

ارے بھئی زکواۃ دیا جاتا ہے زکواۃ کے بارے میں تین موٹی سی باتیں ہیں۔ میں کتنی باتیں کروں گا ٹائم بہت ضائع ہوگا۔ پورا باب ختم نہیں ہوگا۔

ارے بھائی میں پوچھتا ہوں کہ مولانا ہیں مولانا بتائیں جب مدرسہ کا اشتہار

نکلتا ہے دار العلوم کا بھی نکلتا ہے اور دوسرے مدرسے ایک حدیث ضرور کوڈ کی جاتی ہے۔

مال کے میل کو زکوٰۃ کہتے ہیں

مسلمانوں زکوٰۃ ضرور نکالو۔ فضیلت زکوٰۃ میں زکوٰۃ مال میں جو میل ہے اس کو نکال دیتی ہے۔ مال کا میل زکوٰۃ ختم کر دیتی ہے مال صاف ہو جاتا ہے جب صاف رہتا ہے تو برکت رہتی ہے۔

ابے دھندا کمانے میں کچھ میل آہی جائے گا۔ اب جب ہم یہاں سے بمبئی جاتے ہیں تو کپڑوں میں میل آجائے گا۔ نہ، لینا ایک نہ دینا دو۔ دو چار آدمی رگڑ کھائے میل آگیا۔ یہاں دھندے نے تو بہت رگڑ کھائے ہیں۔

ہو سکتا ہے چاندی سونے میں میل آگیا ہو تو پھر زکوٰۃ دے کر کے صاف کر دو تو مال کا میل نکالنے کے لئے زکوٰۃ دو گے نہ،

ارے بے وقوفو! تم نکالو زکوٰۃ اس لئے کہ تمہاری مال میں میل ہے۔

ارے رسول تم پر زکوٰۃ دینا کیسے فرض ہوگا۔ تمہارا ہی تو مال ہے جس میں میل نہیں ہے

اے سرکار! آپ ہی کا مال تو ایسا مال ہے جس میں میل ہی نہیں بلکہ اگر میل آپ کے مال میں مل جائے تو پھر وہ بھی میل نہیں مگر آپ جب ملنے دیں تب نا؟ تو سرکار کے مال میں میل نہیں تو زکوٰۃ تحصیل حاصل تحصیل حاصل محال ہے اور دوسری بات یہ ہے اگر ہم زکوٰۃ نکال کے اپنی بیوی کو دے دیں۔

سیٹھ زکوٰۃ نکالے اور بیوی کو دے دے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اے میری پیاری، اے میری سویٹ ہارٹ، اے میری جانِ جاں!

یہ پانچ ہزار روپے ہیں زکوٰۃ کے یہ تمہارے لئے سپیشل طور پر دے رہا ہوں

زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

اور کوئی اشارے اشارے میں بولے گا۔

اری بیگم، اوہ بیگم، بے غم

کیا غم کے لئے ہم ہیں، خفا ہو کر بولا۔

گھر سے کمانے کے لئے نکلے تھے۔ لیکن ہمارے لئے غم اور تو بے غم، بیگم، چہ غم بیگم نے کہا۔ کیا بات ہے؟

دو ہزار رکھ لے، ہزار تیرے لئے ہزار بیٹی کے لئے۔

کیا زکوٰۃ ادا ہوگئی

لے اگر بیوی کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو تو ہر مسلمان عبادت چھوڑ سکتے ہیں زکوٰۃ دینا نہیں چھوڑیں گے۔

اگر بیوی کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے۔

غلام کو دینے سے اگر زکوٰۃ ادا ہو جائے

غلام اور نوکر میں فرق ہے۔ نوکر پارٹنر ہے

تم محنت لیتے ہو تب دولت دیتے ہو۔ وہ محنت دیتا ہے تو دولت لیتا ہے تو وہ لین دین ہے۔ اس لئے برابر کا معاملہ ہے۔

غلام کو دینے سے بھی ادا نہیں ہوگی

غلام کی بات دوسری ہے کہ خلیفہ اسلام سے کیا ہوا جہاد اسلامی ہو تو اس میں حاصل کئے گئے غلام ہوں اور انہیں مارکیٹ میں بیچا گیا ہو تو اسے خریدا گیا ہو۔

لیکن دنیا میں آج غلام نہیں،

وہ غلام ہے۔

غلام اُسی کو بولتے ہیں جس کے آپ مالک ہوں۔

اگر غلام کرتا پائجامہ پہن لے تو اس کے بھی مالک ہم ہی ہیں

اور غلام کے پاس کوئی اٹیچی کیس موجود ہو تو اس کے بھی مالک ہم ہی ہیں

اور اگر اس بکس میں دس ہزار روپے رکھ دیا جائے تو اس کے بھی مالک ہم ہی ہیں

ایسا غلام ہوتا ہے۔

غلام اپنی چیز کا مالک نہیں ہوتا بلکہ جو غلام کا آقا ہے وہ غلام کی چیزوں کا بھی آقا ہے۔

تو غلام کو دینے سے زکوٰۃ اس لئے بھی ادا نہیں ہوتی۔

اس لئے کہ ملکیت ٹرانسفر نہیں ہوتی۔ جب تک ماسٹرسی ٹرانسفر نہ ہو جائے زکواۃ ادا نہیں ہوگی۔

اب میں غلام کو دے دوں تو وہ غلام کی ملکیت کی وجہ سے میرا ہی مال رہے گا تو کیا غلام کو دینے سے زکواۃ ادا ہوتی ہے۔

بیوی بچوں کو، اولاد کو، لڑکے کو، لڑکی کو، غلام کو دینے سے زکواۃ ادا نہیں نہیں ہوتی۔ جب تم نے یہ سمجھ لیا کہ غلام کو دینے سے زکواۃ جب ادا نہیں ہوتی تو اے رسول آپ پر زکواۃ دینا اگر فرض ہوتا۔ تو آپ زکواۃ دیتے کیسے۔

ساری دنیا تو آپ کی غلام ہے۔

ابوبکر کو دو تو غلام ہیں

عمر کو دو تو غلام ہیں

عثمان کو دو تو غلام ہیں

سلمان کو دو تو غلام ہیں۔
بلال کو دو تو غلام ہیں
مقداد کو دو تو غلام ہیں
ابوذر غفاری کو دو تو غلام ہیں
سعد کو دو تو غلام ہیں۔
سعید کو دو تو غلام ہیں
طلحہ کو دو تو غلام ہیں
زبیر کو دو تو غلام ہیں
ابنِ مسعود کو دو تو غلام ہیں
ابنِ عباس کو دو تو غلام ہیں
ابنِ زبیر کو دو تو غلام ہیں
ابنِ عوف کو دو تو غلام ہیں۔
ابو عبیدہ بن جراح کو دو تو غلام ہیں
عبدالرحمٰن بن عوف کو دو تو غلام ہیں
صہیبِ رومی کو دو تو غلام ہیں۔

ساری کائنات آپ کی غلام ہے

اور میرا دل یہ کہتا ہے
میرا وجدان یہ اعلان کرتا ہے
ہاں ہاں کہ آپ دیں گے کیسے ؟
سبھی تو آپ کے غلام ہیں۔

اور جو غلام نہیں وہ اسلام کی نظر میں مسلمان نہیں۔

تو رسول نے کبھی زکواۃ دیا نہیں۔

رسول نے زکواۃ کبھی دیا نہیں

میں نے زکواۃ سے پوچھا۔

ارے زکواۃ! بتا یہ رسول نے لیا دیا کیوں نہیں۔

زکواۃ نے کہا۔ تم لیتے دیتے ہو۔ زکواۃ تم لیتے دیتے ہو۔

اے میرے بندو! زکواۃ لینا دینا تمہارا کام ہے۔

اور اسی لئے رسول کو نہ لینے دیا گیا نہ دینے دیا گیا تاکہ کوئی بندہ رسول کو اپنی طرح نہ سمجھے، رسول کو اپنے جیسا نہ سمجھے۔ رسول کو اپنے برابر نہ سمجھے

زکوٰۃ فرض ہے

رسول کو اپنی طرح نہ سمجھے۔

رسول نہیں دیں گے تو محبوب ہوں گے

تم نہیں دو گے تو مردود ہو گے۔

نماز کتنے وقت کی فرض ہے اور اگر کوئی کہے چار وقت کی فرض ہے تب وہ گمراہ ہے کہ نہیں

اور کوئی کہے چھ وقت کی فرض ہے تب وہ بھی گمراہ ہے۔

پانچ ہی وقت کی نماز فرض ہے

نماز سب کے لئے فرض ہے

ساری دنیا کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔

ابوبکر کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے

فاروق اعظم کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے

عثمان غنی کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے

علی المرتضیٰ کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے

حسن مجتبےٰ کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے

سید الشہداء امام حسین پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔

امام زین العابدین پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے

امام اعظم پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے

ہمارے لئے تمہارے لئے قیامت تک کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔

رسول کی نماز کو اپنی طرح نہ سمجھو

اور رسول کے لئے چھ وقت کی نماز فرض ہے تہجد بھی فرض ہے۔ رسول کے لئے۔
میں نے کہا! اے اللہ، سارے بندوں کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے یہ
رسول کے لئے چھ کیوں۔

تو نماز نے کہا یہ فرق اسی لئے ہے کہ کوئی نمازی رسول کو اپنی طرح نہ سمجھے، اپنے
جیسا نہ سمجھے۔ اپنے برابر نہ سمجھے۔ اپنی مثل نہ سمجھے

تو نماز بھی کہتی ہے رسول ہماری طرح نہیں ہیں۔

زکواۃ بھی کہتی ہے کہ رسول ہماری طرح نہیں ہے

اور صوم وصال تو چیخ چیخ کے کہتا ہے رسول ہماری طرح نہیں ہے

ایک مرتبہ رسول نے روزہ رکھنا شروع کردیا۔ صوم وصال نہ افطاری نہ سحری
رکھو نہ افطاری کرو اور رسول نے جب روزہ رکھنا شروع کردیا۔ اب دن بھر

تو کچھ کھایا نہیں افطار بھی کیا۔

جب سحری کا ٹائم آیا تو سحری نہیں کھایا۔

صحابہ نے سوچا۔ ارے باپ ارے باپ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دن بھر نہیں کھایا رات بھر نہیں کھایا دن بھر نہیں کھایا رات بھر نہیں کھایا۔

صحابہ نے سوچا! ہم لوگ تو صحابی ہیں۔ ہیں جھگڑا تو کرنا نہیں وہ تو جانتے تھے جھگڑے کے لئے وہابی آئیں گے۔ اور ہم لوگ صحابی ہیں۔

صحابی کی نقل کرو وہابی کی نہ کرو

پیچھے جو چلے وہ صحابی کی طرح ہے اکڑ جائے وہ وہابی کی طرح ہے۔

جو پیچھے پیچھے رسول کے چلے وہ صحابی کی طرح ہے ان کی نقل کر رہا ہے اور اگر اکڑ جائے ایسا کیوں ویسا کیوں۔ وہ کیوں۔ یہ کیوں۔ وہ وہابی کی طرح ہے۔

اب ایسا کیوں والوں نے جماعت بنالی جب اکیلے تھے تب اکیلے تھے اب جماعت بنالی ہے۔

ہم کو بھی کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ ہم نے بھی سوچا یہ جماعت بن کیوں رہی ہے

غور کیا اللہ نے صرف جنت تو بنائی نہیں ہے۔

اگر اللہ کا یہ ارادہ ہوتا کہ کوئی کافر نہ ہو کوئی گمراہ نہ ہو۔

اگر اللہ نے یہ ارادہ کیا ہوتا کہ کوئی گمراہ نہ ہو تو صرف جنت بناتا۔ اس کو تو معلوم ہے کہ کتنے کو جنت میں جانا ہے

جب دیکھا کہ کتنے کو جنت میں جانا ہے۔ حضرت آدم آئے جنتی ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء چوبیس ہزار نبی، ان کے بعد ان کے کروڑوں صحابہ پھر

ان میں بھی۔ نقباء۔ رقباء، نجباء۔ پھر ان میں بھی صحابہ تابعین، تبع تابعین جنت کا کوٹہ بڑھتا جا رہا تھا۔

نبیوں نے بھر دیا
صدیقین نے بھر دیا
شہداء نے بھر دیا
صالحین نے بھر دیا

خالی گجرات میں اتنے اولیاء اللہ ہیں کہ آج ان کی گنتی نہیں ہو سکتی

گجرات میں اللہ والے جنت والے ہیں تو ان کا کوٹہ پُر ہونے لگا۔ اور جہنم انتظار میں تھا اب جہنم کو اطمینان تھا کہ جماعت بن رہی ہے۔

اس کو بھرنے والے اب پیدا ہوئے تو جس کا جس پر نام ہے وہ وہیں جائے گا۔

حضور کی اتباع کا حکم ہے نقل کا نہیں

صوم وصال جس کا ترجمہ ہے روزۂ وصال اور روزہ وصال ایسا روزہ جس میں نہ سحری نہ افطار نہ کھانا نہ پینا

صحابہ کرام نے بھی رکھنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے جماعت گھٹ گئی جماعت کم ہو گئی۔ جماعت صحابہ کی نماز میں کمزوری سے رسول نے پوچھا ؛

یہ کیا ؟

حضور! آپ نے صوم وصال رکھا ہے آپ چلتے پھرتے ہیں آپ کھاتے پیتے نہیں، چلتے پھرتے ہیں۔ آپ روزہ سے پر روزہ بغیر کھائے پیئے رکھے ہیں اور کام بھی کر رہے۔

اُن کا حال خراب ہو گیا ہے چل نہیں سکتے۔

پھر نہیں سکتے

بہت سے کھاٹ سے اتر نہیں سکتے۔

رسول نے بلا کر کہا۔ ایکم مثلی، کون ہے میری طرح

تم میری طرح ہو

ارے میں بولا بھی نہیں! تم نے رکھ لیا

صحابہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ! بات مقابلے کی نہیں ہے۔

بات غلامی کی تھی۔ آقا کو دیکھا کے نہیں پی رہے ہیں۔ ہم بھی میں نہیں کھاتا

ارے مجھ کو میرا اللہ کھلاتا پلاتا ہے۔

رسول نے کیا فرمایا! میرا اللہ کھلاتا پلاتا ہے

تم میں میری مثل کون ہے مجھ کو میرا خدا کھلاتا پلاتا ہے۔

اللہ کھلاتا پلاتا ہے

علماء کی توجہ!

رسول کہتے ہیں مجھ کو اللہ کھلاتا پلاتا ہے

ارے بھئی! کھانا پینا یا تو گھر کے اندر ہو گا یا گھر کے باہر ہو گا

میں کھاتا پیتا ہوں یا تو گھر کے اندر کھاؤں گا یا باہر

جب رسول کھاتے پیتے ہیں اگر گھر کے اندر کھاتے ہیں تو عائشہ صدیقہ رضؓ کو دیکھنا چاہیے اور گھر کے باہر کھاتے ہیں تو ابو بکر صدیق کو دیکھنا چاہیے۔

مگر اے رسول یہ آپ کا کیسا کھانا پینا ہے کہ اللہ کھلاتا ہے آپ کھاتے ہیں اللہ پلاتا ہے آپ پیتے ہیں۔

لیکن جب اللہ کھلاتا پلاتا ہے تو آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ نہیں دیکھ پاتیں،

خدیجۃ الکبریٰ نہیں دیکھ پاتیں۔

اُم سلمہ نہیں دیکھ پاتیں۔

اُم حبیبہ نہیں دیکھ پاتیں۔

حضرت حفصہ نہیں دیکھ پاتیں

میں پوچھتا ہوں

کوئی نہ دیکھ سکا

کہ آپ کا پیارا صحابی ابوبکر صدیق باہر نہ دیکھ پائے۔

عمر فاروق نہ دیکھ پائیں۔

عثمان غنی نہ دیکھ سکیں

علی المرتضیٰ نہ دیکھ سکیں

سعد و سعید طلحٰہ زبیر نہ دیکھ سکیں۔

اور اندر ازواج مطہرات نہ دیکھ سکیں

باہر صحابہ کرام نہ دیکھ سکیں۔ رسول کا کھانا پینا۔

ارے گھر کی بیوی اور باہر کا صحابی نہ دیکھ سکا۔ کھانا پینا جو مادی چیز ہے کھانا پینا جو دیکھنے کی چیز ہے۔ تم یہ نہیں جانتے کہ میری نقل کیا ہے باہر نہیں ہے تم یہ نہیں جانتے میرا درجہ کیا ہے۔ وہ اندر کی چیز ہے

تم یہ نہیں جانتے ہاشمی تقریر کے روپ میں بڑا اچھا ہے یا بڑا اندر کی بات ہے۔

تم یہ نہیں جانتے کہ میں یہ دھندا کر رہا ہوں جو بول رہا ہوں یا ڈیوٹی ادا کر

رہا ہوں۔

تم نہیں جانتے کہ میں مسرور ہو کے بول رہا ہوں یا مجبور ہو کے بول رہا ہوں۔

تم نہیں جانتے کہ چند ٹکوں کے لئے کرسی پر بیٹھا ہوں یا بکا ہوا ہوں اور اپنے بکے کا ثبوت دے رہا ہوں۔

تم مجھے نہیں پہچان سکتے

یہ اندر کی بات ہے نہ،

نہیں جانتے کہ تمہارے نذرانوں پہ میری تقریر ہوئی ہے یا کسی کے اشارے کا نتیجہ ہے

یا کسی بازار میں بک جانے کا نتیجہ ہے

یا کسی کا دیکھ بن جانے کا رزلٹ ہے

یا خون کی ایک بوند ہے کسی کا خون ہے۔ اور مجھ سے اپنا یہ کام کروا رہا ہے

لیکن تم میرا عبا دیکھ سکتے ہو۔

تم میرا تاج دیکھ سکتے ہو۔

تم میرا درجہ نہیں دیکھ سکتے تو کھانا پینا جو دیکھنے میں آرہا ہے۔ مگر علم دیکھنے میں نہیں آسکتا۔

درجہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔

مرتبہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔

تو میں جماعت کے ان بکے ہوئے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کھانا پینا جو دیکھا جاسکتا ہے اس کو ابو بکر جیسا صحابی نہ دیکھ سکا تو رسول کا وہ رتبہ جو جبریل نہ دیکھ سکے ہوں۔ اسے وہابی نے کیسے دیکھ لیا۔ اسے جماعت نے کیسے دیکھ لیا

رسول لاجواب ہیں

ایکم مثلی ! تم میں میرا مثل کون ہے گویا صوم وصال نے بتادیا

رسول بے مثال ہیں۔

رسول لاجواب ہیں

رسول بے نظیر ہیں

مگر میں اپنی عادت سے باز نہیں آؤں گا میں ایک بات مزید کہوں گا کہ رسول نے مثل کہا اور قرآن دلیل ہے کہ رسول نے کہا اور یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ نے کہلوایا ہے

قل انما انا بشر مثلکم۔

کبھی موقع آیا تو اس آیت پر کہ پورے لٹریچر کا پوسٹ مارٹم کیا جاسکتا ہے اور ایسا پوسٹ مارٹم جو سپریم کورٹ تک سٹرنے نہ پائے۔

لیکن یہ موقع نہیں ہے اس لئے ایک جملہ کہہ کر گزر جاؤں گا۔

ہاں ہاں رسول نے کہا ہے۔ انا بشرٌ مثلکم

تم میں سے کوئی میری مثل نہیں

اور ہاں ہاں رسول نے یہ بھی کہا ہے۔ ایکم مثلی تو ذات ایک رسول کی ذات ایک اور بات دو

رسول کی ایک زبان دو کلام

ایک جگہ رسول کہتے ہیں۔ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ یہی رسول دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

تم میں میری طرح کون ہے

رسول الگ الگ مجمع میں الگ الگ بات کر رہے ہیں

ایکم مثلی انا البشر مثلکم

مفسرین فرماتے ہیں جب رسول نے فرمایا

انا البشر مثلکم۔ تو ابو جہلیو، ابو لہبیوں سے کہا تھا۔ کافروں سے کہا ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اور صحابہ سے کہا جب روزے کی نقل کرنے لگے صحابہ کرام، تو ایمان والوں سے کہا۔ ایکم مثلی، ایمان والوں سے رسول کہتے ہیں میں بے مثل ہوں اور

کافروں سے کہا تمہاری طرح ہوں

کافروں سے کہتے ہیں تمہاری طرح ہوں۔

تو رسول نے انسانوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ ایک طرف کافروں کا گروہ ایک طرف مومنوں کا گروہ وفاداروں کا گروہ،

کافروں سے رسول نے کہا! میں تمہاری طرح بشر ہوں اور مومنوں سے کہا میں بے مثال ہوں۔ تو جس نے جو سنا ہے وہی دہرا رہا ہے۔

کافروں سے یہ کہا کہ میں تمہاری طرح ہوں اور مومنوں سے کہا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ تو کافر نے جو سنا ہے وہ دہرا رہا ہے اور مومنوں نے جو سنا ہے وہ دہرا رہے ہیں۔ جو کہتا ہے رسول ہماری طرح ہیں اُسے کہنے دو کیونکہ جب رسول ہمانے چھوٹ دے دی ہے تو ہم کیوں روکیں۔

ہر عبادت کا ایک جواب

تو روزے نے بھی یہی جواب دیا ہے۔ رسول ہماری طرح ہیں۔

رسول ہماری طرح ہیں۔

حج نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

ارے حج سے پوچھ لے تو نے حجرِ اسود کیوں چوما ہے۔ کیوں تو نے حجرِ اسود کو چوما ہے۔ تو جواب بلا۔ کیونکہ رسولؐ نے اسے چوما ہے کیونکہ نبی نے چوما ہے تو تیرے چومنے کا کارن رسول کا چومنا ہے۔

اے جماعت والو تم جواب دو کہ رسول نے کیوں چوما؟ مُلّا کے چومنے کی وجہ رسول کا چومنا ہے۔

تو سن! تو نبی کے لئے چوم رہا ہے وہ خدا کے لئے چوم رہے ہیں۔ تو دونوں کی نیت الگ ہے۔ دونوں کا عمل الگ ہے۔ حجرِ اسود کا کالا پتھر اے حج تو نے کیا کیا۔ کہنے لگا۔ رہنے دو۔ کالا پتھر

تم نہیں جانتے اللہ خوب جانتا ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے اس کو معلوم ہے۔

کیا پتھر چومنا شرک ہے

تم نہیں جانتے۔ اللہ جانتا ہے کہ کچھ بندے ایسے پیدا ہوں گے جو پتھر کو چومنا شرک سمجھتے ہیں جیسے ہی غریب نواز کی چوکھٹ چوموں کہیں گے۔

توبہ! توبہ! غیر اللہ کا چومنا شرک ہے۔ غیر اللہ! غیر اللہ! ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔

شرک بولتے ہیں۔ غیر اللہ کا چومنا۔ اجتماع میں چیخ چیخ کے غیر اللہ کا چومنا۔ اچھا اگر کوئی تھوڑا پڑھا لکھا ہوتا ہے وہ کہتا غیر اللہ کو چومنا شرک ہے بڑی قرأت کے ساتھ۔ اور یہ جو چالیس دن میں عالم بنے ہوتے ہیں، تو بولنے

کا ڈھنگ تو ہے نہیں۔

اردو گیر اللہ کا چومنا غیر اللہ بھی نہیں بول پائے گیر اللہ کا چومنا سِرک ہے

بچے کو کیوں چوما

یو۔ پی والوں نے کہا تمہارے اس سِرک کو شِرک لیں گے۔ رات کو تقریر کیا اور گھر میں گئے سو گئے، اب فجر کے وقت اٹھے۔

اب وہ باہر جب نکلے گلا بیٹھا ہوا

اپنی بیوی سے کہا۔ بیوی دیکھ تیرے لئے کہاں کہاں سے بے ایمانی کرتے ہیں۔ ہم کو سعودیہ عربیہ سے پیسہ ملتا ہے ہم بتلاتے ہیں۔ اللہ واسطے کرتے ہیں تیرے لئے کہاں کہاں جھوٹ بولتے ہیں، چل کافی بنا دے،

دیکھ نہیں رہے ہو گڈو رو رہا ہے۔

اب وہ گڈو! صبح صبح رونا شروع ہوا۔ ای۔ ای ای ای نان اسٹاپ معلوم ہوتا تھا بمبئی سے ریل چھوٹ گئی ہے اب دہلی سے پہلے رکے گی نہیں اور جو لوگ بچوں کو کھلا چکے ہیں۔ انہیں تجربہ ہے کہ بچے جب صبح سویرے روتے ہیں تو انہیں کیسے چپ کرایا جاتا ہے۔ تو اس مولوی نے سوچا کہ اگر گھر میں رہے گا تو روکے گا لاؤ اسے لے کر باہر نکل جائیں اور کافی بن جائے۔

اب مولوی صاحب اپنے بچے کو لے کر باہر گئے تو کچھ دکانیں کھل رہی تھیں کچھ بند تھیں۔ مولوی صاحب کھلی دوکان پر پہنچے اور بچہ ای۔ ای رو رہا ہے دوکان سے بسکٹ لے کے بچے کے منہ میں ڈالا بڑے پیار سے اس کے منہ میں ڈالا۔ لے میرے لال کھالے باہر کا بسکٹ ہے بڑا اچھا بسکٹ ہے۔

میرے لال میری آنکھ، میرا سر، میرا منہ، میرا کلیجہ، میرا سینہ، میری دھڑکی

میرا بھیجہ میرا دل، میرا پھیپھڑا، نہ رو میرے لال میرے چاند میرے سورج

گنگا میلی ہوگئی

میری گنگا میری جمنا نہ رو اور گنگا جمنا رو رہے ہیں۔

ستیاناس ہو ان کا گنگا بھی میلی کردی، ہمارے پاس آب زم زم کا کنواں ہے جس کو کروڑوں لوگ پیتے ہیں نہاتے ہیں نہاتے ہیں مگر وہ چھوٹا سا کنواں میلا نہیں ہوا۔ یہ کتنے سڑئیل لوگ ہیں جو نہاتے نہاتے نہاتے نہاتے گنگا کو میلی کردیا۔ اب گنگا بھی سوچتی ہوگی۔

اے اللہ کچھ آب زم زم ادھر بھی بھیج دے۔

ارے جب اتنی بھاری تعداد میں رہ کر یہ اپنی گنگا کو صاف نہ رکھ سکے تو خود اپنے کو کیا صاف رکھیں گے اور دوسری بات کہہ دوں۔

اے غیر مسلمو! اگر تیری گنگا ایک ہمارے کنویں کا مقابلہ نہ کرسکی آب زم زم کا مقابلہ نہ کرسکی اتنی بڑی ندی جب کنویں کے سامنے نہ ٹھہر سکی تو پھر ہمارے سمندر کے سامنے تم کیا ٹھہرو گے۔

مولوی صاحب نے جب بسکٹ بچے کے منہ میں ڈالا تو وہ رونا بھول گیا اب ایک مات سوچو مجھ کو بچے بڑے اچھے لگتے ہیں چاہے کتنا موڈ خراب ہو وہ سویٹ ہے

ارے یہ تو شرک ہے

اب روتے روتے جو چہرہ لال ہوا اور مٹھائی جب گلی تو اب وہ غصہ جا رہا ہے خوشی آرہی ہے۔ باپ مولوی صاحب! بچے کا گال چوم رہے ہیں ماتھا چوم رہے ہیں اس کے ہونٹ چوم رہے ہیں اپنے بیٹے کا گال چوم رہے تھے ایک سُنی دیکھ رہا تھا

اس نے کہا۔ اے مولوی صاحب، رات تم نے اجتماع میں کہا تھا کہ غیر اللہ کو چومنا شرک ہے یہ تمہاری گود میں کون ہے؟

اللہ ہے یا غیر اللہ ہے۔ بولو کون ہے۔ گود میں اللہ ہے۔

بولے عبداللہ، استغفر اللہ نعوذ باللہ۔ کیا کہتے ہو حاجی عبداللہ۔

ارے میرا بیٹا عبیداللہ، اللہ نہیں ہے غیر اللہ

دیکھو رات تو نے اجتماع میں کہا تھا غیر اللہ کو چومنا شرک ہے، رات شرک بولا اور چھ گھنٹے کے بعد صبح صبح پہلا پہلا شرک کیا۔

اب مولوی پکڑا گیا۔ تو اب سچ بول رہا ہے توجہ چاہوں گا۔ اب سچ بول رہا ہے۔

چومنا عبادت نہیں محبت ہے

سن بھائی عبداللہ! سن! چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں ہے محبت سے ہے۔ ہمیں جس سے محبت ہے، ہم اسے چومیں گے اور محبت نہیں ہوگی تو نہیں چومیں گے عبادت سے تعلق نہیں ہے۔ محبت سے تعلق ہے چومنے کا یہ میرا بیٹا ہے مجھے محبت ہے میں نے عبادتاً نہیں چوما ہے اپنے بیٹے کو محبتاً چوما ہے۔ سُنی نے ہاتھ پکڑ کر کہا اب سچ بولو اب اس مسئلے میں ہمارا اختلاف ختم ہو گیا۔ یہ ہم بھی کہتے تھے کہ چومنے کا تعلق عبادت سے نہیں ہے محبت سے ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تجھے گھر والوں سے محبت ہے تم گھر والوں کو چومتے ہو۔

ہم اللہ والوں کو چومتے ہیں

ہمیں اللہ والوں سے محبت ہے ہم اللہ والوں کو بھی چومتے ہیں اور اگر یہ شرک

ہوگیا۔ تو جنتی نسل بنے مسلمانوں کی۔ یہ سب شرک زادے ہیں کیونکہ سب کے ابا
نے شرک کیا بغیر شرک کے بچے ہی نہیں ہوتے

غیر اللہ کو چومنا شرک تو پہلا کام تو چومنا ہی ہے شاید
بڑا بھیا اس لئے مشرک ہوگیا کہ چھوٹے بھائی کو چوم لیا ہے
لڑکا اس لئے مشرک ہوگیا کہ اماں کا پیر چوم لیا ہے
ماں کا قدم چوم لیا مشرک ہوگئے
باپ کا قدم چوم لیا مشرک ہوگئے
تو عبادت نے کہا پتہ نہیں آپ سمجھ سکیں گے۔

صبح ہی صبح شرک شروع کردیا

سنی نے کہا مولوی صاحب! رات آپ اجتماع میں بولے تھے۔ یہ شرک ہے
پ نے صبح ہی صبح شرک کرنا شروع کردیا۔ مولوی صاحب اللہ کا لاکھ لاکھ شکر
ہے کہ آپ نے یہ شرک سڑک پر کیا تو میں نے دیکھ لیا۔ جب بچے کے ساتھ اتنا
منا شرک ہے تو آپ بڑے پرانے مشرک ہیں

عبادت نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ مولوی کہیں گے۔
وث اعظم کے مزار کا بوسہ مت لو، غریب نواز کی چوکھٹ کا بوسہ نہ لو۔ اولیاء اللہ
ا بوسہ نہ لو، پیر کا ہاتھ نہ چومو، سید کا ہاتھ نہ چومو،
یہ چلائیں گے نہ تو اس سے پہلے کہ یہ چلائیں۔ میں عبادت میں ہی اس کالے
تھر کو چومنا فرض کردیتا ہوں۔
تم چومو گے کیسے نہیں بڑے اکڑے ہو ہم چومیں گے نہیں۔
کہتے ہیں وہ جنتی حجر تھا اس لئے چوما۔

جواب دیں گے جماعت والے!

وہ جنتی پتھر تھا اس لئے چوما تو گردن پہ ہاتھ رکھ کے کہنا

مُلاں جی جنتی حجر چومتے ہو اور جنتی بشر نہیں۔

جنتی حجر چوم سکتے ہو جنتی بشر نہیں،

جنتی حجر بڑا کہ جنتی بشر۔

تو ہو سکتا ہے وہ یہ کہہ دیں اس پتھر پر رسول کا لب لگا ہے اس لئے ہم چومتے ہیں۔

تو کہنا۔ اے ملا، اللہ تجھ کو ہدایت دے، جس پتھر پر رسول کا لب لگ جائے اسے چوم رہے ہو، مجھے بتا کہ جس پتھر پر رسول کا لب لگ جائے وہ پتھر اتنا اونچا ہو جائے اور جس گنبدِ خضریٰ میں سب لگ جائے۔

ارے سن! حجرِ اسود میں رسول کا لب لگا ہے اور قبرِ انور میں سب لگا ہے لب کا یہ عالم ہے تو سب کا کیا عالم ہوگا۔ چومنا شرک ہے یہ تو گھامڑ سے گھامڑ آدمی بھی کہہ سکتا ہے۔

چومنا شرک شکن ہے

میں کہتا ہوں شرک سے بچنا ہو تو چومو! شرک توڑ ہے۔

کسی نے جماعت سے پوچھا۔ کیا اولیاء اللہ کو چومنا شرک ہے

بولے! ہاں۔

مجھ سے پوچھا! میں نے کہا۔ نہیں شرک شکن جیسے محمود غزنوی بت شکن تے ویسے ہی مزارات کا چومنا شرک شکن ہے، شرک سے بچنا ہو تو چومو۔ نئی عجیب سی بات کہہ رہا ہوں۔ شرک سے بچنا ہو تو چومو۔

اللہ پاک ہے

ایک بات بتاؤ
اللہ کو پکڑ سکتے ہو
اللہ کو ٹچ کر سکتے ہو
اللہ کو چھو سکتے ہو
اللہ کو چوم سکتے ہو
نہیں! وجہ، اللہ مکان و مکانیت سے پاک ہے
جسم و جسمانیت سے پاک ہے
تعین و تعینات سے پاک ہے
آکار و شکل سے پاک ہے
شکل و اشکال سے پاک ہے

توجب اللہ جسم سے پاک ہے جسم و جسمانیات سے پاک ہے جسم نہیں ہے
واس کو چھو نہیں سکتے، اللہ کی جب حد ہے ہی نہیں، چوم بھی نہیں سکتے۔

لینڈ ان لینڈ کو چوم نہیں سکتا۔
بندہ خدا کو چوم نہیں سکتا۔

توتم اللہ کا بوسہ لے نہیں سکتے۔ تم اللہ کو چوم نہیں سکتے، بات پکی ہے،
نہ۔ وجہ بھی بتا دی تو اے ہزاروں کی تعداد میں پالج کی دھرتی میں رہنے والے
سلمانوں! جب تم اللہ کو چوم نہیں سکتے، یہ بات طے ہے نہ، تو پھر اسی
جلے میں جواب ہے۔ کہ جب تم اللہ کو چوم نہیں سکتے، جب یہ طے ہے کہ ہم خدا
وچوم نہیں سکتے۔ تو پھر یہ بھی طے ہو گیا کہ۔ جسے ہم چوم لیں گے وہ خدا ہو نہیں

سکتا۔ جب ہم خدا کو چوم نہیں سکتے تو جسے تم چومو گے وہ خدا ہو نہیں سکتا

اولیاء کو چومو کہ یہ خدا نہیں

عیسیٰ کی شان کو دیکھ کر کچھ لوگوں نے انہیں ابن اللہ کہہ دیا

علی المرتضیٰ کی کرامتوں کو دیکھ کر نصیریوں نے انہیں اللہ کہہ دیا۔ تو اے عبدالقادر

جیلانی کی کرامتوں کو دیکھ کر

غریب نواز کی کرامتوں کو دیکھ کر

مخدوم اشرف کی عظمتوں کو دیکھ کر

شاہ قطب عالم کی کرامتوں کو دیکھ کر

سید لطف اللہ کی کرامتوں کو دیکھ کر

کہیں دنیا بھر کے اولیا کی کرامتوں کو دیکھ کر

اے غوث اعظم تمہاری کرامتوں کو دیکھ کر

اے غریب نواز تمہاری کرامتوں کو دیکھ کر لوگ تمہیں خدا نہ کہہ دیں جیسے

حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہہ دیا ہے

جیسے حضرت علی کو کچھ لوگوں نے اللہ کہہ دیا۔

اے غوث اعظم کہیں تمہیں بھی خدا نہ کہہ دیا جائے۔ اس لئے لوگو انہیں چوم لو

غوث اعظم کی چوکھٹ کو چوم لو۔

غریب نواز کی چوکھٹ کو چوم لو۔

علمائے کرام کو چوم لو

سادات کو چوم لو

پیران اعضام کو کو چوم لو

اولیاء کاملین کو چوم لو

جب تم انہیں چوم لوگے تو عقل کہے گی تم نے انہیں چوم لیا ہے یہ اللہ نہیں ہیں

غوث اعظم سب کچھ ہو سکتے ہیں خدا نہیں ہو سکتے

غریب نواز خدا نہیں ہو سکتے۔

مخدوم اشرف خدا نہیں ہو سکتے۔

اس لئے کہ ہم نے انہیں چوما ہے تو چومنے نے ہمیں شرک سے بچا لیا۔ اس چومنے نے ہمیں مشرک ہونے سے بچا لیا۔ اگر ہم نے چوما نہ ہوتا تو ہم اولیا کو خدا کہہ دیتے۔

ہم نے چوم لیا اقرار توحید کرلیا

غوث اعظم کو پایا اور چوم لیا۔

غریب نواز کو پایا اور چوم لیا

سید لطف اللہ کو پایا اور چوم لیا

سید وجیہ الدین کو پایا اور چوم لیا۔

عبدالصمد کو پایا اور چوم لیا۔

ہم نے اصحاب کو پایا چوم لیا

موسی کا قدم ملا چوم لیا۔

تاکہ دنیا یہ سمجھ جائے کہ ہم خدا کو چومتے نہیں انہیں چوما ہے اس لئے خدا سمجھا نہیں۔

سنو! اللہ وہ ہے، اللہ کو پوجا جاتا ہے چوما نہیں جاتا۔ بولو اللہ کو چومتے ہیں سب اللہ کو پوجتے ہیں ہم اللہ کو پوجتے ہیں چومتے نہیں اور ولیوں کو

چومتے ہیں پوجتے نہیں۔

اللہ والوں کو ہم چومتے ہیں پوجتے نہیں کیونکہ پوجنا عبادت ہے چومنا محبت ہے۔

عبادت خدا کی محبت اولیاء کی

عبادت خدا کے لئے ہے محبت خدا والوں کے لئے تو ہم مُلا سے نہیں کہتے حج سے اور اسی لئے تو ان لوگوں کے دماغ کو صحیح کرنے کے لئے یہ جب عیاش عربوں کے چندے سے پاگل ہو جائیں۔ تو ہم ان کو حاجی بنا کر لاتے ہیں۔ کالا کالا پتھر چموتے ہیں تاکہ سفید سفید چومنے کی عادت پڑ جائے۔

اب ہم کو بڑا اطمینان ہوا۔ کہ اللہ اہل سنت کا نگہبان ہے۔ اللہ خود ہمارے عقیدے کی حفاظت کر رہا ہے۔

یہ جس کو بریلویت، بریلویت کہتے ہیں اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اس لئے کہ جب یہ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ سلام نہیں پڑھتے۔ تو اللہ مسجد میں لے جاتا ہے اور جب یہ پومتے نہیں تو اللہ انہیں کعبے میں لے جاتا ہے۔

اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مسلمان کو اگر تم قید و بند میں بھی رکھو گے تو اسے دبا نہیں سکتے۔ اس کی صدا کو دبا نہیں سکتا بھول گئے کہ کل تیرے دادا ابوجہل نے اپنی مٹھی میں کنکریوں کو لے کر یہ اطمینان کر لیا تھا کہ میں نے مٹھی میں بند کر لیا ہے

زبان نہیں نکلے گی
اب زبان نہیں نکلے گی
سانس نہیں نکلے گی۔

بولے گی نہیں۔
گونگی ہو جائے گی۔
چپ رہے گی
خاموش رہے گی۔ ابوجہل سمجھتا تھا کہ رسول کی بے عزتی کروں۔ کنکری چپ رہے گی۔

کنکری خاموش نہ رہے گی

میں رسول کی توہین کروں گا کنکری خاموش رہے گی
میں رسول کی بے عزتی کروں گا کنکری خاموش رہے گی
مگر جب کنکری کے سامنے رسول کی آبرو کو للکارا گیا تو کنکری نے نہیں دیکھا کہ میں کس کی مٹھی میں ہوں۔
کنکری نے نہیں دیکھا کہ میں کس کے چنگل میں ہوں
میں کس کے شکنجے میں ہوں۔
کنکری نے نہیں دیکھا کہ میں کس کی پکڑ میں ہوں۔

اب مسلمان اپنے ماں باپ کے لہو کی قسم کھا کے کہتا۔ کربلا کی دھرتی کا قرض محسوس کرتا ہے فاطمہ کے لال کی ایک ایک بوند سے مسلمان، اولیاء اللہ کے نام پر جان دینے والا مسلمان قسم کھا رہا ہے کہ اگر تم نے ہماری سُنیت پر حملہ کیا۔ ہماری مسجد میں رسول اللہ پر سلام بھیجنے کی کوشش کی۔
تو پھر ہم بھی نہیں دیکھیں گے کس کی مٹھی میں ہیں۔
پھر ہم بھی نہیں دیکھیں گے کہ ہم کس کے کنٹرول میں ہیں۔
ہمارے مسلمان ہونے کا مقصد یہ ہے کہ ہم جئیں گے تو مدینے کے لئے

مریں گے تو مدینے کے لئے۔
بلند کی مسجد فلاں کی نہیں ہے
پالم کی مسجد فلاں کی نہیں ہے
یورپ کی مسجد یورپ کی نہیں ہے

ہم مل کر مقابلہ کریں گے

جس مسجد میں سینت پر حملہ ہوگا وہ مسجد رسول اللہ کی مسجد ہے وہ خدا کا گھر ہے۔ ہم سب ایک ہو کر ٹکر لیں گے۔ ہم سب ایک ہو کر مقابلہ کریں گے یا تو حسین کی طرح مسجد کے سجدے میں اپنی گردن کٹوا دیں گے یا خالد بن ولید کی طرح تیری چھاتی پر چڑھ کر رسول اللہ کا نعرہ بلند کریں گے۔ یا حسین ابن علی کی طرح اپنی گردن دے دیں گے۔

لیکن نہ یہاں ہاریں گے نہ وہاں ہاریں گے
(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب اللعالمین)

تصوّف کی سب سے پہلی کتاب

مرآۃ العارفین

حافظ

شہزادۂ رسول امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام

ترجمہ و شرح:

علامہ صائم چشتی

تقریر : مولانا عبدالوحید ربانی

مولانا ربانی کی تقریریں

مرتب : محمد توصیف حیدر

چشتی کتب خانہ
جھنگ بازار فیصل آباد
فون ۶۲۰۸۸۹۰۰–۲۶۲۵۶

اہلِ تصوف حضرات کیلئے عظیم تحفہ

تفسیر ابنِ عربی

مؤلف

شیخ اکبر محی الدّین ابن العربی

مترجم

حضرت علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ
فیصل آباد

دنیا کی عظیم تفسیر کا اولین اُردو ترجمہ

تفسیر کبیر

مؤلف

سید المفسرین امام فخر الدین رازی

مترجم

علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ
فیصل آباد

وَاعظین کیلئے عظیم تحفہ
۱۲ ماہ کی تقریریں

شانِ خطابت

مصنف
مولانا عبدالرسول چشتی صاحب

ناشر
چشتی کتب خانہ فیصل آباد

حسنِ خطابت کے حَسین جواهر پارے

حسن نقابت
تصنیف
صاحبزادہ محمد توصیف حیدر

حضرت علامہ مولانا
صاحبزادہ سید فدا حسین شاہ
کی تقریریں

حضرت علامہ مولانا
عبدالوحید ربانی
کی تقریریں

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۳۱۳۱۶۹

چشتی کتب خانہ
جھنگ بازار ارشد مارکیٹ
فیصل آباد